بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

کشف الرین فی مسئلۃ رفع الیدین

مسمّٰی بہ

تحقیق مسئلہ رفع یدین

از: الشیخ العلامہ المحدث محمد ہاشم بن عبد الغفور سندھی علیہ الرحمہ

ترجمہ مناظر اسلام محقق اہل سنت
حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب ریسرچ آفیسر محکمہ اوقاف دبئی

ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ
HASSANNIAZI2000 @YAHOO.COM 055 4217986

كَشْفُ الرَّيْنِ فِي مَسْئَلَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ

تحقیق

مسئلہ رفع یدین

مصنف

حضرت الشیخ العلامہ المحدث محمد ہاشم بن عبدالغفور سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ محمد عباس رضوی

نام کتاب ---------------- تحقیق مسئلہ رفع یدین

مصنف--------- حضرت علامہ محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ------------------ علامہ محمد عباس رضوی

تعداد --------------------------- ۱۱۰۰

صفحات --------------------------- ۱۸۴

سن اشاعت------------ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ فروری ۲۰۱۰ء

ہدیہ ------------------------ 140 روپے

ملنے کے پتے:

ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ 055 4217986

مکتبہ برکات المدینہ متصل جامع مسجد بہار شریعت بہادرآباد کراچی۔

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور۔

شبیر برادرز 40 اُردو بازار لاہور۔ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور ۔

مکتبہ مہریہ کالج روڈ ڈسکہ

انتساب

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا

علامہ پیر محمد سردار احمد قادری مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ کھر پڑ شریف، تحصیل چونیاں

ضلع قصور

کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

محمد عباس رضوی

(گوجرانوالہ)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو	شادیٔ دیدار حسن مصطفےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات	اُن کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر	امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے	صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر	سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن	دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں	عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں	اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب حساب خندہ بے جا رُلائے	چشم گریان شفیع مرتجےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں	اُن کی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط	آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے	رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں	قدسیوں کے لب سے امین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضاؔ خواب گراں سے سر اُٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفےٰ کا ساتھ ہو

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ شَانُہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

برادرانِ اسلام ! رفع الیدین علمائے احناف کے نزدیک منسوخ ہے۔ پہلے پہل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے وقت اور سجدوں میں رفع الیدین کیا لیکن بعد میں اسے ترک کر دیا لیکن علمائے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر رفع الیدین کیا ہے اور یہ منسوخ نہیں ہے اصل میں یہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس کے کرنے یا نہ کرنے سے آدمی کے مسلمان ہونے پر کوئی حرف آئے لیکن چونکہ غیر مقلدین کی عادت ہی یہ ہے کہ وہ فروعی مسائل میں بہت زیادہ تشدد کے قائل ہیں اور جوں جوں ہم خیر القرون سے دور ہوتے جا رہے ہیں اُن کا یہ تشدد بڑھتا جا رہا ہے یہ مسئلہ علمائے اسلاف میں مختلف فیہ آرہا ہے ہر کوئی اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرتا چلا آرہا ہے اور کوئی دوسرے پر اعتراض نہیں کرتا لیکن علمائے غیر مقلدین نے دیگر فروعی مسائل کی طرح اسے اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کیا ہے گویا کہ آدمی کے ایمان و اسلام کا دار و مدار ہی یہ مسائل ہیں پہلے پہل علمائے غیر مقلدین بھی اسے صرف مستحب کا درجہ دیتے تھے لیکن اب مستحب سے بڑھ کر سُنّتِ مؤکدہ کا درجہ دینے لگے ہیں آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔ اب بعض ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ اس مسئلہ کو فروعی مسئلہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں اور اپنے ہی اکابر کی تکذیب کر رہے ہیں۔

پرانے اور نئے غیر مقلدوں کے درمیان تضاد بیانی

پرانے غیر مقلدین کہتے تھے کہ رفع الیدین کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں اور دونوں سُنّت ہیں اور دونوں

عمل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں یہ ہیں ہندوستان میں وہابی مذہب کے بانی اور موجد مولوی اسماعیل دہلوی تنتیل لیلی نجد فرماتے ہیں۔

الحق ان رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والقیام منہ والقیام الی الثالثۃ سنۃ غیر مؤکدۃ تنویر العینین ص۵	حق یہ ہے کہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے قیام کے وقت رفع الیدین کرنا سُنّت غیر مؤکدہ ہے۔
اور آگے لکھتے ہیں۔	
ولا یلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ	اور اس کے ترک کرنے والوں کو ملامت نہیں کرنی چاہیئے اگرچہ وہ ساری عمر رفع الیدین نہ کرے۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں۔

ممکن ہے کہ ابن مسعود کے نزدیک جیسا کہ ہمارا مذہب ہے رفع یدین ایک مستحب امر ہو جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (اہلِ حدیث کا مذہب ص۶۸)

اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔

جواب :- درصورت مرقومہ بر علمائے حقانی پوشیدہ نیست کہ در رفع یدین بوقت رفتن در رکوع وقت برداشتن سر از رکوع منازعت ومخاصمت ومشاتمت ومنافست کردن خالی از تعصب وجہالت نخواہد بود	علمائے حقانی پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع الیدین میں لڑنا جھگڑنا بُرا بھلا کہنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے کیونکہ مختلف اوقات میں رفع الیدین

زیرا کہ رفع و عدم رفع در ہر دو مقام با وقات مختلفہ از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت است چہ دلائل طرفین دریں باب موجود۔

کرنا اور نہ کرنا دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں اور دونوں طرف دلائل موجود ہیں۔

فتاویٰ نذیریہ ج۱ ص۴۴۳ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ص۱۳۰ ج۳-۲۰۱

اور مولوی عبد اللہ غزنوی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال:۔ چہ میفرمایند عالمانِ دین و مفتیان شرحِ متین دریں مسئلہ کہ رفع الیدین عند الرکوع و عند رفع الرأس منہ و عند القیام للرکعۃ الثالثۃ از سنن مؤکدہ است کہ تارکش معاقب خواہد شد یا از سنن زوائد کہ فاعل آں مثاب باشد و تارکش ملام معاتب نخواہد شد، وان ترک مدۃ عمرہ کما حققہ الشہید رحمۃ فی رسالتہ تنویر العینین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ رفع الیدین قبل الرکوع و بعد الرکوع اور تیسری رکعت کے قیام کے لئے اٹھتے وقت سنت مؤکدہ ہے کہ اس کے تارک کو برا بھلا کہا جائے یا یہ کہ یہ سنت غیر مؤکدہ ہے کہ اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا اور نہ کرنیوالا گنہگار نہیں ہوگا اگرچہ تمام عمر میں ایک دفعہ بھی رفع الیدین نہ کرے جیسا کہ مولانا اسماعیل دہلوی نے تنویر العینین میں لکھا ہے۔

(الجواب) حافظ ابن قیم در زاد المعاد نوشتہ. من الاختلاف فی المباح الذی لا یعنف فیہ من فعلہ ولا ترکہ وھذا رفع الیدین فی الصلوٰۃ وترکہ (الیٰ)

(جواب) حافظ ابن قیم زاد المعاد میں لکھتا ہے کہ یہ اختلاف مباح ہے کہ وہ قنوت (فجر میں) پڑھے یا نہ پڑھے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ نماز میں رفع الیدین کرنا یا نہ کرنا (الیٰ)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اپنے رسالہ سنت الجمعہ میں لکھتے ہیں۔

فان السلف فعلوا ھذا و ھذا وکان کلا الفعلین مشھور بینھم کانوا یصلون علی الجنازۃ بقراۃ وبغیر قراءۃ کما کانوا یصلون تارۃ بالجھر ببسم اللہ وتارۃ بغیر جھرھا وتارۃ باستفتاح وتارۃ بغیر استفتاح وتارۃ برفع الیدین فی المواطن الثلاثۃ

بیشک علمائے سلف کبھی یہ کرتے تھے اور کبھی نہیں اور یہ ایسے ہی ہیں جیسے کہ وہ کام مشہور ہوں کہ کبھی تو نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی نہیں اور کبھی بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے اور کبھی سراً اور کبھی اس کے ساتھ نماز شروع فرماتے تھے اور کبھی بغیر اس کے اور کبھی رفع الیدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

فتاویٰ غزنویہ ص۳۴ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ص۱۵۱-۱۵۲ ج۳-۲۰

یہ تو تھے پرانے وہابیوں کے خیالات اب نئے دور کی نئی پود کے فتوے ملاحظہ فرمائیں مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری تو لکھتے ہیں کہ رفع یدین ترک رفع یدین دونوں کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں لیکن مولوی ابو المنہال شاغف بہاری لکھتا ہے۔

اس کے مقابل عدم رفع الیدین کی کوئی روایت بھی بسند صحیح مرفوع متصل کتب احادیث میں موجود نہیں۔ صراطِ مستقیم اور اختلافِ امت ص۱۱۹۔

مولوی اسماعیل دہلوی مولوی ثناء اللہ امرتسری مولوی داؤد غزنوی مولوی نذیر حسین دہلوی تو لکھتے ہیں کہ یہ صرف مستحب ہے ادا کرنا نہ کرنا دونوں جائز اور سنت ہیں اور اگر کوئی ساری عمر بھی رفع یدین نہ کرے تو اسے ملامت نہیں کرنی چاہیئے لیکن مولوی خالد گرجاکھی کی سنیئے وہ کیا کہتے ہیں۔ دوسرا مذہب سنت مؤکدہ کا

ہے اور راجح بھی یہی ہے اور اکثر کا مسلک یہی ہے یہ سنت مؤکدہ اگر غلطی سے رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور اگر دیدہ دانستہ چھوڑ دے تو سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ضرور ہوتا ہے۔ جزء رفع الیدین ص ۱۱-۱۰۔ از خالد گرجاکھی۔

وہابیوں کی آپس میں ٹکریں

مولوی خالد گرجاکھی اور مولوی نور حسین گرجاکھی لکھتے ہیں الحاصل۔ یہ کہ رفع الیدین فی مواضع الثلاثہ سنت متواترہ ہے اس کا ترک کسی صحابی سے بسند صحیح ثابت نہیں اس کے علاوہ قرون ثلاثہ کے ائمہ کرام اس کے قائل و فاعل تھے۔ جزء رفع الیدین ص ۲۰۷ و قرۃ العینین ص ۹۶ اور علامہ ابن حزم غیر مقلد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ان ھذا الخبر صحیح
محلی ص ۸۸ ج ۴۔
| کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے۔

اور اس کے حاشیہ پر علامہ احمد شاکر غیر مقلد لکھتے ہیں۔

وھو حدیث صحیح
| اور یہ حدیث صحیح ہے۔

مولوی ابو المنہال شاغف بہاری لکھتا ہے۔

لیکن یاد رکھیے کہ اہل حدیثوں کے نزدیک صرف اور صرف رفع یدین کرنا ہی سنت ہے ترک نہیں (صراط مستقیم اور اختلاف امت ص ۱۰۱)

اور مولوی عطاء اللہ غیر مقلد لکھتا ہے۔

ویجوز السنتان الامرین جمیعًا (تعلیقات سلفیہ علی سنن نسائی ص ۱۰۲ ج ۱)
| رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں کا سنت ہونا جائز ہے۔

اور علامہ ابن حزم غیر مقلد لکھتے ہیں۔

فلما صح انہ علیہ السلام کان یرفع فی کل خفض و رفع بعد تکبیرۃ الاحرام
| اور جب یہ صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر اونچ نیچ میں تکبیر تحریمہ

ولا یرفع کان کل ذالک مباحًا لا فرضًا۔
محلی ص ۲۳۵ ج ۳
| کے بعد رفع الیدین کرتے اور یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین نہ کرتے تھے تو رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں جائز و مباح ہیں فرض کوئی نہیں۔

علامہ ابن قیم اور ابن تیمیہ بھی دونوں کو سنت قرار دیتے ہیں جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ دونوں کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور جو اسے ضروری قرار دے وہ متعصب اور جاہل ہے۔ فتاویٰ نذیریہ ص ۴۴۱ ج ۱ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۶۰ ج ۳

مولوی خالد گرجاکھی لکھتا ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ (رفع یدین) کرنا چاہیئے اور ضرور کرنا چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نماز بھی رفع الیدین کے بغیر ثابت نہیں (جزء رفع الیدین ص ۱۱)

اور علامہ ابن حزم غیر مقلد لکھتا ہے۔

قد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع عند کل خفض و رفع وانہ کان لا یرفع۔ محلی ص ۲۳۵ ج ۴
| بے شک یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کیا کرتے تھے اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ رفع الیدین نہیں کیا کرتے تھے۔

اور مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتا ہے۔

زیرا کہ رفع و عدم رفع در ہر دو مقام باوقات مختلفہ از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت است چہ دلائل طرفین دریں باب موجود۔ فتاویٰ نذیریہ ص ۴۴۱ ج ۱
| اس لئے کہ مختلف اوقات، مختلف مقامات پر رفع یدین اور ترک رفع الیدین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں اور دونوں طرف دلائل موجود ہیں۔

یہ تو تضاد وہابی مولویوں کا آپس میں اختلاف کہ پہلے وہابی لوگ ترکِ رفع الیدین کو بھی از رُوئے دلائل سنت قرار دیتے تھے اور رفع الیدین کو غیر ضروری خیال کرتے تھے لیکن بعد میں آنے والوں نے ترک کی احادیث کا مُطلق انکار کر دیا اور رفع یدین کو سُنّت مؤکدہ قرار دے دیا اور ہمیں خوف ہے کہ اس کے بعد آنے والے اس کو واجب یا فرض قرار نہ دے دیں۔

ترکِ رفع الیدین کے قائلین

صحابہ کرام کی اکثریت ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتی تھی۔ حضرت علامہ مخدوم عبداللطیف سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال الامام محمد فی "موطائہ" قال ابراھیم نخعی ما صحابہ صلی اللہ علیہ وسلم ما سمعت الرفع الزائد منھم انما کان الصحابۃ یرفعون ایدیھم فی بدء الصلوۃ حین یکبرون للتحریمۃ فقط،

امام ابراہیم نخعی تابعی الکبیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیدین بعد از افتتاح کا نہیں سُنا بیشک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے شروع میں صرف اس وقت رفع الیدین کرتے تھے جب تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔

اور اس کی شرح میں حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وھذا بمنزلۃ دعوی الاجماع

اور یہ اجماع کے دعویٰ کے قائم مقام ہے۔

ذب ذبابات الدراسات ص ۵۷۸ ج ۱

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت جو کہ صاحبِ علم تھی ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتی تھی۔

قال ابو عیسٰی حدیث ابن مسعودؓ حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی

کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث "حسن" ہے اور بیشمار اہلِ علم صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کا اسی پر عمل ہے اور یہی قول ہے

صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وھو قول سفیان واھل الکوفۃ

سنن ترمذی ص ۳۵ ج ۱

حضرت سفیان کا اور تمام اہلِ کوفہ کا۔

اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اثبات رفع الیدین والی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وبھذا یقول بعض اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور یہی قول ہے بعض اہلِ علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا۔

اور ہر صاحبِ عقل انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ ترک رفع الیدین کے قائل و عامل تو بیشمار صحابہ کرام ہوں اور اثباتِ رفع الیدین کے بعض یعنی چند صحابہ کرام ہوں تو پھر ترجیح کس طرف کے عمل کو ہو گی جس طرف بیشمار صحابہ کرام ہیں یا جس طرف صرف چند ہیں۔

تمام اہلِ کوفہ کا ترکِ رفع الیدین پر اجماع

مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وھو قول ابی حنیفۃ وانقہ فی عدم الرفع الائمۃ الثوری والحسن بن حی وسائر فقھاء الکوفۃ قدیما وحدیثا۔ الخ

التعلیق الممجد ص ۹۱

ترکِ رفع الیدین پہلی مرتبہ کے سوا حضرت امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور آپ کی موافقت میں حضرت سفیان ثوری اور حضرت حسن بن حی اور تمام فقہا کوفہ متقدمین اور متاخرین نے کی ہے۔

اور حضرت امام محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لانعلم مصرا من الامصار ترکوا باجمعھم رفع الیدین عند الخفض والرفع الا اھل الکوفۃ۔

تمام شہروں میں سے کسی شہر کے متعلق ہم نہیں جانتے کہ اسکے رہنے والوں نے اجماعًا سرا نیچ نیچ میں رفع الیدین چھوڑ دیا ہو سوائے اہلِ کوفہ

(التعلیق الممجد ص۹۱) | کے ذکر اہل کوفہ نے اجماعاً رفع الیدین ترک کر دیا ہے)

تمام فقہا کا ترکِ رفع الیدین پر اجماع ہے

ولقد حدثنی ابن ابی داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابن عیاش قال ما رایت فقیہا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولیٰ ۔ شرح معانی الآثار ص۱۵۶ ج۱

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بھی فقیہ کو تکبیر اولیٰ کے سوا رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔

یہ حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ صحیحین کے راوی ہیں اور لوگوں کی اس طرح کی خبریں بیان کرنے میں ثقہ اور مشہور ہیں جیسا کہ حضرت علامہ ابن حجر ان کے بارے میں نقل فرماتے ہیں۔

وقال یعقوب بن شیبہ شیخ قدیم معروف بالصلاح البارع وکان لہ فقہ کثیر وعلم باخبار الناس ورِوایتہ الحدیث یعرف لہ سنۃ وفضل ۔ تہذیب التہذیب ص۳۷ ج۱۲

یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں مشہور قدیم شیخ اور متقی ہیں اور ان کو فقہ اور لوگوں کے حال کا بہت زیادہ علم حاصل تھا اور ان کی روایت حدیث کیلئے سُنّت اور فضیلت کیلئے پہچانی جاتی ہے۔

تو ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی اکثریت تابعین کی اکثریت اور فقہا ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے تھے۔

(شبہ) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن بصری سے روایت کرتے ہیں۔

وعن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانما ایدیھم المراوح یرفعونہا اذا رکعوا واذا رفعوا رؤسہم جزء رفع الیدین ص۳۲ مترجم

حسن نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ گویا کہ پنکھے تھے وہ رفع الیدین کرتے جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے۔

اور اس کو نقل فرمانے کے بعد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال البخاری فلم یستثن الحسن وحمید بن ہلال احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم دون احد ص۳۲

امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ حسن اور حمید بن ہلال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا کہ وہ رفع الیدین نہ کرتا ہو

تو ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کے قائل تھے جب آپ فرما رہے ہیں کہ ترکِ رفع الیدین کے قائل تھے

(جواب) اس کی سند میں ایک راوی قتادہ ہے جو کہ مدلس ہے اور یہ روایت اس نے عن سے کی ہے اور مدلس راوی کا عنعنہ بالاتفاق محدثین غیر مقبول ہے حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں۔

قتادہ بن دعامۃ السدوسی البصری صاحب انس بن مالک کان حافظ عصرہ وھو مشہور بالتدلیس وصفہ النسائی وغیرہ (طبقات المدلسین ص۵۴)

یعنی قتادہ بن دعامہ صاحب انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے حافظ تھے اور وہ تدلیس میں مشہور ہیں امام نسائی و دیگر محدثین نے اس وصف سے موصوف کیا ہے۔

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محکی فی شرح المہذب الاتفاق علی ان المدلس لا یحتج بخبرہ اذا عنعن

یعنی امام نووی نے شرح مہذب میں فرمایا کہ اس چیز پر اتفاق ہے کہ مدلس جب عنعنہ کے ساتھ روایت کرے تو وہ قابلِ احتجاج نہیں ہے۔

(التقیید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح ص۹۹)

اور آگے فرماتے ہیں۔

واما البیہقی فانہ حکی عن الشافعی وسائر اھل العلم انھم لا یقبلون عنعنۃ المدلس ص۹۹

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے تمام اہلِ علم سے نقل فرمایا ہے کہ مدلس کا عنعنہ نامقبول ہے۔

تو ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا اس روایت سے **اجماع علی اثبات رفع الیدین** ثابت کرنا درست نہیں۔ مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد رفع الیدین فی السجود کی روایت کے بارے میں لکھتا ہے۔

قلت فی اسنادہ قتادۃ وھو مدلس ولم یذکر سماعہ (ابکار المنن ص۲۰۶)

میں کہتا ہوں کہ اس سند میں قتادہ ہے اور وہ مدلس راوی ہے اور اس نے اس میں سماع کا ذکر نہیں کیا (یعنی انہوں نے عن کے ساتھ روایت کی ہے)

اور حضرت علامہ مخدوم عبداللطیف سندھی فرماتے ہیں۔

ثم ان روایۃ الحسن ھذہ رواھا عنہ قتادہ وھو مدلس بصیغۃ العنعنۃ ولا صحۃ لحدیث المدلس مادام لم یتحقق رفع التدلیس عنھا والی الآن لم یرتفع عنھا فلا یحکم بثبوتھا، ذب ذبابات ص۵۷۵-۵۷۹ ج۱

اور پھر حسن والی روایت تو اس روایت میں قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے اور اس نے یہ روایت عنعنہ کے صیغہ سے کی ہے۔ اور مدلس کی روایت صحیح نہیں ہے جب تک کہ تدلیس کا رفع ہونا متحقق نہ ہو جائے اور یہاں تدلیس رفع نہیں ہوئی پس اس روایت پہ ثبوت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا

جب یہ راوی غیر مقلدین کے نزدیک بھی قابلِ احتجاج نہیں تو پھر وہ اسی راوی کی

روایت سے رفع الیدین پر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کا اجماع ثابت کیسے کر سکتے ہیں

(شبہ) اس روایت میں قتادہ ہے لیکن دوسری روایت جو کہ امام بخاری نے حمید بن ہلال سے روایت کی ہے اس میں تو قتادہ نہیں ہے تو پھر بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا رفع الیدین پہ اجماع ہے کیونکہ انہوں نے بھی کسی صحابی کو خارج نہیں کیا۔

(جواب) اس روایت میں نہ تو رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع کا بیان ہے اور نہ ہی بین السجدتین کی نفی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ذکر ہو بلکہ ایسا ہی ہے اس لئے اس سے آپ کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا اور آپ کو ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام کا تعامل ترکِ رفع الیدین بجز افتتاح ہی ہے۔

(شبہ) حضرت علامہ مجدالدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقد ثبت رفع الیدین فی ھذہ المواضع الثلاثۃ وبکثرۃ روایۃ شابہ المتواتر فقد صح فی ھذا الباب اربعمائۃ خبر واثر ورواہ العشرۃ المبشرۃ ولم یزل فی ھذہ الکیفیۃ حتی رحل عن ھذا العالم ولم یثبت شئ غیرھا (سفر سعادۃ مصری ص۱۵ بحوالہ قرۃ العینین ص۷)

اور تحقیق رفع الیدین ان تین مقاموں میں ثابت ہے اور اس کثرت سے روایات ہیں کہ یہ متواتر کے مشابہ ہیں اور اس باب میں چار سو احادیث و آثار صحیح ہیں اور اس کو روایت کیا عشرہ مبشرہ نے بھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہی وفات تک ایسے ہی رفع الیدین کرتے رہے اور اس کے سوا کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

(جواب) اس کا تفصیلی جواب آگے کتاب کے حاشیہ میں آرہا ہے یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ غیر مقلدین کو یہ عبارت چنداں مفید نہیں ہے کیونکہ حضرت علامہ مجدالدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفع الیدین صرف تین مقامات پہ ثابت اور سنت ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہیں ہے حالانکہ غیر مقلدین چار مقامات پہ

رفع الیدین کے قائل و فاعل ہیں یعنی تکبیر تحریمہ قبل الرکوع و بعد الرکوع تیسری رکعت کیلئے اُٹھتے وقت حالانکہ مجد الدین فیروزآبادی فرماتے ہیں کہ چوتھی جگہ رفع الیدین بالکل ثابت ہی نہیں ہے یہ عبارت تو غیر مقلدین پر حجت ہے نہ کہ ان کی تائید ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہ اس سے اپنا پیچھا کیسے چھڑاتے ہیں۔

دیگر علمائے امّت جو کہ ترکِ رفع الیدین کے قائل تھے

افضل التابعین حضرت قیس بن ابی حاتم

حدثنا یحیی بن سعید عن اسماعیل قال کان قیس یرفع یدیہ اول ما یدخل فی الصلوٰۃ ثم لا یرفعھما مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱	حضرت قیس نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے تھے اس کے بعد نہ کرتے تھے۔

حضرت قیس وہ تابعی ہیں کہ جنہوں نے حضرات عشرہ مبشرہ کی زیارت کی ہے اور بقول بعض سب سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کرنے والے حضرت قیس ہی ہیں اگر صحابہ کرام و عشرہ مبشرہ رفع الیدین کے قائل ہوتے تو حضرت قیس ضرور رفع الیدین کرتے چونکہ آپ ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ دیگر صحابہ کرام و حضرات عشرہ مبشرہ بھی ترکِ رفع الیدین پر ہی عامل تھے۔

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بھی ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے تھے۔

ابن مبارک عن اشعث عن الشعبی انہ کان یرفع یدیہ فی اوّل التکبیرۃ ثم لا یرفعھما۔	حضرت امام شعبی پہلی تکبیر میں رفع الیدین کیا کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱)

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم القدر تابعی ہیں جنہوں نے تقریباً پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے صاحب اکمال فرماتے ہیں۔

وقال ادرکت خمس مائۃ من الصحابۃ اکمال ص ۶۰۲ ملحق بہ مشکوٰۃ	یعنی آپ نے پانچ سو صحابہ کرام کو پایا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ جن پانچ سو صحابہ کرام کو حضرت امام شعبی نے پایا ہے وہ تمام کے تمام ترکِ رفع الیدین پر ہی عامل تھے۔ تبھی تو آپ ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے تھے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین پر عمل پیرا ہوتے تو حضرت امام شعبی جیسے عالم کبھی بھی ترکِ رفع الیدین پر عمل نہ کرتے۔

حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ:۔ حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ترکِ رفع الیدین پر ہی عمل کرتے تھے۔

عن الحجاج عن طلحۃ عن خیثمۃ و ابراھیم قال کانا لا یرفعان ایدیھما الا بدء الصلوٰۃ۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱	حضرت خیثمہ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہما دونوں تابعی رفع الیدین نہیں کرتے تھے مگر نماز کے شروع میں۔

صاحب اکمال فرماتے ہیں۔

وکان خیثمۃ من کبار التابعین (الی) واصل سمع علیا وابن عمر وغیرھما۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۷)	اور حضرت خیثمہ بہت بڑے تابعی ہیں (الی) اور انہوں نے حضرت علی حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام سے سماع کیا ہے۔

حضرت اسود بن یزید اور حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہما بھی ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے تھے۔

وکیع عن شریک عن جابر عن الاسود وعلقمۃ انھما کانا یرفعان ایدیھما اذا افتتحا ثم لا یعودان۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱)	حضرت اسود اور حضرت علقمہ رضی اللہ عنہما دونوں نماز کے شروع میں رفع الیدین کیا کرتے تھے اور پھر بعد میں رفع الیدین کی طرف نہیں لوٹتے تھے۔

یہ دونوں جلیل القدر تابعی ہیں ان دونوں حضرات کا تذکرہ آگے کتاب کے متن میں آرہا ہے (ان شاء اللہ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ } حضرت ابراہیم نخعی جلیل القدر تابعی ہیں۔

حدثنا هشيم اخبرنا حصين ومغيرة عن ابراهيم انه كان يقول اذا كبرت في فاتحة الصلوٰة فارفع يديك ثم لا ترفعهما فيما بقي.

حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ جب نماز شروع کرو تو رفع الیدین کرو اور اس کے بعد باقی نماز میں رفع الیدین نہ کرو۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۹ ج۱

حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين و مغيرة عن ابراهيم قال لا ترفع في شئ من الصلوٰة الا في الافتتاحة الاولى.

حضرت حصین اور مغیرہ رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نماز میں سوائے شروع کے کہیں بھی رفع الیدین نہیں ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۱

قال عبد الملك رأيت الشعبي وابراهيم وابا اسحاق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتتحون الصلوٰة

عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبی امام ابراہیم نخعی اور امام ابو اسحاق سبیعی (تینوں جلیل القدر تابعی) کو دیکھا کہ وہ صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۱

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آگے اصل کتاب میں آپ پڑھیں گے باقی رہ گئے حضرت ابو اسحاق سبیعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ تو ان کے بارے میں صاحب اکمال فرماتے ہیں۔

رأى عليا وابن عباس وغيرهما من الصحابة یعنی آپ نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس

وسمع البراء بن عازب و زيد بن ارقم روى عنه الاعمش و شعبة والثوری وهو تابعی مشهور كثير الرواية

رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے اور حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے حدیث سنی ہے اور ان سے امام اعمش اور امام شعبہ اور امام سفیان ثوری روایت کرتے ہیں اور وہ مشہور اور کثیر الروایت تابعی ہیں۔

اکمال فی اسماء الرجال ص۵۹۱

امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ نے ستر یا اسی صحابہ سے روایت کی ہے کہ ان کے سوا کسی تابعی نے بھی نہیں کی۔ تو ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رفع الیدین نہیں کرتے تھے اگر کرتے ہوتے تو حضرت ابو اسحاق جیسے جلیل القدر تابعی کبھی بھی ترکِ رفع الیدین پر عمل نہ کرتے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ } حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی جلیل القدر تابعی بھی رفع الیدین نہیں کیا کرتے تھے۔

معاوية بن هشيم عن سفيان بن مسلم الجهنی قال كان ابن ابی ليلى يرفع يديه اول شئ اذا كبر

یعنی حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۱)

یہ بھی بہت بڑے جلیل القدر تابعی ہیں ان کے بارے میں صاحب اکمال فرماتے ہیں۔

سمع اباه وخلقا كثيرا من الصحابة و منه الشعبی و مجاهد و ابن سيرين و خلقا سواه كثيرا وهو في الطبقة الاولى من تابعي الكوفيين.

یعنی انہوں نے اپنے باپ (ابو لیلی صحابی رضی اللہ عنہم) اور دوسرے بہت زیادہ صحابہ سے سماع کیا ہے اور ان سے امام شعبی مجاہد ابن سیرین اور ان کے سوا بہت سے لوگوں نے سماع کیا ہے اور اہلِ کوفہ میں سے یہ طبقہ اولیٰ کے تابعی ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص۶۱۳)

قارئین کرام۔ جب اتنا بڑا جلیل القدر تابعی ترکِ رفع الیدین پر عمل کر رہا ہے تو ضروری ہے کہ انہوں نے اپنے باپ اور دیگر بہت سے صحابہ کو ترکِ رفع الیدین کرتے دیکھا تھا۔

اصحاب حضرت علی اور اصحاب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما

حضرت علی خود اور آپ کے تمام ساتھی اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے تمام ساتھی ترکِ رفع الیدین بعد از افتتاح پر عمل کرتے تھے یعنی ان دونوں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ساتھیوں کا ترکِ رفع الیدین پر اجماع ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت امام ابوبکر ابن ابی شیبہ روایت فرماتے ہیں۔

وکیع وابواسامۃ عن شعبۃ عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبداللہ واصحاب علی لا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ قال وکیع ثم لا یعودون۔

حضرت امام ابی اسحاق تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے تمام ساتھی سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع الیدین نہیں کرتے تھے حضرت امام وکیع فرماتے ہیں کہ دوبارہ رفع الیدین کی طرف نہ لوٹتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱

اس اثر کی سند بھی بالکل درست ہے۔ حضرت علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وھذا ایضاً سند صحیح جلیل ففی اتفاق اصحابھما علی ذلک علی ان مذھبھما کان کذلک

اور یہ سند بھی صحیح ہے اور اسی پر ان دونوں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا اتفاق ہے اور ان کا یہی مذہب ہے۔

الجواہر النقی ص ۷۹ ج ۲ حاشی علی البیہقی

تو اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے تمام ساتھی اور شاگرد اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے تمام دوست اور شاگرد ترکِ رفع الیدین پر متفق ہیں اور ان دونوں حضرات کے

اصحاب و تلامذہ کی صحیح تعداد تو خدا ہی جانتا ہے۔ بہرحال، ہر شخص یہ سوچ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے اصحاب و شاگرد کتنے ہوں گے۔

حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر

حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر جلیل القدر تابعی خود ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے تھے اور دوسروں کو رفع الیدین کرنے سے روکتے تھے۔ اور لوگوں کو کہتے تھے کہ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین نہیں کیا اس لئے یہ نہ کیا کرو۔

واوردہ البیہقی فی "الخلافیات" ایضاً عن ابی یحیی محمد بھذا اللفظ قال (صلیت الی جنب عباد بن عبداللہ بن الزبیر فجعلت ارفع ایدی فی کل رفع ووضع فقال یا ابن اخی رأیتک ترفع فی کل رفع ووضع وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ فی اول الصلوٰۃ ولم یرفعھما فی شیء حتی یفرغ) واوردہ الحافظ مغلطائی فی شرح علی سنن ابن ماجہ والشیخ قاسم فی تخریجہ علی احادیث الاختیار۔

امام بیہقی نے "خلافیات" میں ابو یحیی محمد سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے ابو یحیی محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نے ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے میں نے تجھے دیکھا کہ تو ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کرتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ آپ تو صرف نماز کو شروع کرتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ بعد میں نماز سے فارغ ہونے تک رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور اس کو روایت کیا حافظ مغلطائی نے ابن ماجہ کی شرح میں اور شیخ قاسم نے تخریج کی احادیث الاختیار میں روایت کیا ہے۔

ذب ذبابات الدراسات ص ۶۱۷ ج ۱

ترکِ رفع الیدین میں مروی احادیث کی تعداد

حضرت علامہ مخدوم ملت مولانا عبداللطیف سندھی بن حضرت مولانا محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں۔

قلت! لا یخفی أن حدیث النفی فی غیر تکبیرۃ الافتتاح قد جاء بروایۃ عشرۃ من الصحابۃ باسانید وصلت الی تسعین سنداً وکلھا احادیث مرفوعۃ۔	میں کہتا ہوں کہ یہ مخفی نہیں ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین کی نفی کی احادیث دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سندوں کے ساتھ مروی ہیں اور ان کی تعداد نوّے ہے اور یہ تمام (نوّے کی نوّے) احادیث مرفوع ہیں۔

ذب ذبابات الدراسات عن المذاہب الاربعۃ المتناسبات ص ۶۱۷-۶۱۸ ج-۱

اور حضرت علامہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سندوں کے مخرج ایک ایک کرکے بتائے ہیں۔ (کما فی ذب ذبابات ص ۶۰۲ تا ۶۱۸ ج-۱) اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

ولعل ھذہ الآثار تصل الی تسعین سنداً ایضاً۔	اور یہ (صحابہ و تابعین) کے آثار بھی نوّے کی تعداد تک پہنچتے ہیں۔

ذب ذبابات الدراسات ص ۶۲۵ ج-۱

اور ان تمام آثار کے مخرج بھی حضرت علامہ نے ایک ایک کرکے گنائے ہیں دیکھیئے

ذب ذبابات ص ۶۱۸ ج-۱ تا ص ۶۲۵

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ جیسے صحابہ کرام کی اکثریت (بقول امام ترمذیؒ) ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتی تھی ایسے ہی تابعین کی اکثریت بھی ترکِ رفع الیدین پر ہی عمل کرتی تھی اور تابعین کیوں نہ کرتے جب کہ انہوں نے صحابہ کو ترکِ رفع الیدین کرتے دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ تو ہر کام صحابہ کرام سے ہی سیکھتے تھے ملاحظہ فرمائیں، مولوی محمد شاہ جہان پوری غیر مقلد لکھتا ہے۔

اور اسی طرح تابعین اور تبع تابعین بھی جو قدم بقدم صحابہ کے اصلی و سیدھے رستے پر چلے آتے تھے ان کا رد کرتے تھے جو ان مستحدث فرعون کے مقابلے میں اہل السنۃ والجماعۃ کہلائے بانی اہلسنت کا اصول (عقائد) و فروع (اعمال) میں وہی طریقہ تھا جو ہم پہلے لکھ آئے ہیں

چھوٹے بڑے سب قرآن و حدیث پر عمل کا قصد رکھتے تھے اور جس کو جس عالم سے اتفاق پڑتا مسئلے کی تحقیق کر لیتا الخ الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۶۰-۶۱ مطبوعہ لاہور۔

اور دوسری جگہ لکھتا ہے۔

طبقہ صحابہ کے بعد طبقہ تابعین کا آیا تابعین نے علم صحابہ سے لیا ہر تابعی اس صحابی سے جو ان کی اپنی بستی میں موجود تھے۔ بشرط قصد حاصل کرنا تو آسان ہی تھا ان کے پاس جس قدر مل سکا۔ اُن سے حاصل کیا اور پھر اپنے اپنے شوق اور حوصلے اور وسعت اور برداشت مصائب کے لائق جن سے جتنا بن پڑا، دُوسرے دُوسرے شہروں میں جاکر دُوسرے صحابہ سے حدیثیں لیں۔ کوئی دو سے ملا کوئی چار سے کوئی دس سے کوئی بیس سے کوئی زیادہ سے الخ ص ۱۸۱ تا ۱۸۲

تو ثابت ہوا کہ تابعین کرام نے علم حضرات صحابہ کرام سے لیا اور پھر قدم بقدم اس پر عمل بھی کیا یعنی خلاف نہیں کیا حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام سے علم حاصل کیا وہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے تو ثابت ہوا کہ وہ پانچ سو صحابہ کرام بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ بقول مولوی محمد شاہ جہان پوری تابعین تو قدم بقدم صحابہ کے اصل اور سیدھے راستہ پر چلے کرتے تھے۔ تو جتنے تابعین کی ہم نے روایات نقل کی ہیں ان میں سے پانچ سو صحابہ سے ملاقات تو حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور ایک سو بیس صحابہ کی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے زیارت کی اور ان سے علم حاصل کیا اور حضرت قیس بن ابی حازم نے جتنے صحابہ کی زیارت کی ان کا حساب لگانا ہی مشکل ہے کیونکہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے (بحوالہ مسلم ص ۲۴ ج-۱) آپ نے تقریباً تمام صحابہ کی زیارت کی ہے تو مسئلہ حل ہو گیا۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اکثریت رفع الیدین کی قائل ہوتی تو حضرت قیس بھی رفع الیدین کے قائل ہوتے تو ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی اکثریت ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتی تھی۔ اسی لئے تو حضرت قیس بھی ترکِ رفع الیدین پر عمل کرتے تھے۔

رفع الیدین پر اجماع کے بارے میں وہابیوں کی کلابازیاں؟ مولوی نور حسین گرجاکھی لکھتا ہے۔

رفع یدین پر اجماع صحابہ اس سُرخی کے نیچے انہوں نے پہلا اجماع اور دُوسرا اجماع کا عنوان قائم کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ رفع یدین پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔ قرۃ العینین ص۴۸۔

اور مولوی خالد گرجاکھی لکھتا ہے۔

آئندہ اوراق میں اِنشاء اللہ تمام صحابہ کا اجماع بھی نقل کیا جائے گا جزء رفع الیدین ص۱۴۰

اور پھر ص۱۶۲ پر باب باندھا ہے رفع الیدین پر صحابہ کا اجماع اور اس باب میں انہوں نے رفع الیدین پر صحابہ کا اجماع ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک طرف تو وہ رفع الیدین پر اجماع ثابت کر رہے ہیں اور دُوسری طرف وہ کسی مسئلہ میں اجماع کا پایا جانا محال و دشوار گزار جانتے ہیں اور اجماع کا دعویٰ کرنے والے کو کذاب اور جھوٹا کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی محمد شاہ جہان پوری غیر مقلد لکھتا ہے۔

اجماع کے دعووں کی حقیقت؟ دُوسرے اجماع کی توسیع

اور اس کو اس حد پر قائم نہ رکھنے نے غلطی میں ڈال دیا۔ فقہا نے بسا اوقات جہاں ان کے علم میں کسی مسئلہ کی بابت کسی کا خلاف نہ معلوم ہوا یا کوئی بات بحضور ایک جماعت صحابہ کے وقوع میں آئی اور ان میں کسی سے انکار منقول نہ ہوا اجماع کا دعویٰ کر دیا اور جب ان کے خیال میں اجماع قائم ہو گیا تو اس کے مخالف نصوص کو کسی نہ کسی طریق سے ناقابلِ عمل ٹھہرا دیا حالانکہ اجماع کا معلوم ہونا ایک نہایت دشوار گزار امر ہے۔

امام احمد نے کیا خوب فرمایا جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے لیکن فقہا نے اس کو آسان خیال کر لیا اور کثرت سے اس کے وقوع کا دعویٰ کیا (الارشاد الی سبیل الرشاد ص۳۱۴، ۳۱۷، ۳۱۶)

اور اس کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

اس لئے کہ اجماع نام ہے تمام مجتہدین کا اُمّت محمدیہ کا ایک وقت میں کسی امر دینی پر اتفاق کر لینے کا۔ اگر ایک بھی خلاف ہوگا۔ تو اجماع منعقد نہ ہوگا۔ دیکھو نور الانوار و توضیح تلویح۔ اور اُمّت محمدیہ اقطار و جوانب ہفت اقلیم میں منتشر ہے اس کے سارے مجتہدوں کا اور پھر ان کا کسی بات پر متفق ہونے کا علم ہونا محال عادی ہے۔ امام احمد کا یہ قول کتب اصُول میں مذکور ہے! (ص۳۱۷) تو ثابت معلوم ہوا کہ رفع الیدین پر اجماع کا دعویٰ کرنے والا کاذب اور جھوٹا ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ترکِ رفع الیدین کے قائل و فاعل ہیں اور چند رفع الیدین کے قائل ہیں (کما مرّۃ)

حضرات عشرہ مبشرہ اور مسئلہ رفع الیدین؟ غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ رفع الیدین ایسی سنّت ہے کہ اس کی روایت حضرات عشرہ مبشرہ نے بھی کی ہے حالانکہ یہ بھی غلط دعویٰ ہے اور اس کا ثبوت کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے حضرت مخدوم ملّت علامہ عبد اللطیف سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال الشیخ فی الامام وجزم الحاکم بروایۃ العشرۃ المبشرۃ لیس عندی بجید فان الجزم انما یکون حیث یثبت الحدیث ویصح۔ انتہٰی

ذب ذبابات ص۵۲۹، ص۵۳۰ ج۱

اور حضرت علامہ شیخ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "امام" میں فرمایا ہے کہ جو امام حاکم نے حضرات عشرہ مبشرہ سے رفع الیدین پر جزم کیا ہے یہ میرے نزدیک صحیح و معتبر نہیں کیونکہ یہ جزم تو تب ہو جب اسمیں کوئی حدیث ثابت ہو (اور وہ ہے نہیں)

اور پھر آگے نقل فرماتے ہیں۔

وقع فی رسالۃ سمیت محذر الخواص من

اور رسالہ تحذیر الخواص من احادیث القصاص

احادیث القصاص (قال ابن الجوزی فی "الموضوعات" (الیٰ) ابابکر محمد بن احمد بن عبد الوهاب الاسفراینی یقول: لیس فی الدنیا حدیث اجتمع علیه العشرة المشهود لهم بالجنة غیر حدیث من کذب علی) انتهٰی. قلت هذه الرسالة من تالیفات خاتمة المحدثین والمجتهد بن الامام السیوطی رحمة اللہ علیہ وسکت بعد نقل هذه العبارة عن ابن الجوزی فیها.

میں لکھا ہے کہ (ابن جوزی نے موضوعات میں کہا (آگے پوری سند تھی جو کہ حذف کر دی ہے) کہ ابوبکر محمد بن احمد بن عبد الوہاب اسفرائینی نے کہا کہ دُنیا میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس پر اصحاب عشرہ مبشرہ مجتمع ہوں سوائے حدیث من کذب علی کے (انتھٰی) میں کہتا ہوں کہ یہ رسالہ علامہ سیوطی کے تالیفات میں سے ہے اور انہوں نے ابن جوزی کی یہ بات نقل کرنے کے بعد سکوت فرمایا ہے۔

(ذب ذبابات الدراسات ص ۵۷۰ ج ۱)

حضرت علامہ ابن الصلاح شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال ولیس فی الدنیا حدیث اجتمع علی روایة العشرة غیره ولا نعرف حدیثا یروی عن اکثر من ستین نفسا من الصحابة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا هذا الحدیث الواحد

اور محدثین نے کہا ہے کہ دُنیا میں کوئی ایسی حدیث نہیں جس کو حضرات عشرہ مبشرہ نے روایت کیا۔ نہ ہم کسی ایسی روایت کو جانتے جس کو ستر صحابہ رضی اللہ علیہم سے زیادہ اصحاب نے روایت کیا ہو سوائے اس ایک حدیث (من کذب علی) کے۔

مقدمہ ابن الصلاح مع شرح التقیید والایضاح ص ۲۶۶

اور حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقد نقل ابن الجوزی عن ابی بکر محمد بن احمد بن عبد الوهاب الاسفراینی ان لیس فی الدنیا حدیث

اور حضرت امام ابن جوزی، محمد بن احمد بن عبد الوہاب اسفرائینی سے نقل فرماتے ہیں کہ کوئی حدیث دُنیا میں ایسی نہیں ہے جس پر

اجتمع علیه العشرة المشهود لهم بالجنة غیره حدیث من کذب علیّ متعمداً۔

اصحاب عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوں سوائے اس حدیث کے کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا الخ۔

(الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبریٰ ص ۳۵)

ابن جوزی کی عبارت یہ ہے۔

لیس فی الدنیا حدیث اجتمع علیه العشرة من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم ممن شهد لهم النبی صلی اللہ علیه بالجنة الا حدیث من کذب علی متعمداً الخ

(ص ۶۳ ج ۲)

تو ثابت ہوا کہ حضرات عشرہ مبشرہ سے رفع الیدین ثابت نہیں ہے اور اس کو بار بار بیان کرنا وہابیوں کی ہٹ دھرمی ہے اب میں اس مقدمہ کو انہی الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔ اگر خدا نے فرصت دی۔ تو انشاء اللہ پھر اس سے زیادہ روشنی ڈالی جائے گی۔

(محمد عباس رضوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

خدا کی حمد و ثنا اور حضور پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فقیر محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمن سندی (کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت و فضل کرے) کہتا ہے کہ مجھ سے رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کی حالت میں مسئلہ رفع یدین کا سوال ہوا کہ اس کے بارے میں کوئی نہی وارد ہوئی ہے؟ اور کیا اس کی ممانعت پر احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں؟ اور پھر کیا یہ احادیث ثابت مقبول اور صحیح ہیں یا کہ نہیں؟ پس میں نے اس سوال کے جواب میں یہ رسالہ لکھا اور اس کا نام "کشف الرین عن مسئلہ رفع الیدین" رکھا اور اس کو میں نے پندرہ جمادی الآخری شریف گیارہ سو انچاس ہجری میں لکھا اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ احادیث دونوں طرف ثابت ہیں یعنی رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں بھی اور نہ کرنے میں بھی پس ہم ترک رفع یدین عندالرکوع وبعدالرکوع پہ دو فصل میں کلام کرتے ہیں۔

پہلی فصل

اس فصل میں ہم احادیث اور آثار نقل کریں گے جو کہ رفع یدین عندالرکوع وبعدالرکوع کی نفی میں وارد ہوئی ہیں اور یہ احادیث و آثار ثابت ہیں۔

احادیث

ان میں سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے اور اس حدیث کی ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ، دارقطنی طحاوی اور

اصحابِ مسانید امام اعظم وغیرہم نے تخریج کی ہے۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں۔

نمبر۱: حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبدالرحمان بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃً واحدۃً۔

سند نمبر۲: حدثنا الحسن بن علی نا معاویۃ وخالد بن عمرو بن سعید وابو حذیفۃ قالوا نا سفیان باسنادہ بھذا قال فرفع یدیہ فی اوّل مرۃٍ وقال بعضھم مرۃً واحدۃً [1]

ترجمہ نمبر۱ (بسندِ مذکور) حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں تو آپ نے نماز پڑھی پس آپ نے رفع یدین نہ کیا مگر ایک ہی مرتبہ۔

ابوداؤد کی دوسری سند: حدیث بیان کی ہم سے حسن بن علی نے اُن سے معاویہ اور خالد بن عمرو بن سعید اور ابو حذیفہ نے انہوں نے کہا کہ اُن سے بیان کیا سفیان نے ایسی سند کیساتھ جو کہ اوپر گزری۔ انہوں نے کہا کہ آپ (ابن مسعود) نے صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اُٹھائے اور بعض نے کہا کہ صرف ایک مرتبہ ہاتھ اُٹھائے۔

نمبر۲ (**ترمذی کی روایت**) ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

حدثنا ھناد حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبداللہ

[1] ابوداؤد صفحہ ۱۰۹ طبع کراچی

بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ ثم قال الترمذی وفی الباب عن البراء بن عازب وحدیث ابن مسعود حسن وبہ یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفہ ؎

ترجمہ :- امام ترمذی فرماتے ہیں کہ

ہم سے حضرت ہناد نے بیان کیا اور حضرت ہناد فرماتے ہیں کہ ہم سے امام وکیع نے بیان کیا وہ سفیان ثوری سے وہ عاصم بن کلیب سے وہ عبدالرحمٰن بن اسود سے وہ علقمہ سے روایت کرتے ہیں حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کیا میں تمہیں جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں پس حضرت عبداللہ بن مسعود نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہ کیا نماز میں مگر ابتداء میں ایک ہی مرتبہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ترکِ رفع یدین کے باب میں حضرت براء بن عازب رض سے بھی روایت ہے اور حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور اس ترکِ رفع یدین کے قائل بہت سے اہل علم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور حضرت سفیان ثوری اور تمام اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

نمبر۳: نسائی کی روایت : کے یہ الفاظ ہیں۔

؎ ص ۳۲/۱ ترمذی

حدثنا محمود بن غیلان المروزی نا وکیع نا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ انہ قال الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ ؎

امام نسائی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن غیلان المروزی نے اُن سے وکیع نے اُن سے سفیان ثوری نے اُن سے عاصم بن کلیب نے اور وہ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن ابن مسعود رض نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں پس آپ نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہ کیا مگر ایک مرتبہ۔

نمبر۴۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت :- کے لفظ اس طرح ہیں

حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ قال الا اریکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرفع یدیہ الا مرۃ ؎

امام ابوبکر بن ابی شیبہ (استاد امام بخاری ومسلم) فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی وکیع نے اور وہ روایت کرتے ہیں سفیان سے اور وہ عاصم بن کلیب سے اور وہ عبدالرحمٰن بن الاسود سے اور وہ حضرت علقمہ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے آپ نے فرمایا کیا میں تم کو نبی اکرم کی نماز نہ دکھلاؤں (پس آپ نے نماز پڑھی) اور آپ نے نماز میں رفع یدین نہیں کیا مگر ایک ہی دفعہ۔

؎ (سنن نسائی ص ۱۱۶/۱ ؎ مصنف ابن ابی شیبہ

نمبر ۵۔ دارقطنی کی روایت :۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ثنا ابوعثمان سعید بن محمد بن احمد الخیاط وعبدالوھاب بن عیسٰی بن ابی حیہ قال نا اسحٰق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلم یرفعوا ایدیھا الا عند تکبیرۃ الاولیٰ فی افتتاح الصلوٰۃ[له]

[له] سنن دارقطنی ص $\frac{295}{1}$ (اعتراض) امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں محمد بن جابر منفرد ہے اور وہ ضعیف ہے دیکھئے (سنن دارقطنی ص $\frac{295}{1}$ بیہقی ص $\frac{80}{2}$) (اجمالی جواب) اصل میں محمد بن جابر یمامی راوی ثقہ اور ثبت ہے لیکن بعض محدثین نے صرف اس لئے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور احادیث ان سے خلط ملط ہو گئی تھیں تفصیلی جواب ملاحظہ فرمائیں علامہ ابن حجر تہذیب التہذیب میں انکا تذکرہ فرماتے ہیں۔ قال ابن ابی حاتم عن محمد بن یحیٰی سمعت ابا الولید یقول نحن نظلم محمد بن جابر بامتناعھا من الحدیث عنہ قال وسمعت ابی وابازرعۃ یقولان من کتب عنہ بالیمامۃ ومکۃ فھو صدوق الا ان لاحادیثہ تخالیط واما اصولہ فھی صحاح قال وسئل ابی عن محمد بن جابر وابن لھیعۃ فقال محلھما الصدق ومحمد بن جابر احب الی من ابن لھیعہ وقال ابن عدی روی عنھما الکبار ایوب وابن عون وجماعۃ قال ولولا انہ فی ذالک المحل لم یرو عنہ ھولاء۔ (تہذیب التہذیب ص $\frac{89-90}{9}$) حضرت ابن ابی حاتم محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالولید سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہم محمد بن جابر پر ظلم کرتے ہیں بوجہ حدیث نہ لینے کے اور ابن ابی حاتم بھی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ اور حضرت ابوزرعہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے یمامہ اور مکہ میں ان سے (بقیہ صفحہ نمبر ۴۳)

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی ابوعثمان سعید بن محمد بن احمد الخیاط اور عبدالوہاب بن عیسٰی بن ابی حیہ نے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی اسحاق بن ابی اسرائیل نے ان سے بیان کی محمد بن جابر اور وہ روایت کرتے ہیں حضرت حماد سے

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۲ حاشیہ) حدیثیں لی ہیں تو ان میں محمد بن جابر سچا ہے۔ البتہ اس کی احادیث میں اختلاط پایا جاتا ہے مگر اس کے اصول صحیح ہیں اور میں نے اپنے باپ سے محمد بن جابر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مقام صدق ہے اور محمد بن جابر مجھ کو ابن لھیعہ سے زیادہ پسند ہے اور امام ابن عدی نے فرمایا کہ محمد بن جابر سے بہت بڑے بڑے محدثین نے روایت کی ہے جیسے ایوب۔ ابن عون اور پوری جماعت نے اور اگر وہ سچے نہ ہوتے تو یہ بزرگ لوگ اُن سے روایت نہ لیتے۔

علامہ علاؤالدین بن علی بن عثمان الماردینیؒ فرماتے ہیں۔ قلت ذکر ابن عدی ان اسحٰق یعنی ابن ابی اسرائیل کانا یفضل محمد بن جابر علی جماعۃ شیوخ ھم افضل ھم منہ واوثق وقد روی عنہ من الکبار مثل ایوب وابن عون وھشام بن حسان والسفیانین وشعبۃ وغیرھم وانہ فی ذالک المحل لم یرو عنہ مثل ھولاء (الجواہر النقی فی رد علی البیہقی حاشیہ علی البیہقی ص $\frac{79}{2}$) (وتعلیق المحلی لما فی منیۃ المصلی للمحدث خوستی ص ۳۰۵) یعنی میں (ماردینی) کہتا ہوں کہ ابن عدی نے ذکر کیا کہ اسحٰق بن ابی اسرائیل محمد بن جابر کو مشائخ کی ایک جماعت پر فضیلت دیتے ہیں حالانکہ وہ مشائخ ان سے توثیق اور مرتبہ کے لحاظ سے زیادہ تھے اور محمد بن جابر سے بڑے بڑے محدثین کرام نے روایت کی ہے جیسے ایوب ابن عونؒ۔ ھشام بن حسانؒ اور دونوں سفیان (ثوری و ابن عیینہ) شعبہ اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین۔ اگر محمد بن جابر ثقہ نہ ہوتے تو یہ اتنے بزرگ لوگ ان سے روایت نہ کرتے کیونکہ مرتبہ کے لحاظ سے وہ ان سے کم نہیں اور آگے تحریر فرماتے ہیں وقال الفلاس صدوق وادخلہ ابن حبان فی الثقات (جواہر النقی ص $\frac{81}{2}$)

اور وہ حضرت ابراہیم نخعی سے اور وہ حضرت علقمہ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ میں نے نماز پڑھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۳) کہ فلاس نے کہا کہ وہ سچے ہیں اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا اور حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی نقل فرماتے ہیں وقد وثقہا احمد علی وابن عدی وابو حاتم وغیرھم (تعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی) ص ۳۰۵

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں محمد بن جابر بن یسار بن طارق الحنفی الیمامی ابو عبداللہ اصلا من الکوفۃ صدوق ذھبت کتبہ فساء حفظہ وخلط کثیرا وعمی فصار یلقن ورجحہ ابو حاتم علی ابن الھیعۃ یعنی سچا ہے اس کی کتب ضائع ہو گئیں تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا اور کثرت سے اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اندھا ہو گیا تھا پھر تلقین کو قبول کر لیتا تھا مگر ابو حاتم نے اس کو ابن لھیعہ پر ترجیح ہے (تقریب التہذیب ص ۲۹۲). جب یہ راوی ثقہ صدوق اور صحیح الحدیث ہے تو پھر یہ حدیث بھی قبول ہونی چاہیئے البتہ حدیث میں اختلاط کا شبہ پایا جانا اُسے صحت کے درجہ سے گرا دیتا ہے مگر محدثین کہتے ہیں کہ ایسے راوی سے جب کوئی ثقہ راوی روایت کرے اور روایت ہو بھی قبل از اختلاط یا روایت کرنے والا راوی جو کہ ثقہ ہو اور اس کی روایت کو قابلِ اعتبار سمجھ کر عمل بھی کرے تو وہ حدیث قابلِ قبول اور صحیح ہوتی ہے اور اس حدیث میں محمد بن جابر سے روایت کرنیوالا راوی اسحاق بن ابی اسرائیل ہے جن کے بارے میں عبدوس بن عبداللہ کہتے ہیں آپ بہت بڑے حافظ حدیث ہیں حفظ اور تقوٰی میں بے نظیر ہیں ابو القاسم بغوی کہتے ہیں ثقہ اور مامون ہیں صالح جزرہ کہتے ہیں سچے ہیں امام احمد بن حنبل کہتے ہیں حدیث کے عالم اور عقلمند ہیں۔ زکریا ساجی کہتے ہیں صدوق ہیں مگر قرآن کے بارہ میں توقف کرتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ص ۲/۳۵) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ صدوق تکلم فیہ لوقفہ فی القرآن۔ تقریب التہذیب ص ۲۷ بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ پس وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز کے شروع میں تکبیر اولٰی (تحریمہ) کیوقت۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۴) یعنی سچے ہیں مگر خلق قرآن میں توقف کی وجہ سے اس میں کلام کیا گیا ہے اور پھر یہ اس حدیث کو قابلِ قبول سمجھ کر اس پر عمل بھی فرماتے ہیں اور روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں (وبہ نأخذ فی الصلوٰۃ کلھا) کذا فی الدارقطنی ص ۱/۲۹۵ تو اس طرح یہ حدیث بھی قابلِ قبول اور صحیح ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رفع یدین نہ کرنے پر متفق ہیں کیونکہ جب شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) رفع یدین نہیں کرتے تو ان کے مقتدی کیسے کرتے ہوں گے

(اعتراض نمبر ۲) امام ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے لہٰذا یہ ثابت اور قابلِ قبول نہ ہوئی (جواب) جب اس کی سند صحیح ثابت ہو گئی تو پھر یہ حدیث موضوع کیسے ہو گئی۔ علامہ ابن جوزی کی عادت ہے کہ وہ اکثر صحیح احادیث کو موضوع کہہ دیتے ہیں جیسا ان کے بارے میں مشہور ہے حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں وھناک خلق لھم تشدد فی جرح الروایۃ یجرحون الرواۃ من غیر مبالاۃ ویدرجون الاحادیث الغیر الموضوعۃ فی الموضوعات منھم ابن الجوزی والصغانی والجوزقانی والمجد فیروزآبادی وابن تیمیۃ الحنبلی الدمشقی والو الحسن بن قطان وغیرھم (مقدمہ التعلیق الممجد شرح موطا امام محمد ص ۳۳) یعنی ایسے ہی بعض لوگ جرح میں بہت تشدد سے کام لیتے ہیں اور غیر موضوع (صحیح و حسن) احادیث کو موضوعات میں شمار کرنے میں خوف محسوس نہیں کرتے اُن لوگوں میں ابن جوزی، صغانی، جوزقانی مجدالدین فیروزآبادی، ابن تیمیہ حرانی اور ابو الحسن ابن قطان شامل ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ وابن جوزی را کتابے در موضوعات حدیث کہ افراط کردہ است در آنجا در نسبت وضع با حدیث و حکم کردہ است ورسے بر بسیارے احادیث بجرد توہم دمخالفت آنچہ نزد وے بود از علم و شیخ ابن حجر عسقلانی در بسیارے از مواضع بروے بحث کردہ و گفتہ اعتماد ...

۶۔ **طحاوی شریف** :۔ کے الفاظ یہ ہیں جو کہ انہوں نے شرح معانی الاثار میں نقل کئے ہیں۔ ثنا ابن ابی داؤد ثنا نعیم بن حماد ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ

[1] بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۵) علامہ ابن جوزیؒ نے موضوع حدیث پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے افراط و زیادتی سے کام لیا ہے اور جو کچھ ان کے علم میں تھا اس کے خلاف محض توہم کی بنیاد پر بہت سی احادیث کو موضوع قرار دیا ہے شیخ ابن حجر عسقلانیؒ نے بہت سے مقامات پر ابن جوزیؒ کو اپنی بحث کا نشانہ بنایا ہے اور کہا ہے کہ احادیث کو موضوع قرار دینے میں ابن جوزیؒ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ ابن الجوزی اکثر من اخراج الضعیف بل والحسن بل والصحیح کما نبہ علی ذالک الائمۃ الحفاظ (خطبہ موضوعات کبریٰ بحوالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ص۱۰۷ از اعلیحضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلویؒ) ترجمہ :۔ ابن جوزی نے کتاب موضوعات میں بہت سی ضعیف بلکہ حسن بلکہ صحیح حدیثیں روایت کر دی ہیں جیسا کہ ائمہ حفاظ نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور پھر ابن جوزی نے مسند امام احمد اور صحاح ستہ کی تقریباً چوراسی احادیث کو موضوع کہا ہے جس میں صحیح بخاری شریف کی حدیث بھی ہے (کمانی منیر العین از اعلیحضرتؒ) اس سے معلوم ہوا کہ ابن جوزی کا اس حدیث کو موضوع کہدینا کوئی عجیب بات نہیں۔ لہٰذا ان کا موضوع کہنا علامہ ابن حجرؒ و دیگر ائمہ کے قول کے مطابق ناقابل اعتبار ہے اور پھر یہ حدیث موضوع ہو بھی کیسے سکتی ہے کیونکہ موضوع کی تعریف یہ ہے کہ اس میں کوئی راوی ایسا ہو جس پر کذب کی تہمت ہو جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے فرمایا۔ والمراد بکذب الراوی انہ ثبت کذبہ فی الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم اما باقرار الواضع او بغیر ذالک من القرائن وحدیث المطعون بالکذب یسمی موضوعا (مقدمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص۵ و شرح سفر سعادت ص۹) یعنی راوی کے کذب سے مراد یہ ہے کہ اس کا کذب (جھوٹ) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ثابت ہو جائے، اگرچہ وہ اس

ثم لا یعود [1] امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابن ابی داؤد نے اُن سے بیان کیا نعیم بن حماد نے ان سے بیان کیا وکیع نے اور وہ روایت کرتے ہیں سفیان سے اور وہ عاصم بن کلیب سے اور وہ عبد الرحمٰن بن الاسود سے راوی اور وہ علقمہ سے اور علقمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور وہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بیشک حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اور اس کے بعد آپ ایسا عمل (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷ :۔ حدثنا محمد بن نعمان ثنا یحییٰ ثنا وکیع عن سفیان بذکر باسناد مثلہ [2] ترجمہ :۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن نعمان نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن یحییٰ نے حدیث بیان کی اُن سے وکیع نے اور وکیع سے سفیان نے حدیث بیان کی (آگے اوپر والی سند کے مطابق بیان فرمائی)

حدیث نمبر ۸ :۔ ثنا ابو بکرۃ ثنا مومل ثنا سفیان عن المغیرۃ قال قلت لابراھیم حدیث وائل انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع فقال وائل رآہ مرۃ یفعل فقد رآہ عبد اللہ خمسین مرۃ لا یفعل ذالک [3]

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان فرمائی ابو بکرہ نے ان سے مومل نے ان سے سفیان نے حدیث بیان فرمائی وہ روایت کرتے ہیں مغیرہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے حضرت وائل

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۶) ہ چیز کا اقرار کرے یا نہ کرے اور قرائن سے جھوٹ ثابت ہو چکا ہو جس حدیث کا راوی نام متہم بالکذب ہو اس کو موضوع کہتے ہیں۔ تو اس حدیث میں کوئی بھی ایسا راوی نہیں ہے صرف ایک راوی محمد بن جابر پر ضعف کی بحث ہے نہ کہ کذب کی اور اس کا جواب بھی ہم عرض کر چکے ہیں لہٰذا یہ حدیث ضعیف بھی نہیں ہے۔ موضوع تو بہت دُور کی بات ہے۔

[1]، [2]، [3] شرح معانی الاثار ص۱۵۴ / ۱

حدیث بیان کی کہ حضرت وائل نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو آپ رفع یدین کرتے تو حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ اگر حضرت وائل نے ایک مرتبہ ایسا دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاس مرتبہ دیکھا ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسا نہیں کرتے تھے۔

۹۔ دوسری سند: ثنا احمد بن ابی داؤد ثنا مسدد ثنا خالد بن عبداللہ ثنا حصین بن عمرو بن مُرّۃ قال دخلت مسجد حضرموت فاذا علقمۃ بن وائل یحدث عن ابیہ ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کان یرفع یدیہ قبل الرکوع وبعدہ فذکرت ذلک لابراھیم فغضب وقال راٰہ ھو ولم یرہ ابن مسعود ولا اصحابہ؟[۱]

امام طحاوی فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی احمد بن ابی داؤد اُن سے حدیث بیان کی مسدد نے ان سے حدیث بیان کی خالد بن عبداللہ نے ان سے بیان کیا حصین نے ان سے عمرو بن مرّہ انہوں نے کہا میں حضرموت کی مسجد میں داخل ہوا اور وہاں علقمہ بن وائل تھے جو کہ اپنے باپ سے حدیث بیان فرما رہے تھے کہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین کیا کرتے تھے پس میں نے اس بات کا ذکر حضرت ابراہیم نخعی سے کیا تو آپ غصے میں آگئے اور کہا کہ انہوں (حضرت وائل) نے تو رفع یدین کرتے دیکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور آپکے اصحاب نے نہ دیکھا؟

۱۰۔ اصحاب مسانید امام اعظم کی روایات

جو کہ انہوں نے امام اعظم سے روایات لی ہیں اُن کے الفاظ یہ ہیں قال ابوحنیفہ ثنا حماد عن ابراھیم عن علقمۃ والاسود عن عبداللہ بن مسعود ان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوٰۃ ثم لا یعود شیئًا من ذلک[۲]

[۱] شرح معانی الآثار ص ۱۵۴/۱ [۲] حاشیہ اگلے صفحہ پہ

حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی حماد نے ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ اور اسود نے اور انہوں نے روایت کی حضرت عبداللہ بن مسعود سے آپنے فرمایا کہ بیشک نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر افتتاح الصلوٰۃ کے وقت اور پھر نہ لوٹتے ایسی کسی چیز کی طرف..... ایسے ہی بہت سے محدثین نے اپنی تصانیف اور مسانید اور معاجم میں روایت کی تخریج کی ہے[۳] اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی اسناد میں سے بعض سند بن بخاری اور مسلم کی شرط پر جید اور صحیح ہیں اور بعض حسن ہیں اور "حسن" سے احتجاج جائز ہے اور حدیث ابن مسعود کی بعض اسناد کو حافظ ابن حزم امام دارقطنی امام ابن قطان اور دیگر محدثین نے صحیح کہا ہے اور حافظ ابن حجر نے تلخیص علی تخریج الھدایہ امام زیلعی میں اس کے صحیح ہونے میں انکی موافقت کی ہیں (ہاشم سندھی) کہتا ہوں ان صحیح سندوں میں سے وہ سند ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے پس اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے علاوہ پانچ راوی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) امام وکیع (۲) حضرت سفیان (۳) حضرت امام عاصم بن کلیب (۴) عبدالرحمٰن بن اسود (۵) حضرت علقمہ۔

پہلے یعنی امام وکیع کے بارے میں امام ابن حجر تہذیب التھذیب میں فرماتے ہیں:

ان وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی الکوفی کنیتہٗ ابی سفیان روی عن ابیہ واسماعیل بن خالد وایمن بن نائل وابن عون وخلق کثیر، وروی ابناوہٗ سفیان وملیح وعنبیدۃ وشیخہٗ	وکیع بن جراح بن ملیح رواسی کوفی کنیت ابوسفیان یہ اپنے باپ اور اسماعیل بن خالد اور ایمن بن نائل اور ابن عون اور بہت سے لوگوں سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے سفیان اور ملیح اور عنبیدہ اور ان کے شیخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۸)
[۲] اخرجہ ابو محمد بخاری عن رجاء بن عبداللہ النہشلی عن شقیق بن ابراھیم عن ابی حنیفہ (جامع المسانید ص ۳۵۵/۱)
[۳] مسند امام احمد، سنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۸/۲ ونصب الرایہ وغیرہ۔

سفیان الثوری وابن ابی شیبہ وابوخیثمہ والحمیدی قال عبداللہ بن احمد عن ابیہ ما رایت ادعی للعلم من وکیع ولا احفظ منہ قال قال وسمعت ابی یقول کان وکیع حافظ و قال احمد بن سہل بن بحر عن احمد کان وکیع امام المسلمین فی وقتہ وعن ابن معین ما رایت افضل من وکیع قیل لہ ولا ابن المبارک

سفیان ثوری اور ابن ابی شیبہ اور ابوخیثمہ اور حمیدی نے روایت کی ہے عبداللہ بن احمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وکیع سے زیادہ نہ کوئی عالم ہے اور نہ ہی کوئی حافظ حدیث ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ وکیع حافظ حدیث ہیں اور احمد بن سہل بن بحر امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ وکیع اپنے وقت میں مسلمانوں کے امام تھے ابن معین کہتے ہیں کہ میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا

لہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ثقۃ۔ حافظ۔ عابد۔ من کبار التاسعۃ (تقریب التہذیب صفحہ ۳۶۹) اور حضرت علامہ امام ذہبی فرماتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوسفیان ہے کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور چوٹی کے اماموں میں سے امام ہیں پختہ کار عالم اور عراق کے محدث تھے ال ہشام بن عروہ، جعفر بن برقان، اسماعیل بن خالد، ابن عون، ابن جریج سفیان اوزاعی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا پہلے طبقہ سے تعلق رکھنے کے باوجود عبداللہ بن مبارک بھی ان سے روایت کرتے ہیں ان کے علاوہ امام احمد بن حنبل ابن مدینی، یحیی بن معین، اسحاق، زہیر، ابوشیبہ کے دونوں بیٹے ابوکریب عبداللہ بن ہاشم علی بن حرب، ابراہیم بن عبداللہ قصارہ اور دوسرے بہت سے لوگوں نے بھی ان سے علم حدیث حاصل کیا یحیی بن اکثم کہتے ہیں میں سفر و حضر میں وکیع کے ساتھ رہا ہوں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہر رات قرآن حکیم ختم کرتے تھے یحیی بن معین فرماتے ہیں وکیع اپنے زمانہ میں ایسے تھے جیسے امام اوزاعی اپنے زمانہ میں۔ امام احمد بن حنبل

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

قال قد کان لہ فضل ولکن ما رایت افضل من وکیع کان یستقبل القبلۃ ویحفظ الحدیث ویقوم اللیل و یسرد الصوم ویفتی بقول ابی حنیفۃ لہ

ان سے کہا گیا کہ کیا ابن مبارک بھی نہیں تو آپ نے فرمایا وہ بھی صاحب فضل ہیں لیکن میں نے وکیع سے افضل نہیں دیکھا وہ ہمیشہ نماز میں قبلہ رخ رہتے تھے اور ہمیشہ احادیث حفظ کرتے رہتے تھے رات کو قیام کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے اور وہ امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

وقال فی تذکرۃ القاری اجل رجال البخاری وکیع من تابع التابعین بالکوفۃ قال فی شانہ حماد بن زید لو شئت لقلت وکیع ارجح من سفیان وقال احمد وھو احب الی من یحیی بن سعید ھو ثقۃ حافظ و عابد من کبار التاسعۃ احد الاعلام انتھی۔

اور تذکرۃ القاری میں کہا کہ وکیع بخاری کے بڑے راویوں میں سے ایک ہیں اور تابع التابعین میں سے۔ کوفہ میں رہتے تھے۔ ان کے بارے میں حماد بن زید کہتے ہیں اگر تو چاہیے تو کہے کہ وکیع سفیان ثوری سے راجح ہیں ـــــ اور امام احمد فرماتے ہیں کہ وکیع مجھے یحیی بن سعید سے زیادہ محبوب ہیں اور وہ وکیع ثقہ عابد حافظ ہیں اور نانویں طبقہ کے علماء کبار میں سے ایک ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۰) فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع سے کوئی افضل آدمی نہیں دیکھا۔ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں آج دونوں شہروں (کوفہ، بصرہ) کے بڑے عالم وکیع بن جراح ہیں۔ ابراہیم بن شماس کہتے ہیں وکیع سب لوگوں سے بڑے فقیہ ہیں مروان کہتے ہیں کہ میں نے وکیع سے زیادہ خشوع کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔
(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ طبقہ ۶ صفحہ ۲۲۹)

اور ان سے تمام کے تمام اصحاب صحاح ستہ نے احادیث کی تخریج کی ہے۔ (۲)

دوسرے راوی (سفیان ثوری) [۱]

فقد قال فی تذکرۃ القاری سفیان بن سعید بن سروق الثوری الکوفی امام المسلمین وحجۃ اللہ علی خلقہ بفوق فضائل الاحصار وتعجز البلا دین جمع فی زمنہ بین فقہ والاجتہاد فیہ والحدیث والزہد والعبادۃ والورع والثقۃ والیہ المنتھی فی علم الحدیث وغیرہ من العلوم وھو احد الائمۃ المجتہدین واحد اقطاب الاسلام وارکان الدین الامام الکبیر احد اصحب المذاھب الستۃ المتبوعۃ المتفق علی جلالتہ قدرہ وکثرۃ علومہ وصلابتہ دینہ وتوثیقہ وامانتہ وھو تابعی التابعین وقال ابو عاصم سفیان امیر المومنین فی الحدیث قال ابن مبارک کتبت عن الف ومائۃ وما لقیت عن افضل من سفیان قال ابن معین کل من خالف الثوری فالقول الثوری قال ابن عیینۃ انا من غلمان الثوری وکان وھیب یقدم سفیان فی الحفظ علی مالک وھو من رؤس الطبقۃ السابعۃ انتھی

تذکرۃ القاری میں ہے سفیان بن سعید بن سروق کوفی مسلمانوں کے امام مخلوق پر اللہ کی حجت ان کے سفید چمکدار فضائل اگرچہ کوئی شمار کرنا چاہے تو عاجز آ جائے اپنے زمانے میں ان میں فقہ اجتہاد وحدیث زھد عبادت یہ تمام چیزیں ان میں جمع تھیں علم حدیث اور دوسرے علوم ان پر منتھی ہوتے تھے اور وہ آئمہ مجتہدین میں سے ایک مجتہد امام تھے اور اسلام کے اقطاب میں سے ایک قطب تھے اور دین کے بڑے بڑے ارکان کے رکن تھے اصحاب مذاہب جن کے مذہب کی اتباع کی جاتی ہے اُن میں سے ایک تھے ان کی جلالت قدر کثرت علوم صلابت دینی ثقاہت اور امانت پر تمام علماء متفق ہیں۔ اور وہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ ابو عاصم نے کہا کہ سفیان ثوری امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ ابن مبارک نے کہا کہ میں نے ایک ہزار ایک سو شیوخ سے علم حاصل کیا لیکن سفیان سے افضل کسی کو نہیں پایا امام ابن معین نے فرمایا جو کوئی ثوری کی مخالفت کرے تو قابل قبول قول ثوری کا ہے امام ابن عیینہ نے کہا کہ میں سفیان ثوری کے غلاموں میں سے ہوں اور وھیب حفظ میں سفیان ثوری کو امام مالک پر مقدم کرتے تھے اور وہ ساتویں طبقہ کے رؤسا میں سے تھے۔ انتھی۔

[۱] علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ ثقۃ۔ حافظ۔ فقیہ۔ عابد امام حجۃ (تقریب التہذیب ص۱۲۸) علامہ ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ص ۱۷۲/۱ تا

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

اور ان سے بھی تمام اصحاب صحاح ستہ نے روایت لی ہے۔

تیسرے راوی عاصم بن کلیب

تذکرۃ القاری میں عاصم بن کلیب کے ترجمہ میں لکھا ہے۔

عاصم بن کلیب بن شہاب بن مجنون الجرمی صدوق وثقہ یحیی بن معین والنسائی (روی) لہ مسلم واصحاب السنن الاربعۃ وعلق لہ البخاری [۱]

عاصم بن کلیب بن شہاب مجنون الجرمی) صدوق ہے اور اس کو ثقہ کہا امام ابن معین نے اور امام نسائی نے اس سے روایت کی۔ اس سے امام مسلم نے صحیح میں اور اصحاب سنن الاربعہ (ترمذی، نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابو داؤد) نے اور اس سے معلق روایت بیان کی امام بخاری نے صحیح بخاری میں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۲: ص ۱۷۵/۱ آپ کا تذکرہ کیا ہے تفصیل کیلئے وہاں ملاحظہ کریں

[۱] (عاصم بن کلیب) عاصم بن کلیب بن شہاب بن المجنون الجرمی الکوفی صدوق (تقریب التہذیب صفحہ ۱۶۰) امام اثرم فرماتے ہیں لا باس بحدیثہ، امام نسائی اور امام یحیی بن معین فرماتے ہیں، ثقۃ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

چوتھے راوی (عبدالرحمٰن بن الاسود)

تذکرۃ القاری میں ہے ۔

عبدالرحمٰن بن الاسود بن یزید بن قیس النخعی ابوحفص الکوفی التابعی من خیارهم یصلی کل یوم سبعمائۃ رکعۃ وکان یصلی الفجر والعشاء بوضوء وصار من العبادۃ عظماً وجلداً ثقۃ من الثالثۃ انتھیٰ له

عبدالرحمٰن بن الاسود بن یزید بن قیس النخعی ابوحفص کوفی مقبول تابعی ہیں وہ ہر روز سات سو رکعت پڑھتے تھے، اور ایک ہی وضو کے ساتھ عشا اور فجر پڑھتے تھے اور عبادت کرنے کی وجہ سے وہ ہڈیاں اور چمڑا ہی بن گئے تھے اور یہ تیسرے طبقے میں سے ہیں۔

اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے ۔

عبدالرحمٰن بن الاسود النخعی سمع عم ابیه علقمۃ بن قیس وعنه عاصم بن کلیب وغیرہ ووثقه ابن معین والنسائی والعجلی وابن خراش وابن حبان انتھی

عبدالرحمٰن بن اسود نخعی سماع کیا انہوں نے اپنے باپ کے چچا سے اور علقمہ بن قیس سے اس سے عاصم بن کلیب اور دوسرے محدثین نے سماع کیا اور توثیق کی اس کی امام ابن معین اور امام نسائی اور امام عجلی اور امام ابن خراش اور امام ابن حبان نے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۳)۔ امام ابوحاتم فرماتے صالح ؒ۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کوفہ والوں سے افضل ہیں امام احمد بن صالح المصری فرماتے ہیں۔ ثقۃ مأمون۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں میں سے ہیں امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ان سے احتجاج کیا جائے اور یہ زیادہ احادیث والے نہیں ہیں (تہذیب التہذیب ص۵۶ ج۵)

له ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں ثقۃ من الثالثۃ (تقریب التہذیب ص۱۹۹)

اور ان سے اصحاب صحاح ستہ نے احادیث کی تخریج کی ہے ۔

پانچویں راوی علقمہ بن قیس :- ان کے بارے میں

تذکرۃ القاری میں لکھا ہے ۔

علقمۃ بن قیس بن عبداللہ النخعی الکوفی عم والد ابراهیم النخعی سمع ابن مسعود وغیرہ اتفق علی جلالته وقال ابراهیم النخعی کان علقمۃ یشبه عبداللہ بن مسعود وقال ابو اسحٰق کان علقمۃ من الربانیین وقال ابو قیس رأیت ابراهیم اخذ برکاب علقمۃ ثقۃ ثبت فقیه عابد روی له الجماعۃ الا ابن ماجه وهو من الطبقۃ الثانیۃ (انتھی) له

علقمہ بن قیس بن عبداللہ النخعی کوفی ابراہیم نخعی کے باپ کے چچا ہیں انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حدیث کی سماعت کی ۔ ان کی جلالت پر تمام علما کا اتفاق ہے، ابراہیم نخعی نے کہا کہ علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ کمال مشابہت رکھتے تھے اور ابو اسحٰق نے کہا کہ علقمہ علمائے ربانیین میں سے تھے ابو قیس نے کہا کہ میں نے ابراہیم کو دیکھا کہ وہ علقمہ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے وہ ثقہ ثابت فقیہ اور عابد ہیں ان سے ایک جماعت نے روایت کی ہے سوائے ابن ماجہ کے اور وہ طبقہ دوم کے محدث ہیں۔

له علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ۔

علقمۃ بن قیس بن عبداللہ النخعی الکوفی ثقۃ ثبت فقیه عابد من الثالثۃ (تقریب التہذیب ص۲۴۳) اور حضرت علامہ ذهبی فرماتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو شبل اور نام علقمہ تھا سلسلہ نسب یہ ہے کہ ابو شبل علقمہ بن قیس بن عبداللہ النخعی الکوفی آپ عراق کے مشہور فقیہ ابراہیم نخعی کے ماموں اور اسود نخعی کے چچا ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں پیدا ہوئے ۔ بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

پس یہ سند مذکورہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور ایسے ہی ابوداؤد کی سند بھی شیخین کی شرط پر صحیح ہے اس لئے کہ ابن ابی شیبہ کی سند سے صرف ایک راوی زیادہ ہے اور وہ عثمان بن ابی شیبہ ہے اور اس سے سوائے ترمذی کے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہے ؎۲ اور ایسے ہی ترمذی شریف کی روایت مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ اس میں بھی سوائے ایک راوی کے باقی تمام راوی مصنف ابن ابی شیبہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵۵)

حضرت عمر، عثمان، علی، عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے علم حاصل کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے پورا قرآن پاک با تجوید پڑھا اور حفظ کیا فقہ اور حدیث کا درس بھی انہیں سے لیا۔ آپ حضرت عبداللہ بن مسعود کے زیرک اور عقلمند شاگرد شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں وہ علقمہ بھی جانتا ہے۔ قابوس بن ابی ظبیان کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ صحابہ کرام علقمہ سے مسائل پوچھتے اور فتویٰ لیتے تھے ذہبی کہتے ہیں۔ علقمہ فقیہ امام ماہر فن خوش آوازی سے قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے اور حدیث کی روایت کرنے میں نہایت قابل اعتماد نیکوکار پرہیزگار انسان تھے ۶۲ھ میں انتقال کیا۔ تذکرۃ الحفاظ (ص ۴۸/۱ طبقہ نمبر ۲)

؎۲ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ عثمان بن محمد بن ابراہیم بن عثمان العبسی ابوالحسن ابن ابی شیبہ الکوفی ثقۃ حافظ شہید (تقریب التہذیب ص ۲۳۵-۲۳۶)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے آپ کوفہ کے رہنے والے ہیں بلند پایہ حافظ حدیث ہیں کتاب المسند اور تفسیر کے مصنف ہیں۔ ان سے سوائے ترمذی کے تمام اصحاب صحاح ستہ۔ ابویعلیٰ۔ احمد بن حسن صوفی۔ جعفر فریابی۔ بغوی اور دوسرے بہت سے محدثین نے روایات لی ہیں امام بخاری اس سے کثرت سے روایت کرتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۳۱/۲ طبقہ ۸)

والے ہی ہیں اور وہ راوی ھناد بن السری ہے اور اس سے تخریج کی ہے امام مسلم نے صحیح میں اصحاب سنن الاربعۃ نے اپنی اپنی سنن میں ؎۱۔ اور ایسے ہی نسائی شریف کی سند بھی صحیحین کی شرط پر صحیح ہے اس لئے کہ اس میں سوائے محمود بن غیلان کے باقی تمام راوی مصنف ابن ابی شیبہ والے ہی ہیں اور محمود بن غیلان سے سوائے ابوداؤد کے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہے ؎۲ اور ایسے ہی مسند امام اعظم کی حدیث ابن مسعود کے تمام رجال شیخین کی شرط پر ثقہ ہیں سوائے حماد بن ابی سلیمان ؎۳ کے کیونکہ اس سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں کوئی روایت نہیں لی۔ اور اس سے امام مسلم اور اصحاب سنن الاربعہ (ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ) نے تخریج کی ہے پس یہ سند امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام ابوحنیفہ رح کی روایت کردہ حدیث ابن مسعود کے بعد ہم عنقریب اس کے راویوں کے ثقہ ہونے پر نص قائم کریں گے اور ان ترک رفع یدین والی احادیث میں سے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ہے اس کی تخریج کی ہے عبدالرزاق اور امام احمد، ابوداؤد۔ ابن ابی شیبہ۔ طحاوی اور دارقطنی وغیرہم نے۔

؎۱ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ھناد بن السری ابن مصعب التمیمی ابوالسری الکوفی ثقۃ من العاشرۃ (تقریب التہذیب ص ۳۶۵) (علامہ ذہبی فرماتے ہیں) آپ کی کنیت ابوالسری ہے۔ آپ بلند پایہ حافظ حدیث اہل علم کے مقتدا بہت بڑے زاہد اور شیخ کوفہ ہیں۔ ان سے امام بخاری کے سوا تمام اصحاب صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔ امام احمد سے پوچھا گیا ہم کوفہ میں حدیث کس سے لکھیں فرمایا ھناد کے حلقہ درس کو لازم پکڑو قتیبہ کہتے ہیں میں نے وکیع کو دیکھا کہ وہ جتنی ھناد کی تعظیم کرتے تھے اتنی کسی کی نہیں کرتے تھے ۹۱ سال کی عمر میں ۲۴۳ھ میں فوت ہوئے (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۶۹، ۳۷۰/۲)

؎۲ علامہ ابن حجر کہتے ہیں محمود بن غیلان العدوی مولاھم ابو احمد المروزی نزیل بغداد ثقۃ من العاشرہ (تقریب التہذیب ص ۳۳۰)۔ امام ذہبی فرماتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

١١- عبدالرزاق:- امام عبدالرزاق نے اس کی تخریج اپنے مصنف میں کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

عبدالرزاق عن ابن عیینۃ عن یزید عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی عن البراء بن عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی نری ابہامیہ قریبا من اذنیہ ثم لا یعود فی تلک الصلوٰۃ [1]

عبدالرزاق سے روایت ہے ابن عیینہ سے اور یزید سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی سے اور وہ حضرت براء بن عازب سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے حتی کہ ہم آپ کے انگوٹھے مبارک کانوں کی لوؤں کے قریب دیکھتے پھر نماز میں رفع الیدین کے عمل کی طرف نہ لوٹتے (یعنی پھر رفع یدین نہ کرتے)

١٢- امام احمد کی روایت:- مسند امام احمد میں جو روایت ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

ثنا ہشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی عن براء بن عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی ہشیم نے اور وہ روایت کرتے ہیں یزید بن ابی زیاد سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی سے اور وہ حضرت براء بن عازب سے آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ٥٧) آپ حافظ حدیث متقن اور آئمہ حدیث میں سے ایک امام ہیں آپ سے بجز ابو داؤد کے تمام اصحاب صحاح ستہ نے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ماہر حدیث ہیں امام نسائی فرماتے ہیں ثقہ ہیں ٢٢٩ھ میں وفات پائی [2] علامہ ابن حجر فرماتے ہیں حماد بن ابی سلیمان مسلم الاشعری مولاہم ابو اسماعیل الکوفی فقیہ صدوق تقریب التہذیب ص ٨٢ یعنی حماد بن ابی سلیمان فقیہ صدوق ہیں (حاشیہ ص ٥٨) مصنف عبدالرزاق ص $\frac{٧١}{٢٢٠}$

حتی نری ابہامیہ قریبا من اذنیہ ثم لا یعود فی تلک الصلوٰۃ

علیہ وسلم جب تکبیر اولیٰ کہتے تو رفع الیدین کرتے حتی کہ ہم آپ کے انگوٹھے مبارک کانوں کے قریب دیکھتے اور پھر اس نماز میں رفع یدین کی طرف نہ لوٹتے۔

١٣- ابو داؤد:- ابو داؤد میں یہ الفاظ ہیں۔

ثنا محمد بن صباح البزاز نا شریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود [1]

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی محمد بن صباح نے اس سے شریک نے اور وہ روایت کرتے ہیں یزید بن ابی زیاد سے اور وہ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی سے اور وہ حضرت براء بن عازب سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو ہاتھوں کو اٹھاتے کانوں کے قریب اور پھر رفع الیدین کی طرف نہ لوٹتے۔

١٤- دوسری سند:-

ثنا حسین بن عبدالرحمٰن نا وکیع عن ابن ابی لیلٰی عن اخیہ عیسٰی عن الحکم عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی عن البراء بن عازب قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لم یرفعہما

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی حسین بن عبدالرحمٰن نے ان سے وکیع نے اور وہ ابن ابی لیلٰی سے راوی اور وہ اپنے بھائی عیسٰی سے راوی اور وہ حکم سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی سے اور وہ حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز

[1] سنن ابو داؤد ص $\frac{١٠٩}{١}$

حتی انصرف ۳ه	شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے اور پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہ کرتے ۔

۳ه سنن ابوداؤد ص ۱۰۹/۱ (شبہ) ابوداؤدؒ نے کہا کہ اس حدیث کو ہشیمؒ خالدؒ ابن ادریس نے یزید سے روایت کی ہے مگر ثم لایعود (یعنی پھر آپ رفع یدین کی طرف نہ لوٹے) کی زیادتی ذکر نہیں کی (جواب) ثم لایعود کی زیادت یزید بن ابی زیاد سے حضرت سفیان ثوری نے نقل کی ہے (کما فی طحاوی ص ۱۵۴/۱) اور شریک نے بھی نقل کی ہے (ابوداؤد ص ۱۰۹/۱) اسماعیل بن زکریا اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی یہ زیادت نقل کرتے ہیں (سنن دارقطنی ص ۲۹۴/۱) اور ابن عیینہ بھی یہ زیادت نقل کرتے ہیں (مصنف عبدالرزاق ص ۷۱/۲) اور حضرت علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں قلت یعارض ھذا قول ابن عدی فی الکامل رواہ ھشیم و شریک وجماعۃ معھما عن یزید باسنادہ وقالوا فیہ ثم لم یعد (الجواہر النقی ہامش علی سنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۶/۲ طبع مکۃ المکرمہ) اور بالکل یہی بات علامہ عینی ہی نے بھی فرمائی (عمدۃ القاری ص ۲۷۳/۵) ۔ میں (ماردینی) کہتا ہوں کہ ابوداؤد کا یہ قول امام ابن عدیؒ کے اس قول کے خلاف ہے جو انہوں نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ ہشیم اور شریک اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے یزید سے ثم لم یعد کی زیادت کی روایت کی ہے لہٰذا امام ابوداؤد کا یہ اعتراض قابل قبول نہیں ہے اور پھر یزید بن ابی زیاد اس میں منفرد بھی نہیں ہے بلکہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن اور حکم بھی اس کے متابع ہیں (ابوداؤد ص ۱۰۹/۱ و طحاوی ص ۱۵۴/۱ و مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹/۱ میں دیکھئے (اعتراض ۲) یہ قول صرف ابوداؤد کا ہی نہیں بلکہ ابن عیینہ بھی فرماتے ہیں کہ یزید مکہ میں لایعود کی زیادت نقل نہیں کرتے تھے مگر جب کوفہ میں آگئے تو یہ تلقین کو قبول کرنے لگے اور پھر لایعود کی زیادت بیان کرنے لگ گئے (ابوداؤد ص ۱۰۹ ، حاکم و بیہقی سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۷۶/۲) بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

۱۵۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

ثنا وکیع عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم وعیسیٰ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع	امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی وکیع نے اور وہ راوی ابن ابی لیلیٰ سے اور وہ حکم اور عیسیٰ سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور وہ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۰) (جواب) حضرت ابن عیینہؒ کی طرف اس بات کا کسی ضعیف راوی نے نسبت کر دی ہے ورنہ حضرت ابن عیینہؒ تو خود اس زیادت کی نقل کرنے والے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مصنف عبدالرزاق) اور ہے بھی ایسا ہی کیونکہ ابن عیینہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنے والا راوی ابراہیم بن بشار ہے (کما فی بیہقی ص ۷۶/۲ اور یہ ضعیف ہے) اس کے بارے میں حضرت علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں قال النسائی لیس بالقوی وذمہ احمد ذما شدیدا وقال ابن معین لیس بشیء لم یکتب عند سفیان وما رأیت فی یدہ قلما قط: امام نسائی نے فرمایا کہ یہ قوی نہیں ہے اور امام احمد نے اس کی شدید مذمت اور برائی بیان کی ہے اور امام ابن معین نے کہا ہے کہ یہ کوئی شئی نہیں اور اس نے سفیان بن عیینہ سے کچھ بھی نہیں لکھا اور میں نے کبھی بھی اس کے ہاتھ میں قلم نہیں دیکھا (الجواہر النقی فی رد بیہقی ہامش بیہقی ص ۷۷/۲) اور امام علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ولہ اوھام (تقریب التہذیب ص ۱۹) کہ اس کی روایت میں اوھام پائے جاتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ اعتراض بھی اس (ابراہیم بن بشار) نے حضرت ابن عیینہ کی طرف غلط منسوب کر دیا ہے کیونکہ سفیان بن عیینہؒ تو خود یہ زیادت یزید سے نقل فرما رہے تھے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر)

بیدیہ ثم لا یرفعہما حتی یفرغ ۱	صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہیں کرتے تھے ۔

۱۶۔ **طحاوی** :۔ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ان لفظوں کیساتھ اس کی تخریج کی ہے ۔

ثنا ابوبکرۃ قال ثنا مؤمل قال ثنا سفیان ثنا یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبًا من اذنیہ ثم لا یعود ۲	امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان فرمائی ابوبکرہؓ نے اُن سے سفیان نے ان سے یزید بن ابی زیادہ اور وہ راوی ابن ابی لیلیٰ سے اور وہ حضرت براءؓ بن عازبؓ سے آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر افتتاح (تکبیر تحریمہ) فرماتے تو ہاتھوں کو اُٹھاتے حتیٰ کہ آپکے ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے پھر رفع یدین کی طرف نہ لوٹتے ۔

اعتراض نمبر ۳ :۔ علی بن عاصم نے کہا کہ میں نے خود جا کر یزید بن زیاد سے یہ روایت سُنی تو انہوں نے لا یعود نہ کہا کہ محمد بن ابی الیلیٰ نے آپ سے یہ روایت کی ہے وہ اس پر لا یعود کہتے ہیں تو فرمانے لگے مجھے یاد نہیں یزید ہیں تے پھر دھرایا تو پھر فرمایا مجھے یاد نہیں یعنی حافظہ اتنا کمزور ہو گیا تھا۔ دارقطنی صـــ ۲۹۴/۱ (جواب) اس میں علی بن عاصم خود ضعیف ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ خطا کرتا ہے اور شیعہ ہے (تقریب التہذیب صـــ ۲۴۷) اور امام محدث یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کذاب لیس بشیٔ یعنی جھوٹا اور کذاب ہے تہذیب التہذیب صـــ ۳۴۴-۳۴۸) ۱ مصنف ابن ابی شیبہ صـــ ۱۵۹/۱ طبع ملتان ۔ ۲ معانی الآثار صـــ ۱۵۴/۱

۱۷۔ **دوسری سند** :۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی داؤد نے ان سے عمر بن عون نے ان سے خالد نے اور وہ ابن ابی لیلیٰ سے راوی اور وہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت براء بن عازبؓ سے اور پہلی حدیث کے مثل بیان فرمائی ۱

۱۸۔ **تیسری سند** :۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی محمد بن نعمان نے اُن سے یحییٰ بن یحییٰ نے اُن سے وکیع نے حدیث بیان کی اور وہ ابن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے بھائی سے اور وہ حکم سے اور وہ ابن ابی لیلیٰ سے اور وہ حضرت براءؓ بن عازبؓ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت بیان فرمائی ۲

۱۹۔ **دارقطنی** :۔ کے لفظ یہ ہیں ۔

ثنا الحسن بن علی بن علاء ثنا ابو الاشعث ثنا محمد بن بکر ثنا شعبۃ عن یزید بن ابی زیاد قال سمعت ابن ابی لیلیٰ یقول سمعت البراء فی ھذا المجلس یحدث قوما فیہم کعب بن عجرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ۳	امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی احمد بن علی بن علاء نے اس سے ابو الاشعث نے اس سے محمد بن بکر نے اس سے حدیث بیان کی شعبہ نے اور وہ روایت کرتے ہیں یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سُنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب سے سُنا۔ وہ ایک مجلس میں لوگوں کو حدیث سُنا رہے تھے جنمیں کعب بن عجرہ بھی تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو پہلی تکبیر کیساتھ رفع یدین کرتے تھے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱، ۲ معانی الآثار صـــ ۱۵۴/۱

۳ ۔ سنن دارقطنی صـــ ۲۹۳/۱ طبع ملتان

۲۰۔ دوسری :-

ثنا یحییٰ بن محمد بن صاعد ثنا محمد بن سلیمان لوین ثنا اسماعیل بن زکریا ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن البراءؓ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی حاذی بھما اذنیہ. ثم لم یعد الی شیٔ من ذلک حتی فرغ من صلوٰتہ[۱]

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن صاعد نے ان سے بیان کی محمد بن سلیمان لوین نے اُن سے بیان کی اسماعیل بن زکریا نے اُن سے یزید بن ابی زیاد نے اور وہ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور وہ حضرت براءؓ ابن عازبؓ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپؐ نماز شروع فرماتے تو ہاتھوں کو اُٹھاتے حتیٰ کہ ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے پھر نماز سے فارغ ہوتے تک رفع یدین نہ کرتے۔

۲۱۔ تیسری حدیث :-

ثنا ابن صاعد ثنا لوین نا اسماعیل بن زکریا عن یزید یعنی ابن ابی زیاد عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب مثلہ[۲]

ہم سے حدیث بیان کی ابن صاعد نے اُن سے لوین نے ان سے بیان کی اسماعیل بن زکریا نے انہوں نے روایت کی یزید سے یعنی یزید بن زیاد سے وہ عدی سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت براءؓ بن عازبؓ سے (پہلی حدیث) کی مثل بیان فرمائی۔

۲۲۔ چوتھی روایت :-

ثنا ابوبکر الادمی احمد بن محمد بن اسماعیل نا عبداللہ بن محمد بن ایوب المخرمی نا علی بن عاصم نا محمد بن ابی لیلیٰ عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن البراءؓ بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوٰۃ وکبر رفع یدیہ حتی ساوی بھما اذنیہ ثم لم یعد[۱]

ہم سے بیان کیا ابوبکر الادمی احمد بن اسماعیل نے اُن سے بیان کیا عبداللہ بن محمد بن ایوب مخرمی نے ان سے بیان کیا علی ابن عاصم نے اُن سے محمد بن ابی لیلیٰ نے اور وہ روایت کرتے ہیں یزید بن ابی زیاد سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور براءؓ بن عازبؓ سے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے حتیٰ کہ ہاتھ دونوں کانوں کے مساوی (برابر) ہو جاتے پھر رفع یدین کرنے کی طرف نہ لوٹتے تھے۔

اور ایسے ہی حضرت براءؓ بن عازبؓ والی حدیث کی دوسرے کئی محدثین نے اپنے کتابوں اور مسانید میں تخریج کی ہے اور حضرت براءؓ بن عازبؓ کی حدیث کی بعض اسناد شیخین کی شرط پر جید اور صحیح ہیں اور بعض اسناد حسن ہیں اسناد صحیحہ میں سے مصنف عبدالرزاق والی سند ہے۔

عبدالرزاق کی سند میں سوائے عبدالرزاق کے تین راوی ہیں اور وہ ابن عیینہ۔ یزید اور عبدالرحمٰن۔

پہلے راوی (سفیان بن عیینہؒ) :- ان کے بارے میں تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

سفیان بن عیینہ ابن ابی عمران الہلالی الکوفی ثم المکی احد الاعلام الحافظ الفقیہ الحجۃ امام جلیل

سفیان بن عیینہ بن ابی عمران ہلالی کوفی ثم مکی وہ بڑے بڑے علماء میں سے ایک ہیں جو حافظ فقیہ صاحب حجت تھے وہ حدیث اور

---

[۱]، [۲] سنن دارقطنی ص ۲۹۳ - ۲۹۴

[۱] سنن دارقطنی ص ۲۹۳/۱

في الحديث والفقه والفتوى
ثقة من رؤس الطبقة الثامنة
انتهى

فقہ اور فتویٰ میں امام جلیل ہیں آٹھویں طبقہ کے ثقہ راوی ہیں۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تقریب التہذیب میں ان کے بارے میں لکھا ہے،

ثقہ حافظ فقیہ امام حجۃ انتہی کہ یہ ثقہ حافظ حدیث فقیہ اور امام حجت تھے

اور ان سے تمام اصحاب صحاح ستہ نے روایت لی ہے [۱]

---

[۱] و [۲] تقریب التہذیب ص ۱۲۸ :۔ علامہ ذھبی فرماتے ہیں آپ امام حجت حافظ حدیث وسیع العلم اور جلیل القدر انسان تھے امام شافعی فرماتے ہیں اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم حدیث ختم ہو جاتا نیز فرمایا مجھے امام مالک کے پاس تیس [۳] کے سوا احکام کی تمام احادیث مل گئیں اور ابن عیینہ کے پاس ۶ کے سوا احکام کی تمام احادیث موجود تھیں امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں ابن عیینہؒ اہل حجاز کی احادیث سب لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں میں نے امام بخاریؒ سے سنا فرماتے تھے ابن عیینہ حماد بن زید سے بڑے حافظ حدیث ہیں حرملہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا فرماتے تھے۔ میں نے علم کا جتنا ذخیرہ ابن عیینہ کے پاس دیکھا ہے کسی کے پاس نہیں دیکھا۔ میں نے ان سے بڑھ کر فتوی سے گریز کرنیوالا کوئی عالم نہیں دیکھا اور نہ ہی ان سے حدیث کی اچھی تفسیر کرنے والا کوئی دیکھا ہے: ابن وھب کہتے ہیں میں نے قرآن حکیم کی ان سے زیادہ تفسیر جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔ امام احمد فرماتے ہیں میں نے ان سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہیں دیکھا ابن مدینی کہتے ہیں ابن شہاب زہری کے تلامذہ میں ابن عیینہ سے زیادہ حدیث کا ضبط کرنے والا کوئی نہیں۔ امام عجلی فرماتے ہیں ابن عیینہ حدیث میں پختہ کار ہیں ان کی احادیث تقریباً سات ہزار ہیں اور اس کے علاوہ دیگر علماء نے بھی آپ کی تحسین بیان کی ہے آپ تدلیس کے عادی تھے مگر ثقات سے تدلیس کرتے تھے آپ نے جمادی الآخر ۱۹۸ھ کو اس جہان فانی سے کوچ کیا (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۱۲/۱۳)

دوسرے راوی (یزید بن ابی زیاد) :-

یزید بن ابی زیاد ہاشمی کوفی یہ مختلف فیہ راوی ہے اور امام بخاری نے اس سے معلق روایت صحیح بخاری میں لی ہے [۳] اور اس سے حفاظ حدیث مثل مسلم اور اصحاب السنن الاربعہ نے روایات لی ہیں اور ہم ان محدثین کے نام عنقریب امام عینی شارح بخاری سے نقل کریں گے جنہوں نے ان کی توثیق اور تعدیل بیان کی ہے۔

تیسرے راوی (عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ) :-

ان کے تذکرہ میں تذکرۃ القاری میں یہ الفاظ درج ہیں۔

عبد الرحمن بن ابي ليلى الانصاري المدني الكوفي التابعي ادرك مائة وعشرين صحابيا انتهى [۴]

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری مدنی کوفی تابعی ہیں انہوں نے تقریباً ایک سو بیس [۱۲۰] صحابہ کرام کو پایا (دیکھا ہے)

اور حافظ ابن حجر عسقلانی "تہذیب التہذیب" میں فرماتے ہیں۔

قال ابن معين هو ثقة وقال العجلي تابعي ثقة (انتهى) [۵]

امام ابن معین نے کہا ثقہ ہیں امام عجلی نے کہا کہ تابعی اور ثقہ ہیں۔ انتھے

اور حضرت علامہ ابن حجر ہی تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں:

ثقة من الثانية [۶]

کہ ثقہ ہیں دوسرے طبقہ سے۔

آپ سے تمام صحاح ستہ والوں نے روایت لی ہیں پس حضرت براءؓ والی حدیث جو کہ عبدالرزاق کے طریق سے مروی ہے وہ شیخین بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور ترک رفع الیدین کی احادیث میں سے

---

[۳] یزید بن ابی زیاد کا حال آگے بیان ہوگا ان شاء اللہ

[۴] چونکہ آپ ایک مشہور تابعی ہیں اور ان کے بارے میں کوئی جرح نہیں اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ [۵]

[۶] تقریب التہذیب ص ۲۰۹

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جو کہ صحیح مسلم میں مروی ہے۔

۲۴۔ رفع یدین کے منسوخ ہونے کے بارے میں صریح احادیث:-

اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

قال جابر خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ [1]	حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم رفع یدین کرتے ہو جیسے سرکش گھوڑے دُمیں ہلاتے ہیں نماز میں سکون سے رہو۔

امام بخاری نے اس حدیث سے رفع یدین پر استدلال کرنے پر اعتراض کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث تشہد کے بارے میں ہے کیونکہ عبداللہ بن قبطیہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب ہم نے السلام علیکم کہا ہم اپنے ہاتھوں سے دونوں جانب اشارے کرتے پس آپ نے فرمایا تم اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیوں اشارے کرتے ہو جیسے سرکش گھوڑے دمیں ہلاتے ہیں تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تم اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھو پھر اپنے بھائی کو سلام کہو دائیں اور بائیں طرف .... لیکن ہم جواب دیتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ دو مختلف حدیثیں ہیں جیسا کہ حضرت مُلّا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے [2]

---

[1] صحیح مسلم ص ۱۸۱/۱ طبع کراچی۔ ابوداؤد ص ۱۴۳/۱ وسنن نسائی ص ۱۷۶/۱

[2] (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۴۹۵/۱) یہ دو علیحدہ علیحدہ حدیثیں ہیں ایک نہیں ہے اس کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔ جس حدیث سے ہم رفع یدین کی نفی ثابت کرتے ہیں اس کی سند یہ ہے حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وابوکریب قالا نا معاویۃ عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃ اور جو حدیث امام بخاری نے پیش کی ہے اسکی سند کچھ یوں ہے
بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

اور ترک رفع یدین والی حدیث میں ایک وہ حدیث ہے جو طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی سند اور الفاظ یہ ہیں۔

۲۵۔ عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین یفتتح الصلوٰۃ وحین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروۃ وحین	عبدالرحمٰن بن ابی لیلی حکم مقسم۔ ابن عباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر جب نماز شروع کی جائے اور مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروہ (پہاڑی) پر کھڑا ہو اور عرفہ میں زوال کے بعد جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۸) حدثنا ابونعیم عن مسعر عن عبیداللہ بن القبطیۃ عن جابر بن سمرۃ (کما فی جزء رفع الیدین البخاری ص ۳۷ مترجم) دیکھو رفع الیدین سے منع کی حدیث کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد تمیم بن طرفہ ہیں اور ان سے ان کے شاگرد مسیب بن رافع ہیں اور ان سے اعمش اور اعمش سے معاویہ ہیں اور معاویہ سے ابوکریب وابن ابی شیبہ ہیں اور جو حدیث تشہد کے بارے میں ہے اس کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عبیداللہ بن القبطیہ ہیں اور اُن سے اُن کے شاگرد مسعر ہیں۔ اور اُن سے ابونعیم ہیں دیکھو کتنا دونوں سندوں میں فرق ہے جب سندوں میں اتنا فرق ہے تو یہ دو (۲) حدیثیں ایک کیسے ہو سکتی ہیں یہ تو تھا سند کا فرق اور اب متنِ حدیث کا فرق بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ حق ظاہر ہو جائے۔ رفع الیدین سے منع کی حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا پھر اس سے بھی واضح الفاظ کچھ اس طرح ہیں انہ دخل المسجد فابصر قوماً (مسند احمد سنن الکبری ص ۲۸/۲)
بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

يقف مع الناس عشية عرفة وبجمع والمقامين وحين يرمي الجمرة ؎	اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت ۔

؎ اور امام بخاری نے کتاب المفرد میں رفع یدین کے بارے میں معلق طور پر ذکر کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۶۹) ان تمام عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام اپنی اپنی نماز (سنتیں یا نفل وغیرہ) پڑھ رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے مسجد میں تشریف لائے اور تشہد میں سلام کے ساتھ اشارہ کرنے والی حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں صلّینا وراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد وجز رفع یدین للبخاری ص۳۲) یا اس طرح ہیں۔ کنا نقول خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد) یا پھر اس طرح ہیں کنا اذا صلّینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد و مسلم) ان تمام عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے یعنی با جماعت نماز ادا ہو رہی تھی (نمبر ۲) رفع یدین سے منع والی روایت میں اسکنوا فی الصلوٰۃ کے الفاظ ہیں اور اشارہ سے منع والی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں کیونکہ جب سلام پھیر لیا جاتا ہے تو آدمی نماز سے فارغ ہو جاتا ہے اس پر اسکنوا فی الصلوٰۃ کا اطلاق ہرگز نہیں ہو سکتا یہ اطلاق تو صرف اس شخص پر صحیح ہوگا جو نماز میں ہو اور وہ ہے جو کہ رکوع کے وقت یا سجدہ کے وقت یا دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین کرے گا۔ جیسا ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے دیکھو مرقاۃ ص۴۹۸/۲۰ (نمبر ۳) رفع یدین سے منع کی حدیث میں رافعی ایدیکم یا پھر تعد رافعوا ایدیکم کے الفاظ ہیں جو کہ رفع یدین میں واضح اور صریح ہیں جب کہ سلام کے وقت اشارہ سے منع کرنے والی حدیث میں تشیرون بایدیکم یا تومون بایدیکم یا یومون بایدیکم کے الفاظ ہیں جو کہ اشارہ میں واضح اور صریح نص ہیں (نمبر ۴) رفع یدین سے منع کی حدیث میں سلام کا کوئی ذکر نہیں ہے بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

پس آپ نے کہا۔

۲۶ : قال وكيع عن ابن ابي ليلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوة وفي استقبال القبلة وعند الصفا والمروة وبعرفات وفي المقامين وعند الجمرتين ؎	وکیع ابن ابی لیلی حکم مقسم ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے۔ مگر سات مقامات پر نماز کو شروع کرتے وقت قبلہ شریف کو دیکھتے وقت صفا اور مروہ پر عرفات پر اور جمرتین کی رمی کرتے ہوئے ۔

بقیہ صفحہ نمبر   بلکہ مطلق نماز کا ذکر ہے کہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے جبکہ اشارہ مع السلام والی حدیث میں ہے کہ جب ہم سلام پھیرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے اب دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ حدیثیں ہیں اور ان کو ایک حدیث سمجھنا یا تو جہالت ہے یا پھر محض سینہ زوری اور یا پھر تجاہل عارفانہ ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو کسی کے کہنے سے دو حدیثیں ایک نہیں ہو سکتیں لہٰذا ثابت ہوا کہ نماز میں رفع یدین کو نبی پاک نے ناپسند فرمایا ہے اور جس کام کو آپ ناپسند فرمائیں وہ سنت نہیں ہو سکتا نہ ہی اس کے کرنے والے کو کوئی ثواب مل سکتا ہے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ (وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) رفع یدین کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

اور ان ترکِ رفع الیدین والی احادیث میں سے ایک وہ حدیث ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صراطِ مستقیم میں نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

(۲۷) ان عبداللہ بن الزبیر رأی رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لہ لا تفعل فان ھذا شیٔ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ ۱	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتا تھا پس آپ نے اُس کو فرمایا کہ ایسا نہ کر یہ وہ کام ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر ترک کر دیا۔

اور انہی احادیث میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت ہے جس کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ نے شرح صراطِ مستقیم میں نقل فرمائی ہے۔

(۲۸) وگفت ابن مسعود رضی اللہ عنہ برداشت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نیز برداشتیم و ترک کرد ما نیز ترک کردیم ۲	اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے رہے ہم بھی کرتے رہے اور جب آپ نے ترک کر دیا ہم نے بھی ترک کر دیا۔

انہی احادیث میں سے وہ حدیث جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

(۲۹) وعن ابن عباس انہ قال العشرۃ الذین شھد لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ ما کانوا یرفعون ایدیھما الا فی افتتاح الصلوٰۃ ۳	اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک عشرہ مبشرہ جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی وہ نماز میں سوائے شروع کے رفع الیدین نہیں کیا کرتے تھے۔

۱ عمدۃ القاری ص ۲۷۳/ج ۵ شرح سفر سعادت ص ۶۶ الدرایہ فی تخریج ہدایہ ص ۱۱۲/ج ۱ شیخ عبداللطیف بن شیخ محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فہذہ ثلاثۃ اسانید (ذب ذبابات الدراسات ص ۶۱۴)
۲ شرح سفر سعادت ص ۶۶ ۳ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۲۷۲/ج ۵ شرح سفر سعادت ص ۶۶

اور ترکِ رفع یدین کی احادیث میں سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث بھی ہے جس کو امام بیہقی نے خلافیات میں تخریج کیا ہے سند اور لفظ یہ ہیں۔

نمبر ۳۰ :- عبداللہ بن عون الخراز ثنا مالک عن الزھری عن سالم عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ۱	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے صرف افتتاحِ نماز کے وقت۔

اور انہیں احادیث میں سے حضرت عباد ابن زبیر والی روایت ہے جو کہ خلافیات بیہقی میں مذکور ہے اس کی سند اور الفاظ یہ ہیں۔

۱ اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں اور کسی ایک راوی پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے عبداللہ بن عون الخراز حضرت امام مالکؒ کے شاگرد ہیں جو کہ زبردست ثقہ ہیں اور ان کی ثقاہت پر سب محدثین متفق ہیں دیکھئے (تہذیب التہذیب ص ۳۴۹/ج ۵) اور امام ابن حجر فرماتے ہیں ثقۃ عابد تقریب التہذیب ص ۱۸۴۔ لہٰذا یہ حدیث بھی ترکِ رفع یدین میں صریح ہے
اعتراض :- امام بیہقی کہتے ہیں کہ امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ ہم نے امام مالکؒ سے رفع الیدین کی روایت بیان کی ہے **(جواب)** جب اس کے تمام راوی ثقہ ہیں تو پھر یہ حدیث کیسے موضوع ہو گئی۔ یہ امام حاکم کی غلطی ہے اور پھر امام حاکم نے اس حدیث کو موضوع کہنے کی علت یہ بتائی ہے کہ امام مالک سے رفع یدین روایت کیا ہے تو اگر رفع یدین کے ترک کے قائلین رفع یدین کی حدیث کو موضوع کہہ دیں تو پھر امام حاکم کے پاس کیا جواب ہوگا۔ اور پھر امام مالک سے، اس روایت کے علاوہ بھی روایات پائی جاتی ہیں مثلاً موطا امام محمد ص ۹۰ و مدونہ کبریٰ ص ۱/۷۱۔ تو اب امام حاکم یا ان کے ہمنوا کس کس حدیث کو موضوع کہیں گے بہرحال یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور ترکِ رفع الیدین میں نص صریح ہے

نمبر ۳۱۔ اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ عن ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحاق عن الحسن بن الربیع عن حفص بن غیاث عن محمد بن ابی یحییٰ عن عباد بن الزبیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ فی اوّل الصلوٰۃ ثم لم یرفعھما فی شیٔ حتی یفرغ [۱]

بسندِ مذکور حضرت عباد بن زبیرؒ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے اور پھر اس کے بعد نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔

[۱] یہ روایت بھی بالکل صحیح ہے اور سند کے لحاظ سے بہت عالی ہے اس کے پہلے راوی تو خود امام بیہقی ہیں اور دُوسرے امام حاکم ہیں اور ان دونوں محدثین کے متعلق بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور تیسرے راوی ابوالعباس محمد بن یعقوب ہیں ان کے بارے امام ذہبی فرماتے ہیں نیشاپور کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث اور مشرق کے نامور محدث تھے. بلا نزاع اپنے زمانے کے ممتاز محدث تھے ابن خزیمہ نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں ثقہ اور صدوق ہیں اور امام ذہبی نے ان کا مبسوط تذکرہ لکھا ہے (تذکرۃ الحفاظ ص ۵۹۳ تا ص ۵۹۶ ج ۳) اور چوتھے راوی محمد بن اسحاق الصغانی ہیں علامہ ذہبی فرماتے ہیں. آپ نامور حافظِ حدیث اور محدث بغداد ہیں. ابن ابی حاتم کہتے ہیں آپ پختہ کار اور صدوق ہیں ابو مزاحم خاقانی کہتے ہیں ابوبکر الصغانی (محمد بن اسحاق) کو اپنے وقت میں امام یحییٰ بن معین سے تشبیہ دی جاتی تھی. ابوبکر خطیب کہتے ہیں. پختہ کار، متقن، وسیع الروایات اور دین میں پکے تھے نیز سنّت میں کار بند ہونے کیوجہ سے مشہور تھے (تذکرۃ الحفاظ ص ۴۱۲ ج ۲) بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

اور اس میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عباد تابعی ہیں پس یہ حدیث مرسل ہے انتہٰی. اور مرسل حدیث احناف کے نزدیک مقبول ہے بالخصوص قرونِ ثلاثہ کی مرسل خصوصاً جب کہ ان کی تائید دوسری سندوں کیساتھ ہوتی ہے.

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۷۴) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں محمد بن اسحاق الصغانی ابوبکر نزیل بغداد ثقۃ ثبت من الحادیۃ (تقریب التہذیب ص ۲۸۹) اور پانچویں راوی حسن ابن الربیع ہیں امام ذہبی فرماتے ہیں آپ کی کنیت ابو علی اور لقب خشاب اور حصار ہے آپ کوفہ کے رہنے والے قابلِ اعتماد حافظِ حدیث ہیں. عجلی کہتے ہیں آپ ثقہ صالح اور عبادت گزار ہیں. ابو حاتم کہتے ہیں عبداللہ بن ادریس شافعی کے انتہائی قابلِ اعتماد تلامذہ میں سے ہیں سنہ ۲۲۱ھ میں انتقال فرمایا (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۴ ج ۲) اور امام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ثقۃ من العاشرہ (تقریب التہذیب ص ۷۰) ثقہ ہیں، دسویں طبقہ سے اور چھٹے راوی حفص بن غیاث ہے جو کہ زبردست ثقہ ہیں اور بخاری کے راویوں میں سے ہیں. علامہ ذہبی فرماتے ہیں آپ کوفہ کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث ہیں. یحییٰ بن قطان کہتے ہیں. آپ اعمش کے تمام تلامذہ سے قابلِ اعتماد ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۳۳ ج ۱) اور علامہ ابن حجر فرماتے ہیں الکوفی القاضی ثقۃ فقیہ (تقریب التہذیب ص ۷۹.۷۸) اور ساتویں راوی محمد بن ابی یحییٰ سمعان الاسلمی المدنی ہیں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق من الخامسۃ (تقریب التہذیب ص ۳۲۴) اور آٹھویں راوی خود حضرت عباد ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹے اور تابعی کبیر ہیں اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہیں دیکھیے صحیح بخاری. اعتراض :۔ حضرت عباد تابعی ہیں اس لئے یہ روایت مرسل ہونے کیوجہ سے حجت نہیں بن سکتی. جواب :۔ مرسل حدیث اکثر فقہا اور مجتہدین کے نزدیک قابلِ حجت ہے امام نووی فرماتے ہیں ومذھب مالک وابی حنیفۃ واحمد واکثر الفقہاء انہ یحتج بہ ومذھب الشافعی انہ اذا انضم الی المرسل ما یعضدہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نفیٔ رفع الیدین میں مروی آثار

ان آثار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والا اثر ہے جو کہ پیچھے دارقطنی کے حوالہ سے حضرت ابن مسعود والی حدیث کے تحت گزر چکا ہے۔ اور ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثر ہے جس کی مصنف ابن ابی شیبہ نے تخریج کی ہے۔

اس کے لفظ یہ ہیں۔

(۱) ثنا ابن آدم عن ابن عیاش عن عبد الملک بن الجبر عن الزبیر بن عدی عن ابراھیم عن الاسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیہ فی شیٔ من الصلوٰۃ الا حین افتتح الصلوٰۃ [۱]	حضرت اسود تابعی سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کیا مگر نماز کو شروع کرتے وقت۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۷۵) احتج بہ۔ یعنی امام مالک امام ابوحنیفہ امام احمد اور اکثر فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم مرسل کے ساتھ احتجاج کرتے ہیں اور امام شافعی کا کہنا ہے کہ مرسل حدیث کی اگر کسی اور حدیث سے تائید ہو جائے تو پھر قابلِ احتجاج ہے (شرح مسلم للنووی ص۹) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وعند ابی حنیفۃ و مالک المرسل مقبول مطلقاً (مقدمہ مشکوٰۃ للشیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص۴) یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مرسل حدیث مطلق قابلِ قبول ہے لہٰذا یہ حدیث بھی مرسل ہونے کے باوجود قابلِ قبول ہے آئمہ اربعہ کے نزدیک کیونکہ اس کی تائید میں بہت سی صحیح احادیث و آثار ہیں جو کہ کچھ گزر چکے ہیں اور کچھ آ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز۔ [۱] مصنف ابن ابی شیبہ (ص۱۶۰) طحاوی شریف ص۱۵۶/۱ اور امام طحاوی فرماتے ہیں ھذا الحدیث ھو صحیح الحدیث ص۱۵۶/۱۔ اس کے پہلے راوی یحییٰ بن آدم ہیں یہ صحیحین کے راوی ہیں ان کے بارے میں حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں یحیی بن آدم بن سلیمان الکوفی ابو زکریا مولی بنی امیۃ ثقۃ حافظ فاضل من کبار التاسعۃ (تقریب التہذیب ص۳۷۳/۱) یعنی ثقہ (بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر)

اس کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے جس کی سند و متن پہلے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی احادیث میں گزر چکا ہے (۲) اور انہیں آثار میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر مبارک بھی ہے جس کو امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں روایت کیا ہے اس اثر کے لفظ یہ ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۷۶) ہیں حافظ ہیں اور نا ویں طبقہ کے بہت بڑے فاضلوں میں سے ہیں۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کوفہ کے رہنے والے بہت بڑے عالم ممتاز حافظ حدیث ہیں امام یحییٰ بن معین اور امام نسائی کہتے ہیں ثقہ ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں آپ محدثین میں سے منفرد شخصیت کے مالک ہیں یعقوب بن شعبہ کہتے ہیں ثقہ اور فقیہ ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص۲۷۶/۱) دوسرے راوی ابن عیاش یعنی حسن بن عیاش ہیں ان کے بارے میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق من الثامنۃ۔ آٹھویں طبقہ سے سچے ہیں (تقریب التہذیب ص۷۱) یہ صحیح مسلم کے راوی ہیں دیکھیے (صحیح مسلم معہ نووی ص۲۷۳/۱) اور حضرت علامہ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا دارومدار حسن بن عیاش پر ہے فانہ ثقۃ حجۃ قد ذکر ذالک یحیی بن معین وغیرہ۔ (طحاوی ص۱۵۶/۱) یعنی وہ ثقہ اور حجت ہیں۔ امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے (تیسرے راوی) عبد الملک بن ابجر یہ بھی صحیح مسلم کے راویوں میں سے ثقہ راوی ہیں (چوتھے راوی) زبیر بن عدی۔ یہ بھی صحیحین کے راوی ہیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ثقۃ من الخامسۃ (تقریب التہذیب ص۱۰۶) (پانچویں اور چھٹے راوی) ابراہیم نخعی تابعی کبیر و اسود تابعی کبیر ان کے بارے میں کچھ نقل کرنا بجز طوالت کے کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ان دونوں حضرات کی ثقاہت روشن سورج کی طرح ہے اور تمام محدثین ان کی ثقاہت کے قائل ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح السند ہے اور رفع یدین کرنے والوں پر قوی حجت ہے۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح وابوبکر بن عبداللہ النہشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ وکان من اصحاب علی بن ابی طالب انہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی التی نفتتح بھا الصلوٰۃ ثم لا یرفعھما فی شئ من الصلوٰۃ[1]	بسند مذکور، عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جو کہ حضرت علی رض کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے کہا کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر اولی کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے وہ تکبیر جس کے ساتھ نماز شروع کی جاتی ہے پھر پوری نماز میں رفع یدین کسی جگہ بھی نہیں کرتے تھے۔

اور اس روایت کی ابن ابی شیبہ نے بھی تخریج کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

(۳) وکیع عن ابی بکر بن عبداللہ ابن قطاف النہشلی ثنا عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یرفع یدیہ فی اوّل تکبیرۃ من الصلوٰۃ ثم لا یرفع بعد[2]	عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نماز میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

[1] موطا امام محمد ص ۹۲ [2] مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹/۱

موطا امام محمد والی روایت کے پہلے راوی جس سے امام محمد رح نے روایت کی ہے وہ ہیں ابوبکر بن عبداللہ النہشلی قیل اسمہ عبداللہ بن قطاف وابن ابی قطاف وقیل وھب وقیل معاویۃ صدوق ثقۃ۔ (التعلیق الممجد ص ۹۲) (دوسرے راوی:۔ عاصم بن کلیب۔ وثقہ النسائی وابن معین وقال ابوداؤد کان من افضل اھل الکوفۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات (التعلیق الممجد علی موطا امام محمد ص ۹۲)

۴۔ دوسری سند۔ امام طحاوی کی سند

ثنا ابوداؤد ثنا احمد بن یونس	عاصم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۷۸) تیسرے راوی، کلیب بن شہاب والد عاصم صدوق (تقریب التہذیب ص ۲۸۶) وھو ثقۃ (التعلیق الممجد ص ۹۲) اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں وکیع عن ابوبکر بن عبداللہ بن قطاف النہشلی ہے وکیع کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے یہ انتہائی درجہ کے ثقہ آدمی ہیں اور طحاوی کی سند میں ابوداؤد ثنا احمد بن یونس یہ بھی ثقہ راوی ہیں اور دوسری سند میں ابوبکر ثنا ابواحمد یہ بھی ثقہ راوی ہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت سنداً بالکل صحیح ہے جیسا کہ امام طحاوی نے خود فرمایا ہے فحدیث علی اذا صح ففیہ اکثر الحجۃ من لا یری الرفع (طحاوی شریف ص ۱۵۵/۱) یعنی جب حضرت علی رض کی حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تارکین رفع الیدین کیلئے بھاری حجت ہے علامہ عینی فرماتے ہیں واسناد حدیث عاصم بن کلیب صحیح علی شرط مسلم یعنی عاصم بن کلیب والی حدیث کی سند امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے (عمدۃ القاری ص ۲۷۲ جز الخامس) علامہ ماردینی فرماتے ہیں رجالہ ثقات (جواہر النقی ص ۷۸/۲)

اعتراض:۔ امام بیہقی فرماتے ہیں قال عثمان الدارمی فھذا فقد روی من ھذا الطریق الواھی (سنن الکبری ص ۸۰/۲) عثمان دارمی نے فرمایا کہ یہ حدیث اس سند سے کمزور ہے کیونکہ حضرت علی رض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع یدین روایت کیا ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت علی رض خود ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع یدین روایت کریں اور پھر اس کی مخالفت کریں (**جواب**) علامہ ماردینی فرماتے ہیں۔ قلت کیف یکون ھذا الطریق واھیا ورجالہ ثقات فقد رواہ عن النہشلی جماعۃ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۷۹) من الثقات ابن مھدی واحمد بن یونس وغیرھما و اخرجہ ابن ابی شیبہ فی المصنف عن وکیع عن النھشلی والنہشلی اخرج لہ مسلم والترمذی والنسائی وغیرھم ووثقہ ابن حنبل وابن معین وقال ابوحاتم شیخ صالح یکتب حدیثہ ذکرہ ابن ابی حاتم وقال الذھبی فی کتابہ رجل صالح تکلم فیہ ابن حبان بلاوجہ وعاصم تقدم ذکرہ و ابوہ کلیب بن شھاب اخرج لہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وقال محمد بن سعد ثقۃ (الجوہر النقی ص۷۸-۷۹ ج۲) میں (علامہ ماردینیؒ کہتا ہوں کہ) یہ سند کیسے کمزور ہو سکتی ہے جب کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو روایت کیا ہے نہشلی سے ثقہ لوگوں کی جماعت نے ابن مہدی واحمد بن یونس وغیرہ اور تخریج کی اس کی ابن ابی شیبہ نے وکیع سے عن النہشلی اور نہشلی روایت لی ہے اس سے امام مسلم نے ترمذی اور نسائی وغیرہ نے اور اس کی توثیق کی ہے امام احمد بن حنبل اور ابن معین نے اور ابوحاتم نے کہا کہ یہ صالح اور شیخ ہیں اور ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر کیا۔ کہ اس سے حدیث لکھی جاتی ہے اور امام ذہبی نے اپنی کتاب میں فرمایا نیک آدمی ہے ابن حبان نے بلاوجہ اس میں کلام کیا ہے اور عاصم کا ذکر پیچھے گزر گیا ہے اور اس کا باپ کلیب بن شہاب تخریج کی ہے اس سے امام ترمذی نسائی ابن ماجہ نے محمد بن سعد نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں آگے فرماتے ہیں فکیف یکون ھذا الطریق واھیا بل الذی روی من الطریق الواھی ھو ما رواہ ابن ابی رافع عن علی لان فی سندہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد وتقدم ذکرہ فی الباب السابق (الجواھر النقی ص۷۹ ج۲ علی البیھقی) یعنی یہ سند کیسے واھی (کمزور) ہو سکتی ہے بلکہ کمزور وہ سند ہے جو کہ اس نے ابن ابی رافع عن علی روایت کی ہے کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ہے اور (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۰) اس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے (وہاں فرماتے ہیں) قلت ابن ابی الزناد ھو عبدالرحمان قال ابن حنبل مضطرب الحدیث وقال ھو وابوحاتم لا یحتج بہ وقال عمرو بن علی ترکہ ابن مھدی (الجوہر النقی حاشیہ علی البیہقی ص۷۳ ج۲) یعنی ابن حنبل نے کہا کہ وہ مضطرب الحدیث ہے اور ابن حنبل اور ابوحاتم نے کہا کہ اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا اور عمرو بن علی نے کہا کہ اس کو ابن مہدی نے (سبب ضعیف ہونے کے) ترک کر دیا ہے اور علامہ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں وقال عثمان بن سعید الدارمی قد روی من طرق واھیۃ عن علی انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود وھذا ضعیف اذا لا یظن بعلی انہ یختار فعلہ علی فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو قد روی عنہ انہ کان یرفع یدیہ عند الرکوع والرفع (انتھی) وتعقبہ ابن دقیق العید فی الامام بان ما قالہ ضعیف فانہ جعل روایۃ مع حسن الظن بعلی فی ترک المخالفۃ دلیلا علی ضعف ھذہ الروایۃ وخصمہ یعکس الامر ویجعل فعل علی بعد الرسول دلیلا علی نسخ ما تقدم (انتھی) (التعلیق الممجد ص۹۲) عثمان بن سعید دارمی نے کہا ہے کہ حضرت علیؓ سے یہ حدیث اس سند سے کمزور ہے یہ کہ وہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے پھر بعد میں رفع یدین کی طرف نہ لوٹتے تھے یہ ضعیف ہے حضرت علیؓ سے یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے فعل کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک پر ترجیح دیں کیونکہ انہوں نے خود ہی آپؐ سے روایت کی ہے کہ وہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے (انتھی) اور امام ابن دقیق العیدؒ نے اپنی کتاب الامام میں اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا ہے کہ دارمی نے جو کچھ کہا ہے وہ ضعیف ہے کیونکہ انہوں نے بقول

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ نمبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن علی مثلہ ۳ھ	سے اوپر والی روایت کی مثل بیان کرتے ہیں۔

دوسری سند :۔ ثنا ابوبکر ثنا ابواحمد ثنا ابوبکر النہشلی عن عاصم نحن ابیہا (مثلہ) امام طحاوی اس روایت کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بیشک حضرت علیؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر اس کو ترک کر دیا۔ یہ محال ہے آپ نے اسی وقت چھوڑا جب کہ آپ کے پاس نسخ ثابت ہو چکا ہو گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۱) خود رفع یدین کی روایت کو جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ترکِ رفع یدین کے عمل کے ضعیف ہونے پر حضرت علیؓ پر حسن ظن کرتے ہوئے دلیل پکڑی ہے تو اس صورت میں مخالف کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ اس معاملہ اس کے برعکس کر کے حضرت علیؓ سے حسن ظن کرتے ہوئے ترکِ رفع الیدین کے عمل کو رفع الیدین کی روایت کیلئے ناسخ بنا ڈالے کیونکہ اصول ہے کہ راوی اگر اپنی ہی روایت کردہ حدیث کیخلاف عمل کرے تو وہ روایت اس کے نزدیک منسوخ تصور کی جاتی ہے (کما قال شیخ دہلوی فی شرح سفر سعادت وغیرہم) کما مرّہ اور پھر یہ بات بھی ہے جیسا کہ علامہ ماردینیؒ نے فرمایا ہے کہ وہ روایت تو ثابت ہی نہیں ہے کیونکہ امام طحاوی فرماتے ہیں وحدیث ابن ابی الزناد خطا (الطحاوی ص ۱۵۵/۱) اور حدیث ابن ابی الزناد خطا ہے اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ان یکون فی نفسہا سقیما کہ یہ روایت فی نفسہا بیمار (ضعیف ہے) اعتراض :۔ قال الزعفرانی قال الشافعی فی القدیم ولا یثبت عن علی وابن مسعود یعنی انہما کان لا یرفعان ایدیہما الا فی تکبیرۃ الافتتاح (سنن الکبریٰ امام بیہقی ص ۸۱/۲) زعفرانیؒ نے کہا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت نہیں یعنی یہ کہ آپ صرف تکبیر تحریمہ کے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور امام بدر الدین عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں یہ عاصم بن کلیب کی حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے (انتہیٰ) (عمدۃ القاری ص ۲۷۳/۵)

نمبر ۵ :۔ اور ان آثار میں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا اثر ہے جس کی تخریج امام محمدؒ نے موطا میں کی ہے لفظ یہ ہیں،

قال محمد نا یعقوب بن ابراہیم نا حصین بن عبد الرحمٰن قال دخلت انا و عمرو بن مرۃ علی ابراہیم النخعی قال عمرو حدثنی علقمۃ بن وائل الحضرمی عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ	حصین بن عبد الرحمٰن نے کہا کہ میں اور عمرو بن مرہ حضرت ابراہیم نخعی کے پاس گئے عمرو نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۲) وقت ہی رفع یدین کرتے تھے (جواب) اس کے جواب میں علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں قلت قد تقدم تصحیح الطحاوی ذلک عن السنن بذلک صحیح کما مر و ثبت مقدم علی النافی (الجوہر النقی ص ۷۹) میں کہتا ہوں کہ پہلے امام طحاوی کی تصحیح گزر چکی ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے اور ثابت نفی پر مقدم ہوتا ہے آگے لکھتے ہیں فعل الشافعی یعنی خلاف کہ امام شافعی کا بعد والا قول بھی ہے کہ ان دونوں حضرات سے ترکِ رفع یدین ثابت ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ترکِ رفع یدین ثابت نہیں ہوتا تو آپ کے اصحاب کبھی بھی اس پر عمل پیرا نہ ہوتے حالانکہ وہ اس پر عمل پیرا ہیں جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے فرمایا ہے وکیع وابو اسامہ عن شعبۃ عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبد اللہ واصحاب علی لا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوٰۃ قال وکیع ثم لا یعودون (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹/۱) ابو اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے تمام اصحاب (ساتھی) و حضرت علی کے تمام ساتھی رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر پہلی تکبیر کے ساتھ اور وکیع نے کہا کہ دوبارہ رفع یدین کیلئے نہ لوٹتے تھے۔)

صلی اللہ علیہ وسلم فرائہ یرفع یدیہ اذا کبر واذا رکع واذا رفع قال ابراھیم ما ادری لعلہ لم یری النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الا ذلک الیوم فحفظ ھذا منہ ولم یحفظ ابن مسعود و اصحابہ ما سمعتہ من احد منھم انما کانوا یرفعون ایدیھم فی بدأ الصلوۃ حسین مکبرون [1]

نماز پڑھی تو انہوں نے حضورؐ کو دیکھا کہ جب وہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین کرتے تو حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا نماز میں مگر ایک دن پس انہوں نے یاد کر لیا اور ابن مسعودؓ اور اُن کے ساتھیوں نے نہیں یاد کیا؟ میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی نہیں سُنا کہ وہ ایسا کہتے ہوں فقط رفع یدین کرتے نماز کے شروع میں جبکہ وہ تکبیر تحریمہ کہتے۔

نمبر۶: دوسری سند ا۔ قال محمد نا الثوری ثنا حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود انہ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ [2]

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نماز کے شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

نمبر۷: اور اس کا ابن ابی شیبہ نے بھی مُصنّف میں اخراج کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں

ثنا وکیع عن سعد عن ابی عن ابراھیم عن عبداللہ انہ کان یرفع یدیہ فی اول ما یفتتح ثم لا یرفعھما [3]

ابراہیم نخعی حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے اور پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

[1] موطا امام محمد ص ۹۳-۹۲ وسنن دارقطنی ص ۲۹۱/۱ وطحاوی ص ۱۵۴/۱ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت مرجوع ہے اسلئے نا قابل عمل ہے اور حضرت ابن مسعودؓ والی روایت راجح اور قابل عمل ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نمبر۸ - اور انہیں آثار میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ والا اثر ہے اس کو روایت کیا ہے امام محمد بن حسنؒ نے موطا میں اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔

قال محمد نا محمد بن ابان بن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم رایت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوۃ ولم یرفعھما فی ما سوی ذلک [1]

حضرت عبدالعزیز بن حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر اُٹھاتے تھے اور اس کے ماسوا میں نہیں اُٹھاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۴) [2] موطا امام محمد ص ۹۳ طحاوی ص ۱۵۵/۱ مصنف عبدالرزاق ص ۷۱/۲
[3] مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹/۱ یہ اثر بھی بالکل صحیح السند ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور بہت بڑے درجہ کے ثقہ ہیں اس کی سند میں کسی قسم کا کوئی ضعیف راوی نہیں ہے۔
(اعتراض) ابراہیم نخعیؒ کی حضرت عبداللہ بن مسعود سے ملاقات ثابت نہیں ہے اس لئے یہ روایت نا قابل عمل ہے (جواب) حضرت ابراہیم نخعیؒ کی مراسیل حضرت عبداللہ ابن مسعود سے تمام علما کے نزدیک قابل عمل و قابل قبول ہے۔ وفی نصب الرایۃ ص ۲۵/۱ ج وانسند ابن عدی عن ابن معین انہ قال مراسیل ابراھیم صحیحۃ (فی الجواھر النقی ص ۳۳۳/۱ ج) قال ابو عمر فی اوائل التمھید مراسیل سعید بن المسیب و محمد بن سیرین و ابراھیم النخعی عندھم صحاح و قال احمد بن حنبل......... مرسلات ابراھیم النخعی لا باس بھا (مقدمہ مراسیل ابی داؤد ص ۳) اور نصب الرایہ ص ۲۸/۱ ابن عدی عن ابن معین کہ انہوں نے کہا ابراہیم النخعیؒ کی مراسیل صحیح ہیں اور جواہر النقی ص ۳۴۳ میں ہے کہ ابو عمر نے تمہید کے شروع میں فرمایا کہ سعید بن مسیب اور محمد بن سیرین اور ابراہیم النخعی کی مراسیل ہمارے نزدیک صحیح ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ ابراہیم نخعیؒ کی مراسیل میں کوئی

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ نمبر پہ

نمبر ۹ :- اور انہیں میں سے ایک اور دوسرا اثر بھی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے جس کی ابن ابی شیبہ نے مصنّف میں اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں تخریج کی ہے مصنف ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۵) حرج نہیں ہے اور امام طحاوی فرماتے ہیں۔ کان ابراھیم اذا ارسل عن عبداللہ لم یرسلہ الا بعد صحتہ عندہ وتواتر الروایۃ عن عبداللہ قد قال لہ الاعمش اذا حدثتنی فاسند فقال اذا قلت لک قال عبداللہ فلم اقل ذلک حتی حدثنیہ جماعۃ عن عبداللہؓ فان قلت حدثنی فلان عن عبداللہ فھو الذی حدثنی (الطحاوی ص ۱۵۵/۱)
جب ابراہیم حضرت عبداللہؓ کی طرف ارسال کریں تو وہ اُس وقت تک ارسال نہیں کرتے جب تک کہ اُن کے پاس اس کی صحت نہ ہو جائے اور متواتر روایتوں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تک اُن کو روایت نہ پہنچ جائے۔ ابراہیم سے اعمش نے کہا کہ جب تم ہم سے حدیث بیان کرتے ہو تو سند بھی بیان کیا کرو تو آپ نے فرمایا کہ جب میں تم سے کہوں کہ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا ہے تو یہ بات میں اس وقت تک نہیں کہتا جب تک وہ حدیث مجھ سے ایک پوری جماعت نہ بیان کرے اور جب میں کہتا ہوں کہ مجھے حدیث بیان کی فلاں نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو بس وہ اکیلا ہی مجھ سے حدیث بیان کرتا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ اعتراض قابلِ قبول نہیں ہے۔

لہ موطا امام محمد ص۹۳

ثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال ما رأیت ابن عمرؓ یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح لہ	حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا مگر نماز کے شروع میں۔

اور طحاوی شرح معانی الآثار کے الفاظ یہ ہیں۔

ثنا ابن ابی داؤد ثنا احمد بن یونس ثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ ۲	حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے اس میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر اولیٰ (تحریمہ) کے۔

لہ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۹۰/۱

۲ طحاوی شرح معانی الآثار ص ۱۵۵/۱

علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں وھذا اسنادٌ صحیح (الجواھر النقی ھامش علی البیھقی ص ۷۳/۲) علامہ عینی فرماتے ہیں باسناد صحیح (عمدۃ القاری ص ۲۷۳/۵) اور علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ فھذا سند صحیح (التعلیق المجلی ص۳۶)

ہم ابن ابی شیبہ کی سند پر بحث کرتے ہیں اس کے پہلے راوی ابوبکر ابن عیاش ہیں ان کے بارے میں حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ثقۃ عابد الا انہ کبر ساء حفظہ وکتابہ صحیح (تقریب التہذیب ص۳۹۶) یعنی ثقہ اور عابد ہے لیکن جب بوڑھا ہو گیا تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا لیکن اس سے حدیث لکھنی صحیح ہے اور پھر تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں قال حسن ابن عیسیٰ ذکر ابن المبارک ابابکر بن عیاش فاثنی علیہ وقال صالح بن احمد عن ابیہ صدوق صالح صاحب قرآن وخبر وقال عبداللہ بن احمد ثقۃ ربما غلط و

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۷)

قال ابن ابی حاتم سئل عن شریک وابی بکر بن عیاش ایہما احفظ فقال ہما فی الحفظ سواء غیر ابا بکر اصح کتابا۔ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن عدی ابوبکر ہذا کوفی مشہور وہو یروی من اجلۃ الناس ولا باس بہ وذالک انی لم اجد لہ حدیثا منکرا اذا روی عنہ ثقۃ وانہ یختم القرآن من ثلاثین سنۃ کل یوم مرۃ وکان من العباد الحفاظ المتقنین وکان قد صام سبعین سنۃ وقامہا وکان لا یعلم باللیل نوم وقال العجلی ثقۃ قدیما صاحب سنۃ وعبادتہ وقال یعقوب بن شیبۃ شیخ قدیم معروف بالصلاح البارع وکان لہ فقہ کثیر وعلم باخبار الناس وروایتہ للحدیث یعرف لہ سنۃ وفضل وقال ابن المبارک ما رایت احدا اسرع السنۃ من ابی بکر بن عیاش الخ (تہذیب التہذیب ص $\frac{۳۴}{۱۲}$ تا ص۳۷) حسن بن عیسیٰ نے کہا کہ ابن مبارک نے ابوبکر بن عیاش کا ذکر کیا اور اس کی تعریف بیان کی صالح بن احمد اپنے باپ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ صالح قرآن وحدیث کے علم والا ہے عبداللہ بن احمد نے کہا ہے کہ ثقہ اور کبھی غلطی کر جاتا ہے ابن ابی حاتم نے کہا کہ ان سے شریک اور ابوبکر بن عیاش کے بارے سوال کیا گیا کہ کس کا حافظہ زیادہ ہے تو انہوں نے فرمایا دونوں برابر ہیں مگر ابوبکر بن عیاش اصح الکتاب ہے (یعنی قرآن کی تفسیر کا زیادہ علم رکھنے والا ہے) ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ یہ مشہور کوفی ہیں اور یہ بڑے بڑے لوگوں سے روایت کرتے ہیں میں نے ان کی کوئی حدیث منکر نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر

حضرت امام طحاوی اس اثر کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

فہذا ابن عمرؓ قد رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع ثم ترک ہو الرفع بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	پس یہ ابن عمرؓ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر آپؓ نے اس کو ترک کر دیا تو پس

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۸) دیکھی جب کہ اُن سے روایت کرنیوالا ثقہ ہو (اور یہاں بھی ثقہ ابن ابی شیبہ ہے) یہ تیس سال مسلسل ہر دن قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ایک دن میں ختم کرتے تھے اور حفاظ متقنین میں سے تھے اور ستر سال ہر روز روزہ رکھتے رہے۔ رات کو ان کی نیند کا کوئی علم نہیں (یعنی رات سوتے نہیں تھے بلکہ عبادت کرتے تھے) اور محدث عجلیؒ فرماتے ہیں ثقہ ہیں دائمی صاحب سُنّت اور صاحب عبادت ہیں۔ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں۔ مشہور قدیم شیخ (بزرگ صاحبِ علم) ہیں اور متقی ہیں اور ان کو فقہ اور لوگوں کے حالات کا بہت زیادہ علم تھا اور ان کی روایت حدیث کے لئے سنّت اور فضیلت کے لئے پہچانی جاتی ہے ابن مبارک فرماتے ہیں مَیں نے ابوبکر ابن عیاش سے زیادہ کسی کو سنّت کی طرف رغبت کرنے والا نہیں دیکھا اور الکمال فی اسماء الرجال میں ہے ابوبکر بن عیاش روی عن ابی اسحاق وغیرہ وعن احمد بن معین وقال احمد صدوق ثقۃ الخ الکمال ص۵۸۸ ابوبکر ابن عیاش اسحاق اور ابن معین سے روایت کرتے ہیں، احمدؒ نے فرمایا ہے کہ صدوق (سچے) اور ثقہ ہیں اور حضرت علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں آپ قرآن اور حدیث دونوں کے عالم ہیں۔۔۔۔ امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں مَیں نے ابوبکر بن عیاش سے بڑھ کر اتباع سنت کی طرف جلدی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا یعقوب بن ابی شیبہ ذکر کرتے ہیں ابوبکر کمال نیکوکاری کیساتھ مشہور ہیں فقہ اور حدیث دونوں کے عالم ہیں۔۔۔۔ ابوداؤد کہتے ہیں ثقہ ہیں یزید بن ہارون کہتے ہیں انتہائی نیکوکار اور فاضل شخص ہیں الخ (تذکرۃ الحفاظ ص۳۱۲، ۳۱۳) دوسرے راوی حصین بن عبدالرحمٰن۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر)

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۹

حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ثقۃ تغیر حفظہ فی الآخر (تقریب التہذیب ص۴۶)
یعنی ثقہ ہیں آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں آپ کوفہ کے رہنے
والے نامور حافظِ حدیث ہیں۔ ثقہ حجت اور حافظِ حدیث ہیں سند عالی رکھتے ہیں امام احمد
فرماتے ہیں حصین ثقہ مامون اور اکابر اہل حدیث (محدثین) میں سے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص۱۳۰/۱)
ان کے بارے میں دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیں (تہذیب التہذیب ص۳۸۲/۲)

تیسرے راوی:۔ مجاہد بن جبیر۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ثقۃ امام فی التفسیر
وفی العلم (تقریب التہذیب ص۳۲۸) یعنی ثقہ ہیں اور علم تفسیر و حدیث کے عالم ہیں۔
علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں رہنے والے نامور معلم و مفسر قرآن حکیم اور مشہور حافظ
حدیث ہیں علم کا خزانہ اپنے سینہ میں محفوظ رکھتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ص۹۱/۱) آپ انتہائی
قسم کے ثقہ ہیں بخوف طوالت میں نے زیادہ ذکر نہیں کیا جسے زیادہ شوق ہو وہ تہذیب
التہذیب ص۴۳/۱۰ و تذکرۃ الحفاظ ص۹۱-۹۲/۱ ملاحظہ کریں اس تمام بحث سے ثابت ہوا کہ
یہ حدیث انتہائی درجہ کی صحیح حدیث ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(اعتراض):۔ اس روایت میں ایک راوی ابو بکر بن عیاش ہے جو کہ ضعیف ہے اس لئے
یہ روایت قابلِ حجت نہیں ہے الخ (جواب) ابو بکر بن عیاش کے بارے میں ہم ابھی ابھی
بسیط بحث کر کے آئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے اور یہ صحیحین کا راوی ہے
اس سے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کم و بیش بیس احادیث روایت کی ہیں دیکھئے
صحیح بخاری ص۱۸۶/۱، ص۲۳۲/۱، ص۲۶۰/۱، ص۲۶۳/۱ وغیرہ۔ خود تو امام بخاریؒ اس راوی
سے روایت کرتے ہیں اور دوسرے پر الزام دیتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش ضعیف ہے۔
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں (ترجمہ) ہر منصف کو جاننا چاہئے کہ صاحب صحیح نے جب کسی راوی
سے روایت کی ہے تو اپنے نزدیک اس کی عدالت سے مطمئن ہو کر ہی کی ہے اور وہ خود

حاشیہ صفحہ نمبر ۹۰
اس راوی کے اچھے بُرے حال سے پورے واقف تھے اُن سے غفلت کیسے ہوتی؟
بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر خصوصاً جب کہ جمہور ائمہ حدیث نے اُن کی جلالتِ قدر کی وجہ سے ان کی
کتاب کو صحیح کا لقب دیا ہے اور یہ دُوسرے محدثین کو حاصل نہیں پس گویا جمہور کا اس پر بھی
اتفاق سمجھنا چاہیئے کہ جن رواۃ کو صحیح نے ذکر کیا وہ سب عادل ہی تھے لہٰذا اب کوئی طعن و
جرح رُواۃ صحیحین پر اُس وقت تک قابلِ اعتنا نہ ہوگی جب تک کہ وجوہ قدح صاف طور پہ
شرح کر کے نہ بیان کیا جائے پھر یہ بھی دیکھا جائے گا کہ واقع میں بھی وہ قدح و جرح
بننے کی صلاحیت رکھتی ہے یا کہ نہیں اور حضرت شیخ ابوالحسن مقدسی تو ہر راوی صحیح کے بارے
میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو پُل سے گزر چکا ہے یعنی اس کے بارے میں کوئی جرح قابلِ
قبول نہیں۔ شیخ ابوالفتح قشیری فرماتے تھے کہ یہی ہمارا بھی عقیدہ ہے اور اسی پر عمل بھی ہے
شیخین کی کتابوں کو جب صحیح مان لیا گیا تو گویا اُن کے رواۃ کی عدالت بھی مسلم ہو گئی
اُن میں کلام کرنا صحیح نہیں۔ ھدی الساری مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ص۱
یہ عبارت غیر مقلد معترض بار بار پڑھیں اور پھر ابو بکر بن عیاش جو کہ صحیح بخاری کا راوی ہے
پر جرح کریں ان تمام باتوں سے ثابت ہوا کہ ابو بکر بن عیاش کے ضعف کا قول صحیح نہیں ورنہ
بخاری کی کم از کم بیس احادیث کو ضعیف ماننا پڑے گا۔ جو کہ معترضین کے لئے بھی قابلِ
قبول نہیں ہوگا۔ (اعتراض نمبر ۲) یحییٰ بن معینؒ نے کہا ہے حدیث ابی بکر جو حصین سے
مروی ہے وہ وہم ہے اس کا کوئی اصل نہیں (جزء رفع الیدین امام بخاری ص۲۵ مترجم)
(جواب) حضرت ابو بکر بن عیاش کا مذہب ترکِ رفع یدین ہے اور وہ کہتے ہیں کہ کوئی فقیہ
بھی رفع یدین کا قائل نہیں ہے جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ حدثنا ابن
ابی داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر بن عیاش قال ما رأیت
بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۹۱) فقیھا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولی۔
(طحاوی شریف ص ۱۵۶) یعنی امام ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بھی فقیہ کو تکبیر اوّل کے سوا رفع یدین کرتے نہیں دیکھا اس روایت کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں لہٰذا ایسے پکے عقیدہ والے آدمی سے رفع یدین کے بارے میں وہم کیسے ہو سکتا ہے اور پھر حضرت ابن عمر سے ایک ایسا اثر بھی مروی ہے جس میں راوی ابوبکر بن عیاش نہیں ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام محمد بن حسنؒ فرماتے ہیں قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیہ حزاء اذنیہ فی اوّل تکبیرۃ افتتاح الصلوٰۃ ولم یرفعھما فیما سوی ذلک (۱۱) (موطا امام محمد ص ۹۳-۹۴) عبد العزیز بن حکیم تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ آپ تکبیر اولیٰ جس کے ساتھ نماز شروع ہوتی ہے کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے اور اس کے علاوہ کسی جگہ پر بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ ابوبکر بن عیاش کا وہم نہیں بلکہ عین حقیقت ہے **(اعتراض نمبر ۳)** یہ حدیث منکر ہے کیونکہ حضرت ابن عمر سے ثقہ راویوں نے رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع کی روایت کی ہے لہٰذا یہ حدیث قابلِ قبول نہ رہی **(جواب)** اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے ثقہ راویوں نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم تکبیرِ افتتاح کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے جیسا کہ پچھلے صفحات میں خلافیات بیہقی کے حوالہ سے گزرا ہے۔ تو اس روایت کے بموجب اگر خود اس پر عمل بھی کریں تو کونسی انوکھی چیز ہے بلکہ عمل کرنا چاہئے جیسا کہ اس روایت میں گزرا ہے کہ آپؐ رفع یدین بعد از افتتاح نہیں کرتے تھے **جواب نمبر ۲** :- دوسرا جواب وہ ہے جو کہ علامہ طحاوی نے شرح معانی الآثار میں دیا ہے اور جو کہ اوپر اصل کتاب کشف الرین میں آرہا ہے۔

فلا یکون ذلک الا وقد ثبت عندہ النسخ مما قد کان رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ وقامت الحجۃ علیہ بذالک ۳ھ	وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے تھے مگر جب ان کے پاس نسخ کا ثبوت پہنچ گیا تو اس میں رفع یدین کرنے والوں پر حجت ہے

اور امام ابن ھمام نے تحریر الاصول میں اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے شرح صراطِ مستقیم (شرح سفر سعادت) اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۸) میں کہا کہ طحاوی کی سند صحیح ہے ۴ھ اور ابن ابی شیبہ نے کہا جن سے ترکِ رفع یدین مروی ہے ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھی اور ابراہیم نخعی اور خیثم اور قیس اور ابن ابی لیلیٰ اور مجاہد اور اسود اور امام شعبی اور امام ابو اسحٰق شامل ہیں (انتھیٰ) اور میں (علامہ سندھی) کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور کئی دوسرے محدثین و فقہاء رحمت اللہ علیہم نے بھی یہی کہا ہے (یعنی ان سے بھی ترکِ رفع یدین ہی مروی ہے۔

دوسری فصل حنفی مذہب کی ترجیح کے بارے میں

اگر کہ ترکِ رفع یدین اور اثبات رفع یدین میں راجح کون سی چیز ہے ہم کہتے ہیں کہ احادیث دونوں طرف ہیں یعنی ترکِ رفع یدین میں بھی اور اثباتِ رفع یدین میں بھی تو امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ترکِ رفع یدین کی احادیث کو راجح کہا ہے اور اثبات کی احادیث کو مرجوع شمار کیا ہے ترکِ رفع یدین کی احادیث کو راجح قرار دینے کی وجوہ :-

پہلی وجہ :- جب حرام اور مباح دونوں مجتمع ہو جائیں تو حرام کا حکم غالب ہوتا ہے
دوسری وجہ :- نماز میں اصل سکون اور وقار ہے اور نماز میں حرکات (رفع یدین بار بار کرنا) یہ سکون فی الصلوٰۃ اور وقار کے منافی ہیں اگر احادیث میں تعارض نہ پایا جائے تو پھر تو اس پر عمل کیا جائے گا اور اگر تعارض پایا جائے تو پھر اس میں اجتہاد کیا۔

جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا اور اس میں احادیث میں تعارض ہے (نفی کی بھی ہیں اور اثبات کی بھی) ترجیح تو اب اصل پر عمل کیا جائے گا (اور اصل سکون فی الصلوٰۃ ہے) **ترجیح کی تیسری وجہ**[۱] :- یہ ہے کہ ابوبکر بن عیاش حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کے پیچھے دو سال نماز پڑھی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بارہ سال میں نے آپ کے پیچھے نماز گزاری تو آپ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳ے طحاوی شرح معانی الآثار ص۱۵۵/۱

۴ے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۳ شرح سفر سعادۃ ص۶۶

۱ے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

کہ مقرر شدہ است در اصول حدیث کہ چوں راوی برخلاف روایت خود عمل کند۔ عمل بایں روایت ساقط گردد (شرح سفر سعادۃ ص۶۶)

یعنی یہ بات اصولِ حدیث میں ہے کہ جب کوئی راوی اپنی ہی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو وہ اس روایت کردہ حدیث پر عمل ساقط ہو جاتا ہے یعنی وہ اس کے نزدیک منسوخ قرار پاتی ہے۔

مگر پہلی تکبیر کے سوا۔ پس یہ سند صحیح ہے اور جیسا کہ کتب اصول میں مرقوم ہے کہ جب کوئی صحابی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو اس کا یہ عمل اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ امام قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں کہا ہے کہ ابوبکر بن عیاش ضعیف ہے تو میں (علامہ سندھیؒ) کہوں گا کہ اُن کا یہ قول کہ (ابوبکر بن عیاش ضعیف ہے) خود ضعیف ہے کیونکہ امام بخاری اور مسلم نے اس کو ثقہ کہا ہے اور اُس سے صحیحین میں احادیث کی تخریج کی ہے اور سنن اربعہ والے اماموں نے (امام ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ) نے اس سے روایات لی ہیں پس صحیحین کے راویوں پر جرح کرنا غیر مسموع ہے اور تحقیق حافظ (ابن حجر) نے اس کی توثیق بیان کی ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک ابن مہدی تمام ابوبکر بن عیاش کی تعریف کرتے ہیں اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ وہ صدوق ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ انتہیٰ۔

چوتھی وجہ ترجیح :- بے شک جو احادیث حضرت ابن عمرؓ سے اثبات رفع یدین میں مروی ہے اُن سے وہ احادیث جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے ترک رفع یدین میں مروی ہیں وہ سند کے لحاظ سے زیادہ قوی ہیں اس لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین کے بعد تمام صحابہ سے زیادہ فقیہ اور افضل ہیں۔ اور اصول میں حضرت امام ابوحنیفہ کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ پرہیزگار کی روایت سے فقیہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اور یہاں وجہ ظاہر ہے کہ اگرچہ ان دونوں صحابیوں کو فقہ اور پرہیزگاری کے درمیان جمع کیا جائے تو حضرت عبداللہ بن مسعود زیادہ فقیہ ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ

زیادہ متقی پرہیزگار ہیں اور فقہ اس شخص سے حاصل کی جاتی ہے جس کو فقہ میں ورع کی اصل کے ساتھ کمال ہو نسبت اس شخص کے کہ جس کو ورع میں فقہ کی اصل کے ساتھ کمال ہو اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی روایت اس میں نص ہے جیسا کہ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں ذکر کیا ہے اور امام ابن ہمام کے الفاظ یہ ہیں۔

حدیث نمبر ۲۹:-

قال ابن عیینۃ انہٗ اجتمع الامام ابوحنیفۃ مع الاوزاعی بمکۃ فی دار الحناطین فقال الاوزاعی ما بالکم لا ترفعون ایدیکم عند الرکوع والرفع منہ فقال لاجل انہ لم یصح عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیہ شیءٌ فقال الاوزاعی کیف لم یصح وقد حدثنی الزھری عن سالم عن ابیہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ وعند الرکوع وعند الرفع منہٗ فقال ابوحنیفۃ ثنا حماد عن ابراھیم عن علقمۃ والاسود عن عبد اللّٰہ بن مسعود ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوٰۃ ثم لا یعود بشیءٍ من ذٰلک

امام ابن عیینہ نے کہا کہ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی مکہ میں دار الحناطین میں اکٹھے ہوئے اور امام اوزاعی نے کہا کہ تم رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اس لئے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کوئی چیز بھی صحیح ثابت نہیں ہے۔ امام اوزاعی نے کہا کہ کیسے ثابت نہیں ہے، تحقیق مجھے حدیث بیان کی زہری نے اور وہ روایت کرتے ہیں سالم سے اور وہ اپنے باپ ابن عمر سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع فرماتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی حماد نے اور وہ راوی حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اور وہ علقمہ اور اسود سے اور وہ دونوں حضرت عبداللہ

فقال الاوزاعی احدثک عن الزھری عن سالم عن ابیہ وتقول حدثنی حماد عن ابراھیم فقال ابوحنیفۃ کان حماد افقہ من الزھری وکان ابراھیم افقہ من سالم وعلقمۃ لیس بدون ابن عمر فی الفقہ وان کانت لابن عمر صحبۃ ولہ فضل صحبۃ فالاسود لہ فضل کثیر وعبد اللّٰہ عبد اللّٰہ [1]

بن مسعودؓ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے افتتاح نماز کے وقت پھر نہ لوٹتے اس جیسی کسی شئی کی طرف نماز میں، امام اوزاعی نے فرمایا کہ میں نے تجھے حدیث بیان کی زہری سے وہ سالم سے اور وہ ابن عمر سے اور تم کہتے ہو کہ مجھے حدیث بیان کی حماد نے اور وہ ابراہیم سے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہے اور علقمہ ابن عمر سے فقہ میں کم نہیں ہے اور اگر تو کہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ اس کے لئے فضیلت ہے تو اسود کیلئے بھی بہت فضیلتیں ہیں اور حضرت عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں (یعنی انکے کیا کہنے)

---

[1] اخرجہ ابومحمد البخاری عن محمد بن ابراھیم ابن زیاد الرازی عن سلیمان الشاذ (، کونی قال سمعت سفیان بن عیینۃ یقول اجتمع ابوحنیفۃ والاوزاعی رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما (جامع المسانید ص ۳۵۳/۱ و مرقات شرح مشکوٰۃ للملا علی قاری ص ۴۹۸/۲ طبع بیروت) و فتح القدیر شرح ہدایہ لامام ابن ہمام ص ۲۷/۱-۲ شرح سفر سعادت ص ۶۶

امام ابن ھمام اس کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے روایت کو فقہ کے ساتھ ترجیح دی (یعنی اس کے تمام راوی فقیہ ہیں) جیساکہ امام اوزاعیؒ نے سند کے عالی ہونے کو ترجیح دی اور ہمارے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے۔

شافعیہ کی ترجیح کے دلائل | امام شافعی کے مقلد (اور آج کل کے غیر مقلد) اثبات رفع یدین کی احادیث کو ترجیح دیتے ہیں انکے ترجیح کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں

پہلی وجہ ترجیح اور اس کا جواب | وہ کہتے ہیں کہ اثبات رفع یدین کی احادیث کو ترکِ رفع یدین کی احادیث سے تعداد میں زیادہ ہیں اور زیادہ کو تھوڑے پر فوقیت حاصل ہوتی ہے (جواب) ہم کہتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ حنفیہ کے نزدیک فقط کثرت کو ترجیح نہیں دی جائے گی جیساکہ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ گواہوں کو کثرت کیوجہ سے ترجیح نہیں دی جائے گی اگر ان کے مقابلے میں ایک یا دو گواہ ایسے ہوں جو کہ ان سے تقوٰی اور پرہیزگاری میں بلند ہوں اور اگرچہ دوسری طرف دس یا اس سے بھی زیادہ گواہ ہوں تو وہ برابر ہونگے اور ایسے ہی ایک آیت میں ایک حکم اور دوسری آیتوں میں ایک حکم اور ایک نبی سے مروی خبر یا زیادہ نبیوں سے مروی خبر ہے یعنی یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ ایک آیت کا حکم ہے اور دوسرا زیادہ آیتوں کا حکم ہے اس لئے اس کو ترجیح ہے یا یہ ایک نبی سے مروی خبر ہے اور دوسری زیادہ نبیوں سے مروی ہے تو اس کو اس پر ترجیح دی جائے اور امام ابن ھمام نے تحریر الاصول میں تحریر فرمایا ہے کہ جب دو[2] حکم متعارض ہو جائیں تو دلائل کی کثرت کیوجہ سے ترجیح باطل ہو جائے گی۔

دوسری دلیل | :- اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہے[1] تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے لیکن اس وقت جبکہ نفی کرنیوالے کا علم اس چیز کو محیط نہ ہو جس کی نفی کی جا رہی ہو اور اگر راوی کا علم اس چیز کو محیط ہو

لہ (حاشیہ اگلے صفحہ پہ)

جیساکہ اس جگہ ہے تو اثبات اور نفی دونوں کا حکم برابر ہوگا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اوّل اسلام لانے والوں میں سے ہیں اور وہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صحبت میں ہمیشہ رہے ہیں اور وہ شاذ و نادر ہی آپ سے جدا ہوئے

لہ اگر اس وجہ کو مان لیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ تو ہم کہتے ہیں کہ پھر رفع یدین فی السجود میں اثبات ہے اور دوسری احادیث جن میں رفع الیدین بین السجدتین کی نفی ہے اس پر پہلی یعنی رفع یدین بین السجدتین والی احادیث کو ترجیح ہونی چاہیئے۔ (حاشیہ صفحہ نمبر ۹۸)

(**اعتراض**) رفع یدین بین السجدتین نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت نہیں ہے اس لئے ہم (غیر مقلدین) اس پر عمل نہیں کرتے۔ (**جواب**) ہم کہتے ہیں کہ آپ کی یہ بات درست نہیں ہے۔ نبی اکرم نور مجسم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اور پھر آپ کے صحابہ کرام سے رفع یدین بین السجدتین ثابت ہے اس کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۱:- اخبرنا محمد بن المثنیٰ حدثنا ابن ابی عدی عن شعبۃ عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہٗ رای النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم رفع یدیہ فی صلاۃ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع واذا سجد واذا رفع رأسہ حتی یحاذی بہما فروع اذنیہ

(سنن نسائی شریف ص ۱۶۵ ج ۱) یعنی حضرت مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں رفع یدین کیا جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر مبارک اٹھایا حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ مبارک کانوں کے اوپر والے حصّہ کے برابر ہو گئے۔

(۲) دوسری سند:- اخبرنا محمد بن المثنیٰ حدثنا عبد الاعلیٰ قال حدثنا سعید عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہٗ رای النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم رفع یدیہ فذکرہٗ مثلہ۔ سنن نسائی شریف ص ۱۶۵ ج ۱

(۲) حاشیہ اگلے صفحہ پہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۹۹) (۳) تیسری سند:۔ اخبرنا محمد بن المثنیٰ حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل فی الصلوٰۃ فذکرہ نحوہ وزاد فیہ واذا رکع فعل مثل ذلک واذا رفع راسہ من الرکوع فعل مثل ذلک واذا رفع راسہ من السجود فعل مثل ذلک

(نسائی شریف ص ۱۶۵/۱) حدیث نمبر ۴: حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ وھشام بن عماد قالا ثنا اسماعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن عبدالرحمٰن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ حذو منکبیہ حین یفتتح الصلوٰۃ وحین یرکع وحین یسجد (سنن ابن ماجہ ص ۶۲/۱ طبع کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے تو آپ کندھوں تک ہاتھوں کو اٹھاتے۔ حدیث نمبر ۵:۔ حدثنا ھشام بن عمار ثنا رفدۃ بن قضاعۃ الغسانی ثنا الاوزاعی عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ابیہ عن جدہ عمیر بن حبیب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ فی الصلوٰۃ المکتوبۃ (ابن ماجہ ص ۶۲/۱)

حضرت عمیر بن حبیب فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۰ حدیث نمبر ۶:۔ حدثنا ایوب بن محمد الھاشمی ثنا عمر بن ریاح عن عبداللہ بن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند کل تکبیرۃ (ابن ماجہ شریف ص ۶۲/۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷:۔ اخبرنا سھل بن حماد ثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ حدثنی ابو البختری عن عبدالرحمان الیحصبی عن وائل الحضرمی: انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یکبر اذا خفض واذا رفع، ویرفع یدیہ عند التکبیر الخ (سنن الدارمی ص ۲۲۹/۱) حضرت وائل بن حجر الحضرمی سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ تکبیر کہتے بیٹھتے اور اٹھتے وقت اور رفع یدین کرتے ہر تکبیر کے ساتھ۔ وقال المحشی فی ذیل حدیثہ۔ رواہ ایضاً، احمد والنسائی وابوداؤد وابن ماجہ وطبرانی۔ (حدیث نمبر ۸) حدثنا ابو محمد بن صاعد ثنا بندار فیما سألناہ عنہ، ثنا عبدالوھاب الثقفی، ثنا حمید عن انس قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوٰۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع واذا سجد (سنن دارقطنی ص ۲۹۰/۱)
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے اور جب سجدہ فرماتے تو آپ رفع یدین کرتے (وقال المحشی فی ذیل حدیثہ. قال الشیخ فی الامام: ورجالہ رجال الصحیحین (محمد شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد) (حدیث نمبر ۹) حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا سعید بن منصور قال ثنا اسمٰعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ وحین یرکع وحین یسجد (شرح معانی الآثار ص ۱۵۴/۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع فرماتے اور جب رکوع فرماتے تو رفع یدین کرتے تھے (حدیث نمبر ۱۰) حدثنا عبید اللہ بن عمر میسرۃ ثنا عبد الوارث بن سعید ثنا محمد بن جحادۃ حدثنی عبد الجبار بن وائل بن حجر قال کنت غلاما لا اعقل صلوٰۃ ابی فحدثنی وائل بن علقمۃ عن ابی وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا کبر رفع یدیہ قال ثم التحف ثم اخذ شمالہ بیمینہ وادخل یدیہ فی ثوبہ قال فاذا اراد ان یرکع

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۲) اخرج یدیہ ثم رفعھما واذا اراد ان یرفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ ثم سجد ووضع وجھہ بین کفیہ واذا رفع راسہ من السجود ایضاً رفع حتی فرغ من صلاتہ قال محمد فذکرت ذالک للحسن بن ابی الحسن فقال ھی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (سنن ابو داؤد ص ۱۰۵/۱ طبع کراچی) یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ نے تکبیر کہی تو رفع یدین کیا پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چادر کے نیچے داخل کر لیا انہوں نے کہا کہ جب آپ نے رکوع کا ارادہ کیا ہاتھوں کو چادر سے نکالا اور پھر رفع یدین کیا اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھانے کا ارادہ کیا تو رفع یدین کیا پھر سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا اور جب سجدوں سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کیا۔ حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ محمد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حسن بن ابی الحسن سے بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

(شبہ) ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث ھمام نے ابن جحادہ سے روایت کی ہے اور اس میں سجدوں میں رفع یدین کا ذکر نہیں کیا (ابو داؤد ص ۱۰۵/۱) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۳) (جواب) اگر ھمام نے رفع یدین فی السجود کا ذکر نہیں کیا تو پھر کیا ہوا، عبدالوارث بن سعید بن سعید نے تو ذکر کیا ہے جو کہ اعلیٰ درجے کا ثقہ راوی ہے ملاحظہ ہو۔ تہذیب التہذیب ص ۴۴۲/۶ تا ۴۴۳ اس لئے یہ اعتراض چنداں حیثیت نہیں رکھتا۔ حدیث نمبر ۱۱:- حدثنا مسعود ثنا یزید یعنی ابن ذریع ثنا المسعودی ثنا عبدالجبار بن وائل حدثنی اھل بیتی عن ابی انہ حدثھم انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ مع التکبیر (ابوداؤد ص ۱۰۵/۱) وکنز الاعمال ص ۲۲۱/۸۔ عبدالجبار بن وائل اپنے گھر والوں سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ (وائل بن حجر) نے ان سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۱۲:- حدثنا عبدالملک بن شعیب بن اللیث حدثنی ابی عن جدی عن یحییٰ بن ایوب عن عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج عن ابن شہاب عن ابی بکر ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام عن ابی ھریرۃ انہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر للصلوٰۃ جعل یدیہ حذو منکبیہ واذا رکع فعل مثل ذلک واذا رفع للسجود فعل مثل ذلک واذا قام من الرکعتین فعل مثل ذلک (ابوداؤد ص ۱۰۸) جب حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب سجدوں سے اٹھتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۱۳:- وکیع عن العمری عن نافع عن ابی عمر رضی اللہ عنہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہوں گے حتیٰ کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں اور وہ پانچوں نمازیں حضور کی اقتداء فرماتے تھے پس کیسے ان کا علم اس نفی کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۴) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ اذا رکع واذا سجد (جزء رفع الیدین ص ۵۶ مترجمہ الامام بخاری) حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۱۴:- اخبرنا ابو عبد الحافظ اخبرنی ابوبکر بن اسحاق انبأ محمد بن ربع (رمع) اسماک ثنا یزید بن ھارون انبأ شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی البختری من عبدالرحمٰن الیحصبی عن وائل بن حجر قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کبر رفع یدیہ مع التکبیر اذا رکع واذا رفع او قال سجد (سنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۶/۲ طبع مکہ مکرمہ) حضرت وائل بن حجر رض فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو ہر تکبیر کے ساتھ یعنی جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے اٹھتے اور جب سجدہ کرتے تو رفع یدین کرتے۔ حدیث نمبر ۱۵:- الثقفی عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹/۱ وکنز الاعمال ص ۹۶، ۹۷/۸ عن ابن النجار) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶:- حدثنا العباس بن عبدالعظیم العنبری ثنا سلیمان بن داؤد ابو ایوب الھاشمی ثنا عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبۃ عن عبداللہ ابن الفضل عن عبدالرحمٰن الاعرج عن عبیداللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبۃ کبر ورفع یدیہ حتی تکونا حذو منکبیہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محیط نہیں ہے۔

تیسری دلیل :۔ یہ کہ اثبات رفع یدین کی بعض احادیث صحیحین میں پائی جاتی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۵) واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذلک واذا رفع راسہ من الرکوع فعل مثل ذلک واذا قام من السجدتین فعل مثل ذلک (سنن ابن ماجہ ص ۶۲ وسنن دارقطنی ص ۲۸۷ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے حتیٰ کہ دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے پھر جب رکوع کرتے تو ایسے ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور جب دونوں سجدوں سے اٹھتے تو ایسا ہی کرتے۔ حدیث نمبر ۱۷ :۔ وعن ابن عمر رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند التکبیر للرکوع و عند التکبیر حین یھوی ساجدا رواہ الطبرانی فی الاوسط (مجمع الزوائد ص ۱۰۲/۲) حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع کی تکبیر کے ساتھ اور سجدہ کی تکبیر کے ساتھ جب سجدہ کیلئے جھکتے تھے۔ حدیث نمبر ۱۸ :۔ عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر اللیثی عن ابیہ عن جدہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ فی الصلوٰۃ المکتوبۃ (کنز الاعمال ص ۲۲۱/۸) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۱۱ :۔ عن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود (ش وابن النجار کنز الاعمال ص ۹۶-۹۷/۸) حضرت انس رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں رفع کرتے تھے۔ یہ میں نے بہت اختصار سے کام لیا ہے کیونکہ عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ اور اب آگے دیکھئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور نفی رفع یدین کی احادیث میں نہیں پائی جاتیں اور صحیحین میں دوسری کتابوں کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۶) رفع یدین فی السجود پر صحابہ کرام کا عمل بھی رہا ہے یا کہ نہیں۔ (۱) ابوبکر قال نا ابن فضیل عن عاصم بن کلیب عن محارب بن دثار عن ابن عمر قال رأیتہ یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹/۱) محارب بن دثار سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رض کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجود میں رفع یدین کرتے تھے۔ (۲) حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابو اسامۃ عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر رض انہ کان یرفع یدیہ اذا رفع راسہ من السجدۃ الاولی (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴/۱) حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رض جب پہلے سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے (اور پھر بقول غیر مقلدین حضرت ابن عمر رض اس شخص کو کنکریاں مارتے تھے، اور اٹھتے بیٹھتے وقت رکوع و سجود میں رفع یدین نہیں کرتا تھا، (دارقطنی ص ۲۸۹/۱) (۳) اخبرا ایوب بن سلیمان ثنا ابوبکر بن ادریس عن سلیمان بن بلال عن العلاء انہ سمع سالم بن عبد اللہ ان اباہ کان اذا رفع راسہ من السجود واذا اراد ان یقوم رفع یدیہ (جزء رفع الیدین امام بخاری ص ۲۳ مترجم) حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے باپ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب سجدوں سے سر اٹھاتے اور جب اٹھنے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (۴) علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد لکھتے ہیں وفی روایۃ طحاوی من حدیث ابن عمر کان یرفع یدیہ فی کل خفض و رفع و رکوع والسجود الخ (شرح ترمذی ص ۴۲/۲) یعنی طحاوی کی روایت (مشکل الآثار) میں حضرت ابن عمر رض کی حدیث کہ آپ بیٹھتے اور اٹھتے اور رکوع اور سجود میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نسبت زیادہ صحیح احادیث پائی جاتی ہیں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۷) (۵) نا ابوبکر قال نا حدثنا وکیع عن حماد بن سلمۃ عن یحیٰی بن ابی اسحاق عن انس انہ کان یرفع یدیہ بین السجدتین (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۴ ج۱) حضرت انسؓ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (۶) نا ابوبکر قال نا ابن عتیبہ عن ایوب قال رأیت نافعا وطاؤسا یرفعان ایدیھما بین السجدتین (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۴ ج۱) ایوبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے نافع (تابعی) اور طاؤس (تابعی) رحمۃ اللہ علیہما کو دیکھا کہ وہ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے (۷) حدثنا ابوبکر قال نا یزید بن ھٰرون عن اشعث عن الحسن وابن سیرین انھما کانا یرفعان ایدیھما بین السجدتین (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۸۴ ج۱) حضرت اشعث فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری اور ابن سیرین دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ وقال ابوبکر بن المنذر وابو علی الطبری من اصحابنا وبعض اھل حدیث یستحب ایضا فی السجود (شرح صحیح مسلم ص۱۶۸ ج۱) ابوبکر بن منذر اور ہمارے اصحاب (شوافع) میں سے ابو علی طبری اور بعض محدثین نے کہا کہ ایسا کرنا (رفع یدین) سجدوں میں بھی مستحب ہے۔ حضرت عبدالحئی لکھنویؒ فرماتے ہیں۔ وقال الاوزاعی والشافعی واحمد وابو عبید وابو ثور وابن راھویہ ومحمد بن جریر الطبری وجماعۃ اھل حدیث بالرفع الا ان منھم من یرفع عند السجود ایضا (التعلیق الممجد شرح مؤطا امام محمد ص۹۱ طبع کراچی) اور امام اوزاعی امام شافعی امام احمد وابو عبید وابو ثور اور ابن راہویہ اور محمد بن جریر طبری اور محدثین کی ایک جماعت رفع یدین کی قائل ہے مگر ان میں سے وہ بھی ہیں جو کہ رفع یدین عندالسجود کے بھی قائل ہیں، اور حضرت علامہ محمد معین سندھی ابن حزم غیر مقلد سے نقل کرتے ہیں،
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(جواب) ہم کہتے ہیں کہ اثبات رفع یدین کی احادیث میں بھی بہت کم احادیث ایسی ہیں جو کہ صحیحین کی شرط پر صحیح ہوں۔ امام ابن ہمامؒ تحریر الاصول میں فرماتے ہیں یہ کہنا کہ جو احادیث

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۸) ان احادیث الرفع فی کل خفض ورفع متواترۃ توجب یقین العلم۔ (دراسات اللبیب ص۱۹۰) ترجمہ:۔ بیشک ہر اٹھتے بیٹھتے وقت رفع یدین والی احادیث متواترہ ہیں جن سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔ اور علامہ عراقی فرماتے ہیں۔ وھی مثبتۃ (دراسات اللبیب ص۱۹۰) ترجمہ: اور یہ ثابت شدہ امر ہے۔ ان مختصر مگر ٹھوس حوالوں سے ثابت ہوا کہ رفع یدین بین السجدتین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ مگر غیر مقلدین اس پر عمل نہیں کرتے حالانکہ اس حدیث کے راوی بھی تقریباً وہی ہیں جن کی احادیث غیر مقلدین عندالرکوع وبعدالرکوع کے مسئلہ میں پیش کرتے ہیں اور ان احادیث میں اکثر احادیث کی سندیں صحیح ہیں امید ہے کہ غیر مقلدین یا تو سجدوں میں بھی (رافضیوں کی طرح) رفع یدین کریں گے یا پھر عندالرکوع وبعدالرکوع کو بھی چھوڑ دیں گے اگر ان کے کہنے کے مطابق رفع یدین عندالرکوع وبعدالرکوع منسوخ نہیں ہے تو پھر سجدوں والا رفع یدین کس طرح منسوخ ہے اور اگر سجدوں والا منسوخ ہے تو پھر قبل الرکوع وبعدالرکوع والا کیوں منسوخ نہیں ہے جو جواب غیر مقلدین اس رفع یدین کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے قبل الرکوع وبعدالرکوع میں سمجھ لیں۔ ان احادیث پر غیر مقلدین چند اعتراض بھی کرتے ہیں اب ان کے اعتراضات اور ہمارے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔ (اعتراض) حضرت مالک بن الحویرثؓ والی حدیث کی سند میں قتادہ ہے جو کہ مدلس ہے لہٰذا یہ احادیث قابل قبول نہیں۔ (جواب) یہ درست ہے کہ اس حدیث میں قتادہ ہے جس کو امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ قتادہ مدلس ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی روایت قابل قبول ہے اور اس سے امام بخاریؒ نے روایات لی ہیں۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری ص۲۵۹ ج۱ سند اس طرح ہے۔ حدثنا محمد بن بشار ثنا غندر ثنا شعبۃ عن قتادۃ
(بقیہ حاشیہ صفحہ اگلے پر)

صحیحین میں واقع ہیں وہ راجح ہیں۔ ایسی احادیث میں جو کہ صحیحین کے راویوں سے مروی ہے دوسری کتابوں میں ہیں۔ یعنی غیر صحیحین میں ہیں یا پھر صحیحین کی شرط کیمطابق

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۹) ثنا یزید بن ذریع ثنا سعید عن قتادہ الخ۔ اور دوسری جگہ اس طرح ہے۔ حدثنا ھدبۃ بن خالد ثنا ھمام بن یحیٰی عن قتادہ عن انس بن مالک الخ ص۴۸۷/۱ تیسری جگہ یوں ہے۔ حدثنا مدد ثنا یحیٰی عن شعبۃ عن قتادہ..... الخ ص۵۰۳/۱ حضرت مالک بن الحویرث والی پہلی سند میں قتادہ سے شعبہ روایت کر رہے ہیں اور صحیح بخاری شریف کی پہلی سند میں بھی قتادہ سے شعبہ ہی روایت کر رہے ہیں اور حضرت مالک بن حویرث والی حدیث کی دوسری سند میں قتادہ سے سعید روایت کر رہے ہیں جب کہ صحیح بخاری کی دوسری سند میں بھی قتادہ سے سعید ہی روایت کر رہے ہیں لہٰذا یہ روایتیں کیسے قابل قبول نہیں ہیں اور پھر قتادہ سے امام مسلمؒ نے بھی روایت کی ہے بلکہ صحیح مسلم میں تو یہ مرکزی راوی ہے اور اس سے امام مسلمؒ نے بیشمار روایتیں لی ہیں اور پھر مزے کی بات تو یہ ہے کہ غیر مقلدین صحیح مسلم شریف سے جو حدیث حضرت مالک بن حویرث والی اثبات رفع یدین قبل الرکوع و بعدہٗ پیش کرتے ہیں اُس سند میں بھی قتادہ موجود ہے مثلاً دیکھئے۔

حدثنی ابو کامل الجحدری قال نا ابو عوانۃ عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ واذا رکع رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ واذا رفع راسہ من الرکوع فقال سمع اللہ لمن حمدہ فعل مثل ذلک۔ (دوسری سند) حدثنا محمد بن المثنیٰ قال نا ابن ابی عدی عن سعید عن قتادہ بھذا الاسناد انہ رای نبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ (صحیح مسلم مع شرح نووی ص۱۶۸/۱) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اُن کی تحقیق کی گئی ہو اور اس کے راوی ثقہ ہوں اور جرح کے بعد وہ صحیح قرار پائیں تو ان پر بھی حکم لگایا جائے گا اور صاحب التنسیر شرح التحریر نے کہا ہے اور وہ یعنی حکم ظاہر امر ہے (جواب) علمائے احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں یہ جو تم نے ترجیح ذکر کی ہے ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ ہمارے نزدیک ترجیح کی اقسام میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۰) اور دوسری جگہ اس طرح ہے۔ نا ابو عوانۃ عن قتادہ عن یونس بن جبیر وسعید بن ابی عروبۃ عن قتادہ ومعاذ بن ھشام قال نا ابی عن قتادہ ومن سلیمان عن قتادہ۔ صحیح مسلم ص۱۷۴/۱ تو انہیں راویوں میں سے وہ حدیثیں بھی مروی ہیں جن سے یہ مروی ہیں لہٰذا یہ اعتراض رفع ہو گیا۔ کیونکہ محدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ صحیح میں جو مدلسین کی روایات ہیں اور ہیں بھی عن کے ساتھ اُن کا کسی دوسری جگہ یا دوسرے طریقے سے سماع ہے۔ اور اس کی مثالیں بہت ہیں جیسا کہ امام نوویؒ فرماتے ہیں وفی الصحیحین وغیرھما من کتب الاصول من ھذا الضرب کثیر الا یحصی کقتادہ والاعمش والسفیانین وھشیم وغیرھم اور آگے ارشاد فرماتے ہیں اعلم ان ما فی الصحیحین عن المدلسین بعن ونحوھا فمحمول علی ثبوت السماع من جھۃ اخری وقد جاء کثیر منہ فی الصحیحین (مقدمہ صحیح مسلم ص۱۰) تو اس سے معلوم ہوا کہ قتادہ کا سماع نضر بن عاصم سے ثابت ہے۔ اور رفع یدین بین السجدتین والی روایت میں بھی قتادہ نضر بن عاصم سے ہی راوی ہیں اور پھر قتادہ کے بارے میں علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں کہ قتادہ مشہور مدلس ہے لیکن اس کے باوجود کسی نے ان کی حدیث سے حجت پکڑنے میں پس و پیش نہیں کی (تذکرۃ الحفاظ ص۱۱۵/۱۲۰) اور پھر اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جب قتادہ سے شعبہ روایت کرنیوالے ہوں تو اگرچہ وہ روایت معنعن ہی کیوں نہ ہو وہ مقبول ہو گی دیکھئے تحفۃ الاحوذی از مبارکپوری غیر مقلد (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سے نہیں ہے جوکہ ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں اور اگر ہم تھوڑی دیر کیلئے یہ تسلیم کر بھی لیں کہ وہ احادیث جوکہ صحیحین میں واقع ہیں یا دونوں میں سے کسی ایک میں واقع ہیں اُن کو ترجیح ہے اُن احادیث پر جوکہ صحیحین کی شرط پر صحیح ہیں یا اُن میں سے کسی ایک کی شرط پر ثابت ہیں تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ صرف ایک وجہ ترجیح کی ہے اور یہ ایک وجہ ہماری چار بیان کردہ وجوہات کے متعارض ہوگی تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۱) اور یہاں بھی قتادہ سے شعبہ ہی روایت کر رہے ہیں بہرحال یہ روایت صحیح ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات اس پر عمل کر کے عامل بالحدیث ہونے کا ثبوت دیتے ہیں یا اس کو ٹھکرا کر منکر حدیث بنتے ہیں (اعتراض نمبر۲) امام بخاریؒ نے ابن عمر کی روایت رفع یدین بین السجدتین لکھ کر تبصرہ کیا ہے ترجمہ کہ محفوظ وہی روایت ہے جو عبید اللہ، ایوب، مالک، ابن جریج لیث۔ بیشمار اہلِ حجاز۔ اہل عراق نے نافع سے اس نے ابن عمر سے رفع الیدین کے بارے بیان کی ہے کہ وہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ہے (جزء رفع الیدین ص۵۶) (جواب) جب اس کی سند صحیح ہے تو پھر یہ غیر محفوظ کیسے ہو گئی اگر وہ روایت محفوظ ہے تو غیر محفوظ یہ بھی نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ محفوظ وہ روایت ہے جس میں رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت آیا ہے کیونکہ اس کو روایت کرنے والے تقریباً پچاس صحابہ کرام ہیں اور اس پر کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے اور پھر امام بخاریؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا۔ کسی راوی کے بارے میں جرح نہیں کی۔ اگر دوسری روایت محفوظ ہے تو یہ غیر محفوظ کیوں ہے بہرحال یہ اعتراض ناقص اور جرح مبہم ہے جوکہ قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ بہرحال یہ احادیث ثابت ہو چکی ہیں اب اٹکل پچو لگانے سے کام نہیں چلے گا یا تو ان احادیث کا واضح جواب دیں یا پھر اس پر عمل شروع کریں مگر ہم کہہ دیتے ہیں کہ غیر مقلدین نہ ان کا جواب دے سکیں گے۔ اور نہ ہی ان پر عمل کریں گے اور پھر
بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

ہمارے نزدیک اعتبار کیا جائے گا زیادہ ترجیحات کا جیسا کہ کتب اصول میں لکھا ہے کہ اعتبار کثرت کا کیا جائے گا جیسا کہ ترجیح میں حنفیہ نے کہا ہے اور اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ اصول میں کثرت اور دلائل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا (اعتراض) اور اگر تو یہ کہے کہ یہ قاعدہ تب تسلیم کیا جائے گا جب کہ رفع یدین کی نفی کی احادیث کی صحت ثابت ہو جائے حالانکہ ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب والی حدیث محمد بن ابی لیلیٰ کے طرق سے نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ھذا الحدیث لیس بصحیح انتھی کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۲) امام بخاریؒ نے اور بھی مسئلہ آسان کر دیا ہے آپ فرماتے ہیں فلو ثبت کا ستعملنا کلیھما ولیس ھذا من الخلاف الذی یخالف بعضھم بعضاً لانّ ھذہ زیادۃ فی الفعل والزیادۃ مقبولۃ اذا ثبت (جزء رفع یدین ص۵۷) پس اگر یہ ثابت ہو جائے تو ہم دونوں حدیثوں پر عمل کریں گے اور یہ ایسا خلاف نہیں ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہو! اس لئے کہ یہ فعل میں زیادتی کا بیان ہے جب ثابت ہو جائے تو زیادتی مقبول ہوتی ہے اور الحمد للہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ اب عمل سے کون سی چیز مانع ہے لہٰذا اب غیر مقلدین کو عمل شروع کر دینا چاہیے۔ غیر مقلدین جو جواب ان احادیث کا دیں گے وہی جواب ہمارا رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع کے بارے میں سمجھ لیں فیصلہ اب غیر مقلدین کے ہاتھ میں ہے۔

[1] ۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں ھذا الحدیث لیس بصحیح (ابوداؤد ص۱۱۰/۱۹۰)

[2] راوی محمد بن ابی لیلیٰ۔ ان کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں (صدوق) تقریب التھذیب ص۳۰۸۔ علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں۔ احمد بن یونسؒ کہتے ہیں۔ محمد بن ابی لیلیٰ سب اہلِ دنیا سے بڑے فقیہ ہیں محدث عجلیؒ کہتے ہیں۔ آپ سچ بولنے والے فقیہ سنت کے مطابق عمل کرنے والے محدث اور اصول تجوید کے لحاظ سے
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(**جواب**) تو میں (علامہ سندھی) اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ یہ جرح غیر مفسر ہے اور جرح غیر مفسر محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہوتی ہے (یعنی غیر مفسر جرح کا اعتبار نہیں کیا جاتا) اور اگر تو یہ کہے کہ یہ جرح مفسر ہے کیونکہ امام زیلعی نے تخریج الھدایہ میں کہا ہے کہ ابو داؤد نے محمد بن ابی لیلیٰ کو ضعیف کہا ہے ؎۲ تو میں (علامہ سندھی) کہتا ہوں کہ جس صفت کے ساتھ اس جرح کا ذکر کیا گیا ہے اس سے جرح کا مفسر ہونا ثابت نہیں ہوتا اور اگر ہم تسلیم کر بھی لیں کہ یہ جرح مفسر ہے اور محمد بن ابی لیلیٰ واقعی ضعیف ہے تو اس حدیث کی ایسی بھی اسناد ہیں کہ جن میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۳) تلاوت کرنے والے قاری ہیں محدثین آپ کی حدیث کو قبول کرتے ہیں ابو زرعہؒ کہتے ہیں قوی ہیں مگر اتنے نہیں ہیں (ذھبیؒ) کہتا ہوں کہ ان کی حدیث حسن درجہ تک پہنچتی ہے ..... ان کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں، عطا نے کہا کہ یہ مجھ سے بڑے محدث ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص۱۵۱) حالانکہ عطاؒ صحیح بخاریؒ کے مرکزی راوی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ابو داؤدؒ کے اس جملے لیس بصحیح کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ و آنکہ ابو داؤدؒ گفت این حدیث صحیح نیست احتمال دارد کہ مراد عدم صحت باین طریق خاص بود پس ضرر نکند۔ در صحت اصل حدیث و احتمال دارد کہ اثبات حسن (شرح سفر سعادت ص۴۵) اور پھر کسی کے یہ کہہ دینے سے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ صحیح لغیرہ ہو یا حسن ہو۔ جیسا کہ ملا علی قاریؒ موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں لا یصحیح لا ینافی الحسن۔ یعنی صحیح نہ ہونا اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں کرتا (موضوعات کبیر بحوالہ منیر العین ص۲۲) اور علامہ باقی زرقانیؒ فرماتے ہیں نفیہ الصحۃ لا ینافی انہ حسن کما علمہ۔ یعنی صحت کی نفی حسن ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے (شرح مواہب للدنیا بحوالہ منیر العین ص۲۳) اس قسم کے
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نہیں اور ان اسناد میں عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے مگر عبد الرحمٰن ثقہ ہے بہت بڑا امام اور حافظ حدیث ہے ؎۱ اور محمد بن ابی لیلیٰ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور ہم نے اس حدیث کی صحت کا حکم اس سند پر لگایا ہے جس میں محمد بن ابی لیلیٰ نہیں ہے اور وہ شیخین کی شرط یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر صحیح ہے بالخصوص مصنف عبد الرزاق والی سند پس اس پر حکم لگایا گیا ہے کہ یہ صحیحین کی شرط پر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۱:- اور اگر تو کہے کہ اس سند میں یزید بن زیاد مذکور ہے اور وہ ضعیف ہے اور پھر وہ اس حدیث میں منفرد ہے۔

جواب ۱:- امام عینی نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ یزید بن زیاد کو امام عجلی اور یعقوب بن سفیان و احمد بن صالح اور ساجی اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور اس سے امام مسلم نے اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایات لی ہیں ؎۲

نمبر ۲:- اور اس روایت میں یزید منفرد بھی نہیں ہے بلکہ عیسیٰ بن عبد الرحمٰن عن ابن ابی لیلیٰ اس کے ساتھ ہے اور ایسے ہی حکم نے بھی ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے جیسا کہ روایت کیا ہے ابو داؤد وغیرہ نے اور تحقیق پہلی فصل میں حدیث براء بن عازب کی اسناد کے تحت گزر چکا ہے کہ علامہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۴) کافی حوالے اور مثالیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ کے تصنیف لطیف منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین میں ملاحظہ فرمائیں ایسی نفیس تحقیق ہے کہ دیکھنے سے آنکھیں روشن اور دل منور ہو جاتے ہیں۔

؎۱ عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ المدنی الکوفی ثقۃ من الثانیۃ (تقریب التہذیب ص۲۰۹) علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں۔ آپ کوفہ کے فقیہ اور قاضی محمد کے پدر بزرگوار ہیں آپ نے حضرت عمرؓ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔ آپ نے حضرت عثمان، حضرت علی، عبد اللہ بن مسعود ابوذر اور دیگر صحابہ کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا (تذکرۃ الحفاظ ص۶۵/۱)

ان یزید ھذا اخرج لہ مسلم و علق البخاری وقال فی حصتہ مسلم فی مقدمتہ صحیحتہ ان اسم الصدق وتعاطی العلم یشلھم کعطاء بن السائب ویزید بن ابی زیاد ولیث بن ابی سلیم واخراھم ۔ انتہی[3]

کہ بیشک اس یزید سے امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اخراج کیا ہے اور امام بخاریؒ نے اس سے معلق روایت بیان کی ہے اور اس کے بارے میں امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں لکھا کہ بیشک سچائی کا اسم (نام) اور علم کا پھیلانا انہیں شامل ہوتا ہے جیسا کہ عطا ابن سائب، یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم ہیں اور ان کی تخریج کردہ روایات بھی اسی طرح مسلمہ ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۵) [2] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صـ ۲۷۳/۲

[3] تہذیب التہذیب صـ ۳۳۰/۱۱ ، صـ ۳۳۱ قال یعقوب بن سفیان ثقۃ عدل فی حدیثہ یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ یزید ثقہ اور عادل فی الحدیث ہے وقال عجلی جائز الحدیث اور امام عجلی نے کہا ہے کہ جائز الحدیث ہے وقال ابن شاھین فی الثقات ابن شاھین اس کو ثقات میں شمار کیا ہے قال احمد بن صالح المعری ثقۃ ۔ احمد بن صالح المعری نے کہا کہ ثقہ ہے ۔ بحوالہ نور الفرقدین صـ ۳٦ ، صـ ۳۷

امام مسلمؒ فرماتے ہیں ۔ فان اسم استر والصدق وتعاطی العلم یشلھم کعطاء بن سائب ویزید بن زیاد ولیث بن ابی سلیم (مقدمہ صحیح مسلم صـ ۴)

اس سے معلوم ہوا کہ یزید بن زیاد ثقہ راوی ہے اور اس کی روایت قابلِ احتجاج ہے ۔

اور یہ صحیحین کے راویوں میں سے ہے پس اِس پر جرح کا اعتبار نہیں کیا جائے گا ۔

اعتراض:۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ والی روایت ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے انتھی ۔ اور اِس کو صحیح نہیں کہا پس تم نے صحیح ہونے کا حکم کیسے لگا دیا ہے ۔

جواب:۔ تو میں (علامہ سندھی) کہتا ہوں کہ اس حدیث کی صحت شیخین کی شرط پر ثابت ہے اور وہ سند جو کہ ترمذی نے حدیث ابن مسعود کی وارد کی ہے ترکِ رفع یدین کی احادیث میں سے وہ صحیح علی شرط مسلم ہے لیکن امام ترمذی نے جو اس پر حسن ہونے کا اطلاق کیا ہے یہ صحیح کے مقابلہ میں ذکر نہیں کیا بلکہ وہ (حسن) صحیح کے معانی میں ہے لہٰذا بہت سی احادیث کے بارے میں امام ترمذی نے کہا ہے ھذا حدیث حسن صحیح کہ یہ حدیث حسن صحیح ہیں اور امام ترمذی نے خود ہی جامع ترمذی کے آخر میں کہا ہے

وما قلنا فی کتابنا حدیث حسن فانما اردنا بہ حسن اسنادہ عندنا اذ کل حدیث یروی لایکون راویہ منھما بالکذب ویروی من غیر وجہ نحو ذلک ولایکون شاذا فھو عندنا حسن[1]

اور جہاں ہم نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے تو اس سے ہمارا ارادہ یہ ہے کہ وہ سند کے لحاظ سے حسن ہے ہمارے نزدیک ہر وہ حدیث کہ جس کا کوئی راوی متہم بالکذب ہو اور وہ کئی سندوں سے مروی ہو اور نہ ہی وہ حدیث شاذ ہو تو وہ حدیث ہمارے نزدیک حسن ہے ۔

اور تقریباً یہی تعریف صحیح کو بھی شامل ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی اصطلاح میں صراحت فرمادی ہے اور معترض کا یہ قول جمہور محدثین کے خلاف ہے کیونکہ حسن کا حکم لگانا صحیح کی نفی نہیں کرتا ہے اور امام ترمذی کا یہ قول صاف ظاہر ہے ۔

(اعتراض وجواب) اور ابن مبارک کا قول کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ والی حدیث

[1] جامع ترمذی صـ ۵۲۵

ثابت نہیں ہے۔ [1] اس کے ساتھ کہ یہ جرح غیر مفسر ہے اور جرح غیر مفسر (مبہم) کا اعتبار نہیں کیا جاتا (یعنی جرح مبہم معتبر نہیں ہوتی) جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

(**شبہ**) اگر تو کہے کہ فیروز آبادی نے صراطِ مستقیم (سفرِ سعادت) میں اثبات رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے۔

---

[1] حضرت عبد اللہ ابن مبارک خود فرماتے ہیں کہ سند حدیث دین کا حصہ ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو جی چاہتا کہہ دیتا۔ اصل عبارت یہ ہے الاسناد من الدین ولولا الاسناد یقول من یشاء ما شاء (مقدمہ مسلم ص۱۲) تو جب اس حدیث کی سند صحیح ہے تو پھر یہ جرح کیسے قابلِ قبول ہو گی اور حضرت علامہ علاؤ الدین الماردینی فرماتے ہیں۔ عن عدم ثبوتہ عند ابن المبارک معارض بثبوتہ غیرہ فان ابن حزم صححہ فی المحلی وحسنہ الترمذی ص۶۵ وقال بہ یقول غیر واحد من اھل العلم من الصحابۃ والتابعین وھو قول سفیان واھل الکوفۃ وقال الطحاوی وھذا مما لا اختلاف عن ابن مسعود فیہ الخ۔ الجواہر النقی ص۲/۷۸ ھامش علی البیہقی) یعنی ابن مبارک کے نزدیک اس کا عدم ثبوت معارض ہے دوسروں کے نزدیک ثبوت کے ساتھ اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے محلی میں اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس ترک رفع یدین کے قائل بہت سے اہلِ علم صحابہ اور تابعین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور یہ قول حضرت سفیان ثوری اور تمام اہلِ کوفہ کا ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے بارے میں ترکِ رفع یدین پہ کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت علامہ محدث احمد سورتی رح فرماتے ہیں الجواب قال الشیخ فی الامام بان عدم ثبوتہ عندہ لا یمنع النظر فیہ وھو یدور علی عاصم وثقہ ابن معین واخرج لہ مسلم (خلیق المجلی لمانی منیۃ المصلی ص۳۰۵) بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

وقد ثبت رفع الیدین فی ھذا المواضع الثلاثۃ وکثرۃ رواتہ مشابہ المتواتر فقد صح فی ھذا الباب اربعمائۃ خبر واثر ورواۃ العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ ولم یزل علی ھذا الکیفیۃ حتی رحل عن ھذا العالم ولم یثبت شیٔ غیرھا [3]

رفع الیدین ان تین مقامات میں ثابت ہو چکا ہے اور اس کے راویوں کی کثرت کے باعث یہ متواتر روایت کے مشابہ ہو گیا ہے اور رفع یدین کے باب میں چار سو احادیث و آثار ثابت ہو چکے ہیں اور حضرات عشرہ مبشرہ نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور رفع یدین کی یہ کیفیت قائم رہی حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے اور رفع یدین کے خلاف کوئی بھی شئی (روایت) ثابت نہیں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۸) یعنی ابن مبارک کے نزدیک حدیث کا ثبوت نہ ہونا اس پر عمل کرنے سے نہیں روکتا کیونکہ اس حدیث کا دار و مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور امام ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور اس سے امام مسلم نے روایت لی ہے اور پھر حضرت ابن مسعودؓ سے دو مضمونوں کی احادیث مروی ہیں ایک رفع فعلی اور دوسرا رفع قولی اور ابن مبارک کی جرح رفع قولی میں ہے نہ کہ رفع فعلی میں کیونکہ وہ تو ابن مبارکؓ سے بھی ثابت ہے کیونکہ ابن مبارکؒ نے فعل ابن مسعود کو خود روایت کیا ہے ملاحظہ ہو (نسائی شریف ص۱۵۸ نور محمد کراچی) لیکن معترضین نے مطلق کہہ دیا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ کے نزدیک ابن مسعودؓ کی ترکِ رفع یدین کی کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے یہ معترضین (غیر مقلدین) کی جہالت ہے۔ جب ابن مبارک کے نزدیک یہ بھی ثابت نہیں جس میں خود راوی ہیں تو پھر آپ کیا (معاذ اللہ) خود ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھ رہے ہیں جبکہ ایک گناہ عظیم ہے اور جس پہ بڑی بڑی وعیدیں آئی ہوئی ہیں۔ بہر حال یہ اعتراض بھی رفع ہو گیا۔ الحمد للہ ابن مسعودؓ سے ترکِ رفع یدین کی حدیث ثابت ہے جیسا کہ بحوالہ پیچھے گزرا ہے

[3] سفر سعادۃ مع شرح عبد الحق محدث دہلوی ص۶۴-۶۵

غیر مقلدین کا دعویٰ تواتر اور اس کی حقیقت :- بعض غیر مقلدین غلام فیروز آبادی کی یہ عبارت اور چند دوسری عبارتیں لے کر احادیث اثبات رفع یدین کے تواتر (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں (علامہ سندھی) کہتا ہوں کہ یہ کلام بہت ہی افراط پر مبنی ہے اور اُن کا یہ کہنا بہت بڑی دلیری ہے کیونکہ اثبات رفع یدین پر چارسو (۴۰۰) احادیث دلالت نہیں کرتیں، ایک سو بھی نہیں کرتی بلکہ + پچاس احادیث بھی اثباتِ رفع یدین پر دلالت نہیں کرتیں اور نہ ہی بیس (۲۰) احادیث دلالت کرتی ہے بلکہ پندرہ (۱۵) احادیث بھی دلالت نہیں کرتی، ہاں البتہ تحقیق حضرت علامہ حافظ جلال الدین سیوطی جو کہ فروزآبادی سے حدیث کے زیادہ عالم ہیں اور ان کا لقب خاتم المحدثین ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱۹) کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے یہ دلائل اور جوابات مختصراً تحریر کئے جاتے ہیں۔ نمبر ۱۔ یہی عبارت کہ علامہ فروزآبادی نے اثبات رفع کی احادیث کو متواتر کہا ہے۔ اس کا جواب اوپر کشف الرین میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے ہو چکا ہے۔

(۲) امام سیوطی ازہار المتناثرہ میں لکھتے ہیں۔ ان حدیث رفع متواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (التعلیق الممجد ص۹۱) اور اس جیسے بعض اور غیر واضح حوالے بھی دیتے ہیں (جواب) اس عبارت میں یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ تواتر رفع یدین عند التکبیر تحریمہ ہے یا عند الرکوع و بعد ہا ہے۔ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ یہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی بات ہو رہی ہے اور اگر معترض کہے کہ اس سے مراد عند الرکوع و بعد الرکوع ہے کیونکہ اس کو خارج نہیں کیا گیا، تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بعض علماء نے اسی تواتر میں رفع یدین عند السجود کو بھی ذکر کیا ہے اور آپ لوگ اس پر عمل نہیں کرتے جیسا کہ علامہ عبدالحئی نے فرمایا ہے۔ وقال الاوزاعی والشافعی واحمد وابو عبیدۃ وابو ثور وابن راھویہ ومحمد بن جریر الطبری وجماعۃ اھل الحدیث بالرفع (۱) ان منھم من یرفع عند السجود ایضًا۔ ومنھم لا یرفع عندہ وروی الرفع فی الرفع والخفض عن جماعۃ من الصحابۃ منھم ابن عمر وابو موسیٰ وابو سعید الخدری وابو الدرداء وانس وابن عباس وجابر (التعلیق الممجد ص۹۱) یعنی حضرت امام اوزاعی اور شافعی اور امام احمد وابو عبید وابو ثور وابن راہویہ اور محمد بن جریر طبری اور ایک جماعت محدثین کی رفع یدین کے
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ان رفع الیدین مروی ثلاثۃ وعشرین صحابیًا انتھی	کہ رفع یدین تئیس (۲۳) صحابہ سے مروی ہے۔

لیکن انہوں نے ان احادیث کے صحیح ہونے کا حکم نہیں لگایا بلکہ ان میں سے صرف چھ (۶) یا سات یا اس کے قریب قریب صحیح ہیں اور جس نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا ہے پس اس کی اس بات پہ دلیل چاہیئے کیونکہ دعویٰ بغیر دلیل کے نہیں سنا جاتا۔ اور یہ چھ (۶) سات (۷) احادیث بھی محدثین کے کلام اور جرح سے محفوظ نہیں ہے وہ جرح جو کہ اُن احادیث کی سندوں میں ہے یا متن وغیرہ میں اور جو شخص فنِ حدیث پر مطلع ہے اس سے یہ چیزیں چھپی ہوئی نہیں ہیں اور وہ جو کہ فروزآبادی نے حضرات عشرہ مبشرہ سے نقل فرمایا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشگی کا فعل وفات تک کیا ہے اس میں ایک بھی حدیث نہیں ہے جو صحیح ہو [۱]

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۲۰) قائل ہیں مگر ان میں سے بعض سجدوں میں بھی رفع یدین کے قائل ہیں اور بعض نہیں۔ اور رفع یدین ہر اونچ نیچ (رکوع و سجود) میں صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے۔ اُن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ، ابو سعید خدری، ابو الدرداء، انس، ابنِ عباس و جابر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شامل ہیں اور علامہ محمد معین سندھی ابن حزم (غیر مقلد) سے نقل کرتے ہیں۔ ان احادیث الرفع فی کل خفض ورفع متواترۃ (دراسات اللبیب ص۱۹۰) اور علامہ عراقی نے بھی محدثانہ نقطہ نظر سے اسے ہی پسند فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ھی مثبتۃ (دراسات اللبیب ص۱۹۰) لہٰذا ثابت ہوا کہ رفع یدین کی احادیث متواترہ نہیں ہیں اور جن لوگوں نے دعویٰ متواترہ کا کیا ہے انہوں نے ساتھ سجدوں کا ذکر بھی کیا ہے اور غیر مقلد وہابی اس پہ عمل نہیں کرتے۔

[۱] بلکہ حضرات عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترکِ رفع یدین ہی مروی ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے نقل فرمایا ہے، آپ فرماتے ہیں" واز ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند کہ گفت عشرہ مبشرہ بر نمیداشتند دستہا را مگر نزد افتتاح (شرح سفر سعادت ص۶۶)
بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

ہاں اس میں ایک روایت حضرت ابنِ عمرؓ سے سنن الکبریٰ للبیہقی میں مذکور ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ [2] پس جس نے اس کے صحیح ہونے کا یا کسی اور حدیث کے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اس پر دلیل لانی چاہیئے (جو کہ نہیں ہے) اور بہت بڑا تعجب تو حضرت مجدد الدین فیروز آبادیؒ پر ہے انہوں نے یہ جو کہا ہے کہ لم یثبت شیء منہا۔ کہ ترکِ رفع یدین میں کوئی بھی حدیث ثابت نہیں ہے پس یہ قول احادیث ثابتہ پر مبالغہ ہے وہ صحیح احادیث جو کہ شیخین کی شرط پر صحیح ہیں اور یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۲۱) یعنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا حضرات عشرہ مبشرہ نماز میں رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کے نہیں کرتے تھے اور حضرت علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں۔ وفی البدائع روی عن ابن عباس انہ قال العشرۃ الذین شہد لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ ما کانوا یرفعون ایدیہم الا لافتتاح الصلوٰۃ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۲۷۲/۵) اور علامہ چلپیؒ نے بھی یہی فرمایا ہے ملاحظہ ہو (شرح وقایہ ص ۳۹/۱) یعنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہؓ جن کو جنت کی بشارت نبی کریم نے دُنیا میں سنادی تھی) وہ سوائے افتتاح الصلوٰۃ کے رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ حضرات عشرہ مبشرہ ترکِ رفع یدین کے قائل تھے۔

(۲) اس حدیث کی سند اس طرح ہے :- عن ابی عبداللہ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمۃ الہروی عن عبداللہ بن حمدان الرقی ثنا عصمۃ بن محمد الانصاری ثنا موسیٰ عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ اس حدیث کی سند میں (۲) دو راوی ایسے واقع ہیں جن پر کذب کی تہمت ہے ان میں سے پہلا راوی عبدالرحمٰن بن قریش ہے۔ اس کے بارے میں علامہ ابن حجر اور علامہ ذھبیؒ بیک زبان فرما رہے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس کی صحت اس طرح ظاہر ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح صراط مستقیم (شرح سفر سعادت) میں فرمایا ہے :

کہ مصنف دراینجا سخن بمبالغہ کردہ واز حد در گزرانید وحق آنست کہ اخبار آثار ہر دو جانب موجود است پس رفع و عدم آن باختلاف اوقات ہر دو بود یا اوّل رفع بود در آخر منسوخ شد اکنوں دلائل ترک رفع ذکر کنیم تا حق ظاہر شود [3]

کہ مصنف فیروزآبادیؒ نے اس جگہ مبالغہ سے کام لیا ہے اور اس میں حد سے گزر گیا ہے اور صحیح اور حق بات یہ ہے کہ احادیث و آثار ہر دو جانب موجود ہیں پس رفع یدین اور ترکِ رفع یدین وقت کے اختلاف کے ساتھ دونوں تھے پہلے رفع یدین تھا اور پھر آخر میں منسوخ ہو گیا اس جگہ ہم ترکِ رفع یدین کے دلائل پیش کرتے ہیں تاکہ حق ظاہر ہو جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۲۲) اتہمہ السلیمانی بوضع الحدیث لسان المیزان ص ۴۲۵/۳ و میزان الاعتدال ص ۱۱۲/۲ کہ محدث سلیمانی نے اس کو حدیث وضع کرنے کے ساتھ متہم کیا ہے اور دوسرا راوی عصمۃ بن محمد انصاری اس کے بارے میں علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں۔ قال ابوحاتم لیس بالقوی وقال یحیٰی کذاب یضع الحدیث وقال العقیلی یحدث بالبواطل عن الثقات وقال الدارقطنی وغیرہ متروک (میزان الاعتدال ص ۱۹۶/۲) ترجمہ امام ابوحاتم نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے اور امام یحیٰی نے فرمایا کہ کذاب ہے حدیث کو وضع کرتا ہے امام عقیلی نے کہا کہ ثقہ راویوں سے باطل احادیث نقل کرتا ہے اور دارقطنی نے کہا کہ متروک الحدیث ہے بلکہ موضوع ہے اور موضوع کو پیش کرنا یہ جانتے ہوئے کہ یہ موضوع ہے حرام ہے اور گناہ ہے تو غیر مقلدین کا یہ دعویٰ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر رفع یدین کرتے رہے ہیں جھوٹ اور فریب ہے۔ اور اس کی کچھ اصل نہیں۔ ﴿۲﴾ یہ روایت ضعیف ہی نہیں۔

[3] شرح سفر سعادت ص ۶۵ طبع سکھر۔

اعتراض :- اُن کا قول کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

من بلغہ عنی حدیث ثم ردہ فانا خصمہ یوم القیامۃ۔	جس کو میری حدیث پہنچی اور اس نے اس کو رد کر دیا تو قیامت کے روز میں اس کا مخالف ہوں گا۔

جواب :- اگر سائل نے اس سے یہ ارادہ کیا ہے کہ حدیث میں جو لفظ رد ہے یہ ہر عمل کے ترک کے لئے ہے اگرچہ وہ مشروع وجہ ہی سے کیوں نہ ہو سوائے اہلِ اجتہاد اور تقلید والوں کے لئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ تو یہ غیر مسلمہ ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ لفظ رد اُن کے لئے بھی شامل ہے تو پھر اس پر اس دعویٰ کی دلیل لانی ضروری ہے اور اگر اس رد کے لفظ سے یہ مراد لیا جائے کہ نبی پاک کی حدیث کو ترک کرنا اس کا اعتقاد ہے یعنی کہ وہ حدیث کا انکار کرتا ہے یا پھر وہ حدیث کو رد کرتا ہے۔ عناد اور بغاوت کی وجہ سے (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو تمام علماء کا اس پہ اتفاق ہے کہ حدیث کا رد کرنا ان صورتوں میں گمراہی ہے۔

اعتراض :- ہر کہ خواہد یا خواند کتب احادیث (وعمل کند بر احادیث) مذہب آں شخص راضال ومضل باید گفت (ترجمہ) جو شخص کتب احادیث پڑھے یا پڑھائے اور احادیث پر عمل کرے تو اس آدمی کے مذہب کو ضال و مضل (خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا) کہنا چاہیے۔

جواب :- اگر آدمی حدیث کو ترک کرے عناد اور غصے اور بغاوت کی وجہ سے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سراسر ضلالت ہے اور اگر وہ ان مذکورہ حالتوں کی وجہ سے ترک نہیں کر رہا۔ بلکہ وہ اس لئے ترک کر رہا ہے کہ وہ غیر مجتہد ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ ہو سکتا ہے میں اس کو غلط سمجھوں تو اس صورت میں وہ آدمی گمراہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ قرآن وحدیث کے حقائق سمجھنا مجتہدین کا کام ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمان کی حیثیت رکھتے ہیں پس اس صورت میں حدیث کو ترک کرنے والا گمراہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ جمہور علمائے کرام کا قول ہے کہ عام آدمی اور عالم غیر مجتہد کے لئے واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کی

تقلید اختیار کرے۔ کیونکہ غیر مجتہد دلیل میں کامل نظر سے عاجز ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تصریح ہے ایسے ہی العضد فی شرح منتہی الاصول اور بدائع وغیرہ کی فصلوں میں لکھا ہے کہ جائز ہے کہ آدمی کسی ایک معین مجتہد کی تقلید کرے اور اس میں شک نہیں کہ واجب اور جائز کا کرنا گمراہی کا وصف نہیں ہے اور اسی طرح اگر کوئی مجتہد بعض احادیث پر عمل ترک کر دیتا ان کی سند کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یا متعارض ہونے کی وجہ سے اور جب کے وہ متعارض ہیں وہ اس سے زیادہ قوی ہے یا اس جیسی کسی اور مثال کو لے لیں اب کسی واضح نص کے نہ ہوتے ہوئے وہ اجتہاد کرتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کہ اُسے گمراہ یا گمراہ گر کہا جائے۔ جیسا کہ ارباب کمال سے یہ چیزیں مخفی نہیں ہیں اور اگر کوئی تمسک کرتا ہے اس نیت سے کہ مومن کا سرمایہ مقصود کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ لیکن ضروری ہے کہ وہ ان دونوں کاموں کے حقائق کو سمجھے جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے تو۔ یہ حقائق تب ہی سمجھے جائیں گے جب اس کو ناسخ منسوخ حقیقت و مجاز ظاہر نص و محکم متشابہ و مجمل مؤول مشکل کا علم ہوگا اور جب اس کو اسماء الرجال کا علم ہوگا اور وہ جانتا ہو کہ یہ اسناد صحیح ہیں یا حسن ہیں یا ضعیف ہیں اور وہ صحت اور ضعیف کے مراتب جانتا ہو اور اس کو علم ہو کہ آیت مکی ہے یا مدنی اور اسباب نزول و اوقات نزول کو وہ جانتا ہو اور وہ عبارت نص اور دلالت اشارہ اور اقتضاء کے فرق کا علم رکھتا ہو اور عدم معارض مساوی یا قوی کو جانتا ہو اور اجماع کے مواضع اور خلاف کو جانتا ہو اور اس کو متواتر و مشہور اور شاذ و غریب اور خبر واحد کا علم ہو اور خاص و عام مطلق و مقید مترادف و منطوق اور مفہوم کا علم جانتا ہو اور تفاسیر ماثورہ اور اس کے علوم کثیرہ اور امور عزیزہ کا عالم ہو اور یہ علوم کسی غیر مجتہد کو میسر نہیں ہوتے اور ہر عام آدمی اور عالم جو کہ غیر مجتہد ہو۔ کی عقلیں بغیر مجتہد کے توسط کے وہاں نہیں پہنچ

سکتیں۔ اور یہ اسرار ہاتھ نہیں آتے۔

پس یہ بیش قیمت جواہر ایسے دریا کے محل میں ہیں کہ اُس کے نیچے بہت موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں اور وہاں سوائے غوطہ خور کے پہنچنے کا کوئی خیال بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر غیر غوطہ خور ان جواہر کی خواہش میں اس دریا میں چلا گیا تو وہ اپنے مقصد کو نہیں پائے گا۔ اور امواج کے تلاطم کی کثرت اُسے غرق کر دے گی پس وہ جس کو تیرنا نہیں آتا۔ اس عام آدمی اور عالم غیر مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ کسی غوطہ خور کا دامن تھام لے کہ وہ مجتہد ہے تاکہ وہ اِس ہلاکت خیز سمندر سے صحیح سلامت نِکل سکے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہ وسلم۔

الحمد للہ کہ ترجمہ کشف الرین عن مسئلہ رفع الیدین ختم ہوا

محمد عباس رضوی

۱۱ر جون سنہ ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ رات تقریباً ۹ بجے

تتمہ

اثباتِ رفع الیدین کے دلائل اور اُنکے جوابات

از

محمد عباس رضوی

رفع الیدین کے دلائل اور ان کے مختصر جوابات

اور اب آخر میں مناسب ہے کہ رفع الیدین کے دلائل اور ان کے مختصر جوابات بھی تحریر کر دیئے جائیں تاکہ حقیقت حال بالکل واضح ہو جائے اور رفع الیدین کو متواتر کہنے والوں کی قلعی بھی کھل جائے تو رفع الیدین کے اثبات میں جو سب سے زیادہ حدیث شریف پیش کی جاتی ہے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی روایت ہے تو وہ کچھ یوں ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حزو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع رأسہ من الرکوع رفعھما کذلک ایضًا وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد وکان لا یفعل ذلک فی السجود (بخاری مسلم)	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

اور بخاری شریف ہی کی دوسری سند کے الفاظ اس طرح ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام فی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکونا حذو منکبیہ وکان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع ویفعل ذلک اذا رفع رأسہ من الرکوع ویقول سمع اللہ لمن حمدہ ولا یفعل ذلک فی السجود (بخاری جلد اول)	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث شریف کے کئی جوابات ہیں ہم چند مختصراً عرض کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۱:- کہ یہ حدیث مضطرب ہے کہیں تو آتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند الرکوع بعد الرکوع رفع یدین کرتے تھے اور سجدوں میں نہ کرتے تھے جیسا کہ اسی حدیث بخاری میں ہے اور کہیں آتا ہے کہ سجدوں میں بھی کرتے تھے جیسا کہ مجمع الزوائد وغیرہ میں ہے لیکن دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کا ذکر ہی نہیں ہے جیسا کہ اسی مندرجہ بالا روایت میں ہے اور کہیں آتا ہے کہ اس مقام پر بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے (کذا فی بخاری)

جواب نمبر ۲:- اس حدیث میں اس کا ذکر تو ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع کیا کرتے تھے لیکن اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ آپ نے ہمیشہ رفع الیدین کیا ہے یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آپ نے پہلے پہل رفع الیدین کیا بعد میں منسوخ ہو گیا جیسا کہ ہم پیچھے تفصیل سے بیان کر کے آئے ہیں۔

جواب نمبر ۳:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود رفع الیدین ترک کر دیا تھا۔ اگر یہ سنّتِ ثابتہ غیر منسوخہ ہوتی تو آپ کبھی بھی ترک رفع الیدین نہ کرتے۔ آپ کا ترک رفع الیدین پر عمل ہم پیچھے صفحات میں تفصیل سے ذکر کر آئے ہیں۔

جواب نمبر ۴:- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں خاصا اختلاف ہے حضرت سالم اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں جب کہ حضرت نافع اس کو حضرت عبداللہ ابن عمر پر موقوف بیان کرتے ہیں امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔

الصحیح قول ابن عمر لیس بمرفوع سنن ابو داؤد ص ۱۰۸ طبع کراچی	صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور یہ مرفوع نہیں ہے۔

جواب نمبر ۵:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب تک رفع الیدین کی منسوخیت کا علم نہیں تھا۔ آپ سجدوں میں بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے اور جب نسخ کا علم ہو گیا تو آپ نے سجدوں اور عند الرکوع و بعد الرکوع کو چھوڑ دیا جیسا کہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

اور رفع الیدین بین السجدتین کا تفصیلی ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین نہ کرنیوالوں کو کنکریاں بھی مارتے تھے جیسا کہ غیر مقلدین نے بیہقی کے حوالہ سے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے لیکن حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رفع الیدین سوائے تکبیر تحریمہ کے ترک کر دیا تھا۔ طحاوی شریف ص ۱۶۳ ج ۱ و موطا امام محمد ص ۹۴ و ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱

جواب نمبر ۶:۔ رفع الیدین کے اثبات میں یہ روایت اور دیگر تمام روایات فعل ہیں جب کہ ترک رفع یدین کی احادیث قولی ہیں جیسے کہ حدیث مسلم۔ مالی اراکم رافعی ایدیکم اور لا ترفع الایدی الا فی سبع امواطن وغیرہ اور قولی حدیث کو فعلی حدیث پر ترجیح ہوتی ہے جیسا کہ امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تعارض القول والفعل والصحیح حینئذ عند الاصولین ترجیح القول (نووی شرح مسلم ص ۲۵۳ ج ۱ طبع کراچی۔

حدیث نمبر ۲:۔

عن ابی قلابۃ انہ رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر و رفع یدیہ واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنع ھکذا۔

حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

بلفظ بخاری، مسلم۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ

اثبات رفع الیدین میں یہ دوسری حدیث شریف ہے جو کہ غیر مقلدین بہت ناز سے بیان کرتے ہیں اس کے بھی چند جوابات ہیں۔

جواب (۱) کہ یہ حدیث صحیحین میں پوری نقل نہیں ہوئی کیونکہ پوری روایت میں سجدوں

کے درمیان بھی رفع الیدین کا ذکر ہے ملاحظہ ہو سنن نسائی شریف باب رفع الیدین للسجود

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا ابن عدی عن شعبۃ عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ فی الصلوۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع واذا رفع راسہ من السجود حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ (سنن نسائی ص ۱۶۵ ج ۱)

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں رفع الیدین فرماتے تھے نماز کے شروع میں اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے اور جب سجدوں سے سر مبارک اٹھاتے اپنے کانوں کی لوؤں تک۔

دوسری سند۔ اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث۔

تیسری سند۔ اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا معاذ بن ھشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث اور نسائی شریف کے ص ۱۷۲ ج ۱ پر پھر باب باندھا ہے۔ باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولی اور مسند احمد میں یہی روایت ان اسناد کے ساتھ اس طرح مروی ہے۔

حدثنی عبداللہ حدثنی ابی حدثنا عفان حدثنا ھمام حدثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث۔ الخ

دوسری سند :-

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا عفان حدثنا ھمام حدثنا قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث الخ

تیسری سند :-

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا محمد بن ابی عدی عن سعید عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رای نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی صلوۃ واذا رفع راسہ من الرکوع واذا سجد واذا رفع راسہ من السجود حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ ۔ مسند امام احمد ص ۴۳۶، ۴۳۷ ج ۳

اور صحیح ابوعوانہ میں یہ روایت اس سند سے اس طرح درج ہے ۔

حدثنا الصائغ بمکۃ حدثنا عفان حدثنا ھمام انبانا قتادۃ باسنادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حیال اذنیہ فی الرکوع والسجود.	کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں رفع الیدین کرتے تھے ۔

صحیح ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

واصح ما وقفت علیہ من الحدیث فی الرفع فی السجود ما رواہ النسائی	اور بہت زیادہ صحیح روایت جس پر میں مطلع ہوا ہوں وہ روایت ہے جس میں سجدوں میں بھی رفع یدین کا ذکر ہے اور اس کو نسائی نے روایت کیا ہے

فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۱۷۷ ج ۲

تو ثابت ہوا کہ حضرت مالک بن الحویرث کی روایت میں سجدوں کے درمیان بھی رفع الیدین مروی ہے ۔ غیر مقلدین حضرات سجدوں میں رفع الیدین کیوں نہیں کرتے ۔ جو جواب آپ سجدوں میں رفع الیدین کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے رکوع میں رفع الیدین کا سمجھ لیں ۔

اور پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ چونکہ بعد میں ایمان لائے ہیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہرہ زندگی کے آخری ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے ہیں اس لئے رفع الیدین منسوخ نہیں ہے ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جب رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع صرف اس لئے منسوخ نہیں کہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نے اس کی روایت کی ہے اور وہ مؤخر الاسلام ہیں ۔ تو سجدوں میں رفع الیدین کس قاعدے کلیئے سے منسوخ ہے جب اس کو روایت کرنے والے بھی حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ ہی ہیں ۔

(جواب ۲) اور پھر حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی کسی ایک حدیث میں بھی دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے ہوئے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے اگر غیر مقلدین حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع کو ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے پر رفع الیدین کرتے ہیں اُسے چھوڑ دیں ۔ کیونکہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی اکثر روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتایا گیا ہے آخر تک یعنی سلام پھیرنے تک لیکن کسی ایک حدیث شریف میں بھی واذا قام من الرکعتین رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ سنت نہیں ہے بلکہ سجدوں میں سنت ہے ۔ اور وہ آپ کی اکثر احادیث میں ہے ۔

(جواب نمبر ۳) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر احادیث میں

رفع الیدین کانوں تک کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین تو کندھوں تک بھی بڑی مشکل سے کرتے ہیں ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ کندھوں تک بھی ہاتھ نہیں لے جاتے۔

(حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ کی روایت)

عن وائل بن حجر قال صلیت	حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فکان اذا کبر رفع یدیہ قال التحف	ساتھ نماز پڑھی پس آپ نے تکبیر تحریمہ کیساتھ
ثم اخذ شمالہ بیمینہ وادخل	رفع الیدین کیا اور پھر کپڑا لپیٹ لیا اور دائیں
یدیہ فی ثوبہ قال فاذا اراد	ہاتھ سے بائیں کو پکڑا لیا اور اپنے ہاتھ کپڑے میں
ان یرکع اخرج یدیہ ثم رفعھما	داخل کرلئے (چادر میں) اور جب رکوع کا
واذا اراد ان یرفع راسہ من	ارادہ کیا۔ تو ہاتھوں کو باہر نکالا۔ اور رفع
الرکوع رفع یدیہ ثم سجد و	الیدین کیا۔ اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھایا
وضع وجھہ بین کفیہ	تو رفع الیدین کیا پھر جب سجدہ کیا تو دونوں

ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد۔ ابن حبان۔ دارمی۔ ابن خزیمہ۔ دارقطنی۔

ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد۔ ابن حبان۔ دارمی۔ ابن خزیمہ۔

حضرت وائل اپنی زندگی میں دو مرتبہ مدینہ تشریف لائے، یہ تو سب کو علم ہے کہ تمام وفد سنہ ۹ھ کو مدینہ آئے اور حضرت وائل اگرچہ مسلمان پہلے ہی ہو چکے تھے۔ مدینہ صرف آپ کی نماز دیکھنے آئے تھے۔ جب دوبارہ آئے تو غالباً گیارہ ہجری کی ابتدا ہو چکی تھی۔ کیونکہ دونوں سفروں کا فاصلہ ڈیڑھ سال ہے اور دوسری مرتبہ جب آئے تو اس کے چند دن بعد آپ حجۃ الوداع کو تشریف لے آئے اور حجۃ الوداع میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی گویا اسی نماز پہ دین کی تکمیل ہوئی، اس کے بعد کوئی نیا حکم جاری نہیں ہوا کیونکہ اس کے صرف اسی دن بعد آپ وفات فرما گئے تو گویا

کہ یہ آپ کی آخری نمازوں کا واقعہ ہے الخ ملخصاً۔ بلفظہ (جزء رفع الیدین ص ۱۲۶ از خالد گرجاکھی)

جواب نمبر ۱:- یہ حدیث بھی غیر مقلدین پر حجت ہے یہ حدیث پوری نقل نہیں کی۔ اس میں بھی رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے۔ اگر مان لیا جائے کہ یہ حدیث نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نمازوں کے بارے میں ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ سجدوں میں رفع الیدین بھی ایسے ہی سنت ہے جیسے کہ رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع سنت ہے لیکن غیر مقلدین سجدوں میں رفع الیدین کے منکر ہیں اور اکثر اپنی کتابوں میں احادیث کو کانٹ چھانٹ کر پیش کرکے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جب آپ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے بعد یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دین کی تکمیل اسی نماز پہ ہوئی اور اس کے بعد کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا۔ تو سجدوں میں رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا حکم کب نازل ہوا جو آپ لوگ اس کو چھوڑ بیٹھے ہیں (اس روایت میں رفع الیدین بین السجدتین کا ثبوت)

ابو داؤد میں اس روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

واذا رفع راسہ من السجود	اور جب سجدوں سے سر مبارک
ایضاً رفع یدیہ	اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے۔

اور مسند احمد میں الفاظ اس طرح ہیں۔

قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ	حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے
علیہ وسلم یرفع یدیہ مع التکبیر۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہر تکبیر
مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴	کیساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

اور سنن دارمی میں یہ الفاظ درج ہیں۔

عن وائل الحضرمی : انہٗ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یکبر اذا خفض واذا رفع یرفع یدیہ عند التکبیر

حضرت وائل رضی اللہ عنہٗ سے روایت کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر اُونچ نیچ میں تکبیر کہتے اور ہر تکبیر کیساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

سنن الدارمی ص ۲۲۹/ ج ۱ مطبوعہ ملتان

اور دارقطنی میں یہ الفاظ بھی درج ہیں۔

انہٗ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ حین یفتتح الصلوٰۃ واذا رکع واذا سجد

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا فرمان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رفع الیدین کرتے نماز کے شروع میں اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

سنن دارقطنی ص ۲۹۱/ ج ۱ طبعٌ ملتان

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جزء رفع الیدین میں بھی یہ الفاظ ہیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہٗ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا رکع واذا سجد

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رکوع اور سجدوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔

جزء رفع الیدین ص ۵۱ مترجم

اور سنن الکبریٰ بیہقی میں اس طرح ہے

عن وائل بن حجر قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کبر رفع یدیہ مع التکبیر واذا رکع واذا رفع او قال سجد (سنن الکبریٰ ص ۲۶/ ج ۱)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ تکبیر کہتے تو تکبیر کے ساتھ ہی رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے کھڑے ہوتے یا کہا کہ جب سجدہ کرتے۔

اور اب جبکہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس روایت میں جہاں رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع کا ذکر ہے وہاں سجدوں میں بھی رفع الیدین کا ذکر ہے تو غیر مقلدین حضرات سجدوں میں رفع الیدین کیوں نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کے بقول قبل الرکوع وبعد الرکوع رفع یدین نہ کرنے سے گنہگار ٹھہرے تو آپ بھی تو سجدوں میں رفع الیدین نہ کرنے کے جرم میں ملوث ہیں۔ مولوی صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتا ہے۔

پھر اس بات پر کس قدر افسوس ہے کہ صرف پہلی بار رفع الیدین مذکورہ احادیث سے لے لیا گیا ہے اور باقی تین جگہوں کا چھوڑ دیا گیا ہے کیا یہ بے انصافی نہیں ہے؟ دین میں دخل نہیں ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے "مرکب نسخہ" سے ایک جز لے لیا اور تین اجزاء ترک کر دیئے اور پھر یہ نسخہ......... جس کے تجویز کرنے والے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کی خدائی سند رکھتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى سے تکلم راز ہیں اس ہستی پاک سید ولد آدم کے نسخہ میں کاٹ چھانٹ۔ الخ. صلوٰۃ الرسول ص ۲۴۱، ۲۴۲

پہلی بات تو یہ کہ ہم نے کسی ایسی حدیث سے پہلی بار کا رفع الیدین اخذ نہیں کیا۔ جس میں رفع الیدین قبل الرکوع وبعد الرکوع کا ذکر ہو اور ہم نے وہ ذکر کانٹ چھانٹ کر علیحدہ کر دیا ہو بلکہ ہمارے پاس پہلی بار کے رفع الیدین پر ٹھوس دلائل ہیں جیسا کہ پیچھے پہلے حصّہ میں گزر چکا ہے اِس لئے یہ بات درست نہیں ہے،

اور ہم بھی یہی بات آپ کو کہتے ہیں کہ رفع الیدین قبل الرکوع وبعد الرکوع مذکورہ احادیث سے لے لینا، اور سجدوں میں چھوڑ دینا کیا یہ بے انصافی نہیں ہے دین میں دخل نہیں ہے؟ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے "مرکب نسخہ" سے بعض

جز کا لے لینا اور بعض کا ترک کر دینا اور پھر یہ نسخہ .... جس کے تجویز کرنے والے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی خدائی سند رکھتے ہوں۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے تکلم راز ہیں اس ہستی پاک سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ میں کانٹ چھانٹ الخ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

جواب (۲) اس حدیث شریف کی جتنی بھی سندیں ہیں ان میں زیادہ میں صرف یہ لفظ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رفع الیدین کرتے تھے نہ تو ان میں سجدوں میں رفع یدین کی نفی ہے اور نہ ہی قبل الرکوع و بعد الرکوع کا اثبات ہے اس لئے اگر آپ ان احادیث سے رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع کا اثبات کریں گے ہم کہیں گے کہ سجدوں میں بھی رفع الیدین کریں اور پھر ہو سکتا ہے کہ ان تمام احادیث میں صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی رفع الیدین کا ذکر ہو اور ظاہر اور قوی بات یہی ہے۔

جواب ۳: اِس حدیث شریف کی کسی سند اور کسی کتاب میں بھی دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کرنے کا ثبوت نہیں ہے ہم غیر مقلدین سے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ اچھے اہل حدیث ہیں کہ حدیث میں تو سجدوں میں رفع الیدین کا ذکر ہے اور وہ آپ کرتے نہیں، اور دو رکعتوں کے بعد اٹھنے پہ رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے اور وہ آپ کرتے ہیں یعنی بالکل حدیث کے اُلٹ کام سچ ہے کہ نام کے اہل حدیث ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اگر اس حدیث پر آپ کا ایمان ہے اور آپ کے کہنے کے مطابق اس کے بعد کوئی نیا حکم بھی نازل نہیں ہوا تو پھر ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد والا رفع الیدین چھوڑ دیں۔ اور سجدوں میں رفع الیدین شروع کر دیں لیکن ہم کہہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ آپ کا نام اہل حدیث ہے کام آپ کا حدیث کے مطابق نہیں ہے۔

جواب ۴: اور پھر جب کہ آپ (غیر مقلدین) کو اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ صرف دو دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے ہیں تو ان کی حدیث کو حضرت عبد اللہ بن مسعود (جو کہ تمام عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سفر و حضر میں رہے) کی حدیث پر کیسے فوقیت دی جا سکتی ہے۔ اور جو صحابی رضی اللہ عنہ اپنی پوری زندگی میں صرف دو مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے لازمی بات ہے کہ وہ نماز میں آخری صف میں کھڑے ہوئے ہوں گے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی صف میں چنانچہ جب کسی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت حضرت ابراہیم نخعی تابعی الکبیر کے سامنے بطور حجت پیش کی تو آپ نے فرمایا،

فقال اعرابی لا یعرف شرائع الاسلام ولم یصل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا صلوۃ واحدۃ وقد حدثنی من لا اُحصی عن عبد اللہ ابن مسعود انہ کان یرفع یدیہ فی بدء الصلوۃ فقط وحکاہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ملازمٌ لہٗ فی اقامتہ واسفارہ وقد صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما لا یُحصٰی

آپ نے فرمایا کہ وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ دیہات کے رہنے والے تھے اسلام کے احکام سے پورے واقف نہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدھ ہی نماز پڑھ سکے اور مجھ سے بے شمار شخصوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ صرف نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھاتے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود اسلام سے خبردار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و حالات کی تحقیقی خبر رکھنے والے آپ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ اتنی نمازیں پڑھیں کہ

جامع المسانید صفحہ ۳۵۸/۱ طبع سمندری فیصل آباد۔ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

اور موطا امام محمد میں اس طرح ہے۔

قال ابراهيم ما ادری لعله لم یر النبی صلی الله علیه وسلم یصلی الا ذلک الیوم تحفظ هذا منه ولم یحفظه ابن مسعود واصحابه ما سمعته من احد منهم انما کانوا یرفعون ایدیهم فی بدء الصلوٰة حین یکبرون (موطا امام محمد ص ۹۳ مطبوعہ کراچی)	حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نہیں جانتا کیونکہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر اسی دن تو کیا انہوں نے یہ (رفع الیدین) یاد کر لیا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور آپ کے ساتھیوں نے یاد نہ کیا؟ میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی یہ نہیں سنا بیشک وہ صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین اس وقت کرتے تھے جب تکبیر کہتے تھے۔

اور دارقطنی میں الفاظ اس طرح ہیں

قال ابراهيم: ما اری اباک رای رسول الله صلی الله علیه وسلم الا ذلک الیوم الواحد فحفظ ذلک وعبد الله لم یحفظ ذلک منه دارقطنی ص ۲۹۱ ج ۱ مطبوعہ ملتان	حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک بار دیکھا تو اس نے یاد کر لیا؟ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ یاد نہ کیا؟

اور ابو یعلی موصلی کے الفاظ یوں ہیں۔

احفظ وائل ونسی ابن مسعود	حضرت وائل بن حجر نے یاد کر لیا اور

(بحوالہ التعلیق المغنی ص ۲۹۱ ج ۱)	حضرت عبداللہ بن مسعود بھول گئے؟

اور شرح معانی الآثار میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔

فان کان راٰه مرة یرفع فقد راٰه خمسین مرة لا یرفع۔ شرح معانی الآثار ص ۱۵۴ ج ۱	کہ اگر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رفع الیدین کرتے دیکھا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاس مرتبہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہوتے ہوئے حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مرجوع قرار پائے گی۔ اور اس کو مرجوع قرار دینے والے کوئی عام نہیں ہیں بلکہ حضرت ابراہیم نخعی تابعی اکبیر ہیں جن کے بارے میں حضرت علامہ ذھبیؒ شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ابو عمران کنیت، ابراہیم نام، فقیہ عراق لقب .... آپ کوفہ کے رہنے والے ممتاز فقیہ ہیں۔ علقمہ، مسروق، اسود اور ایک دوسری جماعت سے علم سیکھا ایک دفعہ بچپن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھی گئے آپ سے حماد بن ابی سلیمان فقیہ سماک بن حرب حکم بن عتیبہ ابن عون اعمش منصور اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ آپ کا شمار پر خلوص علماء میں ہوتا ہے۔ مغیرہ کہتے ہیں ہم ابراہیم سے اس طرح ڈرتے تھے جیسے لوگ حاکم شہر سے ڈرتے ہیں امام اعمش کہتے ہیں کہ ابراہیم علم حدیث کے نقاد تھے شہرت سے بچتے تھے۔ اس لئے مسجد کے کسی ستون کے پاس نہیں بیٹھتے تھے امام شعبی کو جب آپ کی موت کی خبر ملی تو فرمایا اپنے پیچھے اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں چھوڑ گئے ...... سعید بن جبیر سائلین کو کہتے تھے

ابراہیم تم میں موجود ہیں اور پھر مجھ سے فتویٰ پوچھتے ہو؟ آپ کی بیوی ہنیدہ کا بیان ہے کہ ابراہیم کا معمول تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے ...... آپ نے عہدِ جوانی میں ۹۵ھ کے آخر میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۷۴ ج ۱)

جب حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نقاد عالم نے اس حدیث کو مرجوع قرار دیا ہے تو پھر اس پر عمل کرنا اور اسے سُنتِ ثابتہ غیر منسوخہ کہنا عجیب بات ہے۔

حضرت ابوحمید ساعدی کی حدیث

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک طویل روایت غیر مقلدین پیش کرتے ہیں۔

عن محمد بن عمرو بن عطا قال سمعت ابا حميد الساعدي في عشرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم ابا قتادة قال ابو حميد انا اعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا فلما فوالله ما كنت باكثرنا له تبعا ولا اقدمنا له صحبة قال بلى قالوا فاعرض قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلوة يرفع يديه

محمد بن عمرو کہتے ہیں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مَیں نے سُنا آپ دس صحابہ کی جماعت میں فرما رہے تھے ان دس میں سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ مَیں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو بہتر جانتا ہوں، انہوں نے کہا کہ نہ تو تم آپ کی صحبت میں ہم سے زیادہ رہے ہو اور نہ ہی تم ہم سے پہلے مسلمان ہوئے ہو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ بیان کرو تو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

حتى يحاذي بهما منكبيه ثم يركع ويضع راحتيه على ركبتيه ثم يعتدل فلا يصب رأسه ولا يقنع ثم يرفع رأسه فيقول سمع الله لمن حمده ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه معتدلا ثم يقول الله اكبر ثم يهوي الى الارض فيجافي يديه عن جنبيه ثم يرفع رأسه ويثني رجله اليسرى فيقعد عليها ...... ثم اذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه الخ

ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے حتیٰ کہ دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے پھر بالکل اعتدال میں رہتے کہ نہ تو سر مبارک کو نیچا کرتے اور نہ ہی اُوپر اٹھا کر رکھتے پھر جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر رفع الیدین کرتے حتیٰ کہ ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے تو آپ اطمینان سے کھڑے ہو جاتے پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کو جاتے اور اپنے بازوؤں کو پہلو سے الگ رکھتے پھر سجدہ سے سر مبارک اُٹھاتے پھر اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے ...... پھر جب دو رکعتوں پر کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے حتیٰ کہ ہاتھ کندھوں تک ہو جاتے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رض کی حدیث رفع الیدین میں اٹل ہے اس حدیث کے مطابق دس صحابہ جن میں ابوقتادہ رض بھی تھے نے اس حدیث کی تائید

فرمائی. اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا رفع الیدین پر اجماع ہے ان میں سے کسی نے بھی رفع الیدین کا انکار نہیں کیا (جزء رفع الیدین ص۱۴۰ از خالد گرجاکھی) یہ حدیث غیر مقلدین کی انتہائی دلیل ہے اور اس کو نقل کرکے بہت لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اس حدیث کے کئی جوابات ہیں

جواب نمبرا :۔ اس حدیث کی سند میں عبدالحمید بن جعفر متکلم فیہ راوی ہے اسکے بارے میں اکثر محدثین کی رائے ہے کہ یہ ضعیف ہے حضرت امام نسائی فرماتے ہیں عبدالحمید بن جعفر لیس بالقوی (کتاب الضعفاء و المتروکین ص۲۹۸ طبع لاہور) حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں.

رمی بالقدر دربما وھم. کہ یہ قدری تھا یعنی تقدیر کا منکر اور اس کی احادیث میں وہم پایا جاتا ہے (تقریب التھذیب ص۱۹۴ طبع گوجرانوالہ)

حضرت علامہ ماردینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں. عبدالحمید مطعون فی الحدیث کذا قال یحییٰ بن سعید وھو امام الناس فی ھذا الباب (الجواہر النقی ص۶۹/۲) کہ عبدالحمید مطعون فی الحدیث ہے جیسا کہ یحییٰ بن سعیدؒ نے کہا ہے اور وہ اس فن میں لوگوں کے امام ہیں.

حضرت علامہ عینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں. عبدالحمید بن جعفر فھو قالوا انہ مطعون فی حدیثہ فکیف یحتجون بہ علی الخصم (عینی شرح بخاری ص۲۷۳/۵ طبع بیروت) عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے. محدثین نے کہا ہے کہ وہ مطعون فی الحدیث ہے تو اس صورت میں مخالف اس حدیث سے کیسے احتجاج کرتا ہے امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں لا یحتج بہ وکان الثوری یضعفہ من اجل القدر (میزان الاعتدال ص۹۴ ج۲) وکان یحیی بن سعید یضعفہ...... وقال ابن حبان ربما اخطأ (تہذیب التھذیب ص۱۱۲ ج۶)

امام جرح و التعدیل یحییٰ بن سعید اس کی تضعیف کرتے ہیں اور ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ اکثر غلطیاں کرتا تھا اور حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واما حدیث عبدالحمید بن جعفر فانھم یضعفون عبدالحمید فلا یقیمون بہ حجۃ فکیف یحتجون بہ مثل ھذا (التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی ص۳۱۶) اور عبدالحمید بن جعفر والی حدیث تو جب عبدالحمید بن جعفر کو وہ خود ضعیف قرار دیتے ہیں اور اس سے احتجاج نہیں کرتے تو پھر اس کی اس حدیث سے کس طرح حجت پکڑتے ہیں۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی حدیث حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری شریف میں نقل کی ہے لیکن اس میں کہیں بھی رفع الیدین قبل الرکوع و بعد الرکوع کا ذکر نہیں ہے کیونکہ اس میں عبدالحمید بن جعفر جو متکلم فیہ ہے نہیں ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع کا بیان کرنا عبدالحمید بن جعفر کا وہم ہے۔

جواب ۲ :۔ اس حدیث میں دوسری علت یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ راوی حدیث محمد بن عمرو بن عطا نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ کو نہیں پایا حالانکہ حدیث میں ہے کہ منھم ابو قتادۃ جبکہ حضرت ابو قتادہ محمد بن عمرو کی ولادت سے بھی پہلے وفات پا چکے تھے۔

چنانچہ حضرت ابوجعفر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وفاۃ ابی قتادۃ قبل ذالک بدھر طویل لانہ قتل مع علی رضی اللہ عنھما وصلی علیہ علیؓ شرح معانی الآثار ص۱۲۹ ج۱	کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات (محمد بن عمرو) کی ولادت سے بھی پہلے ہے اور ان کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

اور یہ بات کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے اور آپ کی نماز جنازہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نے پڑھائی صحیح سند سے ثابت ہے حضرت امام ابن ابی شیبہ استاد امام بخاری و مسلم روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا عبداللہ بن نمیر و وکیع قالا حدثنا اسمعیل بن خالد عن موسیٰ بن عبداللہ بن زید قال صلی علی علیٰ ابی قتادة

(بسند مذکور) موسیٰ بن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پر نماز (جنازہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ، نے پڑھائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۱۶ ج۳ طبع ملتان)

شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقیل بل مات فی خلافة علی بالکوفة۔

اور کہا گیا ہے کہ بلکہ آپ کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، کی خلافت میں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ،

(اکمال فی اسماء الرجال ص۶۱۴ ملحق بمشکوٰۃ)

حضرت علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقال الطحاوی لم یسمع محمد بن عمرو من ابی حمید ولا من ابی قتادة لان سنه لا یحتمل هذا لان ابا قتادة قتل مع علی وصلی علیه علی وکذا قال الهیثم بن عدی وقال ابن عبد البر

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد بن عمرو نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ، سے نہیں سنا اور نہ ہی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، سے سنا ہے کیونکہ اس کی عمر میں اس کا احتمال ہی نہیں ہے اس لئے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی

هو الصحیح وفی الکمال وقیل توفی بالکوفة سنة ثمان وثلاثین ولهذا قال ابن حزم ولعله وهم فیه یعنی عبدالحمید

اللہ عنہ، کے زمانہ میں فوت ہوئے اور ان کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جیسا کہ ہیثم بن عدی اور ابن عبدالبر نے کہا ہے اور یہی صحیح ہے اور کمال میں ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ کوفہ میں ۳۸ھ کو فوت ہوئے اسی لئے ابن حزم (غیر مقلد) نے کہا ہے کہ شاید یہ عبدالحمید کا اس جگہ (اس طرح بیان کرنا) وہم ہے۔

(الجواہر النقی ص۶۹ ج۲ حاشیہ علی سنن الکبریٰ)

اور پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وقال القطان ما ملخصه فیجب التثبت فی قوله فیهم ابو قتادة فان ابا قتادة قتل مع علی وهو صلی علیه هذا هو الصحیح وقتل علی سنة اربعین ومحمد بن عمرو لم یدرک ذلک وقیل توفی ابو قتادة سنة اربع وخمسین ولیس بصحیح۔

اور امام ابن قطان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کو پیش کرنے والوں پر یہ واجب ہے کہ وہ راوی کے اس قول کو ثابت کرے کہ اُن دس صحابہ میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، بھی موجود تھے کیونکہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ، کے دور خلافت میں شہید ہوئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہی صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، ۴۰ھ میں شہید ہوئے اور محمد بن عمرو نے یہ زمانہ نہیں پایا اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، ۵۴ھ میں فوت ہوئے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے۔

(الجواہر النقی حاشیہ علی سنن الکبریٰ ص۱۲۸ ج۲)

حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محمد بن عمرو بن عطاء لم یسمع هذا الحدیث من ابی حمید ولا من احد ذکره مع ابی حمید وبینهما رجل مجهول ومحمد بن عمرو ذکر فی الحدیث انه حضر ابا قتادة وسنه لا یحتمل ذلک فان ابا قتادة قتل قبل ذلک بدهر طویل لانه قتل مع علی رضی الله عنه وصلی علیه علی

التعلیق المجلی لما فی منیة المصلی ص۳۲۴ طبع لاہور

محمد بن عمرو بن عطاء نے یہ حدیث حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک سے جن کا ذکر حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے اور ان کے درمیان ایک آدمی مجہول ہے اور محمد بن عمرو نے اس حدیث میں ذکر کیا ہے کہ وہاں حضرت ابو قتادہ بھی موجود تھے حالانکہ اس کی عمر میں یہ احتمال نہیں ہو سکتا اسلئے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس سے کافی مدت پہلے فوت ہو چکے تھے کیونکہ آپنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا اور آپ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اور پھر آگے فرماتے ہیں۔

ولیس احد یجعل هذا الحدیث سماعا لمحمد بن عمرو عن ابی حمید الا عبد الحمید وهو عندکم اضعف۔ ایضاً ص۳۲۴

اور کسی ایک نے بھی اس حدیث میں محمد بن عمرو کا سماع حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے بیان نہیں کیا۔ سوائے عبد الحمید بن جعفر کے اور وہ بہت ہی ضعیف ہے۔

اور حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فالحدیث معلول بجهة اخری وهو ان محمد بن عمرو ابن عطاء

اور یہ حدیث ایک دوسری جہت سے معلول ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد بن عمرو ابن عطاء نے

لم یسمع هذا الحدیث من ابی حمید ولا عن ذکر معه فی هذا الحدیث مثل ابی قتادة وغیره فانه توفی فی خلافة الولید بن یزید بن عبد الملک وکانت خلافته فی سنة خمس وعشرین ومائة ولهذا قال ابن حزم ولعل عبد الحمید ابن جعفر وهم فیه یعنی فی روایته عن محمد بن عمرو ابن عطاء

عمدة القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۳/۵

یہ حدیث ابو حمید سے نہیں سنی اور نہ ہی کسی ایسے شخص سے سنی ہے جو اشخاص ان کے ساتھ ذکر کیے ہیں جیسے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے کیونکہ یہ یعنی محمد بن عمرو ولید بن یزید بن عبد الملک کی خلافت میں فوت ہوا ہے۔ اور اس کی خلافت ایک سو پچیس ۱۲۵ھ سن ہجری کو ہے اس لئے ابن حزم (غیر مقلد) نے کہا ہے شاید عبد الحمید بن جعفر کا اس حدیث کو بیان کرنا وہم ہے۔

ولید بن یزید بن عبد الملک ربیع الثانی ۱۲۵ھ کو تخت نشین ہوا اور ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۶ھ کو قتل ہوا مدت خلافت ایک سال دو ۲ مہینے بائیس ۲۲ دن ہے۔
(کذا فی طبری مترجم ص۳۵۹/۹)

اعتراض:- محمد بن عمرو بن عطا کا سماع حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۳۸ھ نہیں بلکہ ۵۴ھ ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے۔ ومات سنة اربع وخمسین وقیل سنة ثمان وثلثین والاول اصح واشهر (تقریب التہذیب ص۴۲۲) کہ آپ ۵۴ھ کو فوت ہوئے اور کہا گیا ہے کہ ۳۸ھ کو فوت ہوئے لیکن پہلا سوال زیادہ صحیح ہے اور مشہور ہے اور امام بخاری فرماتے ہیں۔ کہ محمد بن عمرو کا حضرت ابی حمید ساعدی سے سماع ثابت ہے

جواب :- ہم پیچھے صحیح سند کے ساتھ ثابت کرکے آئے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۸ھ ہی ہے اور آپ کی نماز جنازہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پڑھائی تھی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فان قال الخصم قال البیھقی فی المعرفۃ حکم البخاری فی تاریخہ بانہ سمع ابا حمید قلنا القائل بانہ لم یسمع من ابی حمید ھو الشعبی وھو حجۃ فی ھذا الباب (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۲۷۳/۵)

اور اگر مخالف کہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے معرفت میں ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں سماع کا حکم کیا ہے (محمد بن عمرو کا ابو حمید سے سماع ثابت ہے) تو ہم اس قول کے قائل کو کہیں گے کہ سماع کی نفی کرنے والے حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور وہ اس باب میں حجت ہیں۔

اور حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل فرما کر کہ محمد بن عمرو کا سماع ثابت ہے اور حضرت ابو قتادہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے ہیں اور سماع کی تصریح موجود ہے آپ فرماتے ہیں۔

قلت ھذا القائل اخذ کلامہ ھذا من کلام البیھقی فی المعرفۃ فانہ ذکر فی المعرفۃ والجواب عن ھذا ان ادخال الواسطۃ انما یصح اذا وجد السماع وقد نفی الشعبی سماعہ وھو امام فی ھذا الفن فنفیہ نفی واثباتہ واثبات نفیہ

کہ معترض نے جو کلام کیا ہے یہ اس نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب معرفت سے لیا ہے کیونکہ امام بیہقی نے معرفت میں یہ بات ذکر کی ہے اس کا جواب یہ ہے (کہ اس میں واسطہ ہے اور صحیح ہے کہ اس نے سماع کو پا لیا ہے) تو اس کی نفی کی گئی ہے اور سماع کی نفی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے جو کہ اس فن

من جھۃ تاریخ وفاتہ انہ قال قتل مع علی کما ذکرناہ وکذا قال الھیثم بن عدی وقال ابن عبد البر ھو الصحیح

التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی ص ۳۲۴

کے امام ہیں یعنی نفی اور اثبات میں ان کی بات قابلِ حجت ہے اور نفی تاریخ وفات کی جہت سے ہے اور انہوں (امام شعبی) نے کہا ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہید ہوئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جیسا کہ امام ہیثم بن عدی اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ صحیح یہی ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ محمد بن عمرو بن عطا کی ملاقات نہ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے اور نہ ہی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۵۴ھ کو فوت ہوئے تو پھر بھی یہ حدیث منقطع ہونے کے حکم سے نہیں نکل سکتی۔ کیونکہ اس روایت کو مان لیا جائے تو حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ویکون محمد بن عمرو علی ھذا ادرک من حیاتہ اکثر من عشر سنین واللہ تعالیٰ اعلم

تہذیب التہذیب

کہ اگر اس روایت کو مان لیا جائے تو اس بنا پر محمد بن عمرو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حیات سے دس سال سے زیادہ عرصہ پانے والا ٹھہرے گا۔

کیونکہ محمد بن عمرو جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ ۱۲۵ھ کو فوت ہوا اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ اس کی عمر اسّی (۸۰) یا اکاسی (۸۱) برس ہوئی تو اس حساب سے محمد بن عمرو تقریباً ۴۴ھ کو پیدا ہوا اور اس روایت میں کئی دوسرے صحابہ کرام کے نام ہیں۔ جن میں محمد بن عمرو کی ملاقات ثابت نہیں ہو سکتی مثلاً ایک روایت جو کہ ابو داؤد میں ہے

اس میں جن صحابہ کرام کا نام لیا گیا ہے ان میں امام حسن بن علی۔ سہل بن سعد۔ زید
عقبہ بن عامر۔ ابومسعود انصاری۔ عبداللہ بن عمر۔ سلمان۔ ابوموسیٰ اشعری۔ ابوسعید
خدری رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام ہیں ملاحظہ ہوں (جزء رفع الیدین ص۳۵
از خالد گرجاکھی) تو ان میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شہادت
معتبر قول کے مطابق ۴۹ھ ہے۔ اور اس وقت تک محمد بن عمرو بن عطاء کی عمر
صرف چار۔ پانچ سال بنتی ہے اور اسی روایت میں ایک نام حضرت ابوموسیٰ
اشعری رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق آپ کی تاریخ وفات ۴۴ھ
ماہ ذی الحجہ ہے (تذکرۃ الحفاظ ص۲۳ ج۱) اور اس طرح محمد بن عمرو کی آپ سے
ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور ایک نام انہیں دس صحابہ کرام میں سے حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ
عنہ کا بھی ہے اور آپ سے بھی محمد بن عمرو کی ملاقات اور سماع کا سوال ہی پیدا نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ آپ کی وفات صحیح قول کے مطابق ۳۰ھ ہے جیسا کہ حضرت علامہ
ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و مات سنۃ ثلثین وقیل بعد
ذلک (تقریب التہذیب ص۳۲۶) کہ آپ کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی اور کہا
گیا ہے کہ اس کے بعد ہوئی۔

اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وفات حضرت
عثمان غنی خلیفہ سوم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بتلائی ہے اور آپ
کی خلافت ۲۳ھ سے لیکر ۳۵ھ تک ہے (تاریخ الخلفاء ص۲۵۲ مترجم)
اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر ۳۰ھ سے لے کر ۴۰ھ
تک کے وفات پانے والوں میں ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو (تاریخ صغیر ص۴۶ طبع لاہور)
اور انہی دس صحابہ میں سے حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بھی نام نامی

اسم گرامی ہے۔ ان سے بھی محمد بن عمرو کی ملاقات اور سماع ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ بھی
محمد بن عمرو کی پیدائش سے پہلے انتقال فرما چکے تھے جیسا کہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مات قبل اربعین وقیل بعدھا (تقریب التہذیب ص۲۴۱)
آپ چالیس ہجری سے پہلے فوت ہوئے اور کہا گیا ہے کہ بعد میں فوت ہوئے اور حضرت امام
بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قال یحییٰ مات ابومسعود ایام علی رضی اللہ عنہ
(امام یحییٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابومسعود حضرت علیؓ کے زمانے میں فوت ہوئے اور محمد بن عمرو
نے یہ زمانہ نہیں پایا۔ اور انہی دس صحابہ میں سے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ
بھی ۴۰ھ کے ارد گرد فوت ہوئے۔ (تقریب التہذیب ص۳۱۹) تو معلوم ہوا کہ یہ
حدیث ایک نہیں کئی جہت سے منقطع ہے اور ناقابل حجت ہے

جواب ۳ :۔ اس حدیث کی سند اور متن میں بھی خاصہ اضطراب ہے اس اضطراب
کا ذکر تفصیلاً امام ماردینی رحمۃ اللہ علیہ نے الجوہر النقی ص۲ ج۲ اور حضرت علامہ وصی احمد محدث
سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے التعلیق المجلی ص۳۲۲ میں کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

جواب ۴ :۔ کہ اس روایت کے اگر تمام طرق دیکھے جائیں تو صحابہ کرام کی تعداد دس سے
تجاوز کر جاتی۔ اور یہ بھی اس کے ناقابل حجت ہونے کی ایک بین دلیل ہے۔ کہ راوی بیان
کرنے والا تو کہتا ہے کہ اس وقت وہاں صرف دس حضرات تھے جب کہ تحقیق کرنے سے یہ
تعداد کچھ بڑھ جاتی ہے۔ تو جب اس حدیث کی سند میں ضعف انقطاع، اضطراب متن
میں اضطراب کہ کہیں تو تورک کا بیان اور کہیں نفی اور صحابہ جو کہ وہاں موجود تھے ان کی
تعداد میں اضطراب و اختلاف کہ راوی کہتا ہے وہاں موجود صحابہ کرام کی تعداد دس تھی
حالانکہ معاملہ اس کے برعکس جب نام گنوائے جاتے ہیں تو وہ دس سے زیادہ اور نصف
سے زیادہ راوی کی پیدائش سے بھی پہلے انتقال فرما چکے ہیں۔ تو اس صورت میں یہ حدیث
کیسے قابل احتجاج رہ جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ نہ تو وہاں دس صحابہ یا زیادہ تھے اور نہ ہی

اس میں رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع کا ذکر ہے یہ سارا کارستانی راوی عبدالحمید بن جعفر کی ہے جو کہ ضعیف ہے لہٰذا اس حدیث سے رفع الیدین عندالرکوع و بعدالرکوع کا ثابت کرنا اور پھر اس پر بلند بانگ دعوے کرنا غیر مقلدین کی ہٹ دھرمی ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت

عن ابی ھریرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الصلوۃ حذو منکبیہ حین یفتتح الصلوۃ وحین یرکع ۔ (سنن ابن ماجہ ص ۶۲/۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کرتے۔

جواب :- اس روایت کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش واقع ہے جو کہ ضعیف ہے اور غیر شامیین سے تو باتفاق محدثین کرام اس کی روایت نا قابلِ احتجاج اور مردود ہے۔ حضرت علامہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقال یحییٰ بن معین اسماعیل ثقۃ فیما روی عن الشامیین واما روایتہ عن اھل الحجاز فان کتابہ ضاع فخلط فی حفظہ

(نووی شرح مسلم ص ۱۸/۱)

اور امام یحییٰ بن معین اور امام ابو اسماعیل بخاریؒ نے کہا کہ یہ شامیوں کی روایت لینے میں ثقہ ہے اور اہل حجاز سے نہیں کیونکہ اس کی کتابیں ضائع ہو گئی تھیں اور اس کے حافظہ میں تغیر آگیا تھا۔

اور محمد شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد اور مولوی محمد محی الدین الہ آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں۔

وثقہ احمد وابن معین ودحیم والبخاری وابن عدی فی اھل الشام وضعفوہ فی الحجازیین

(حاشیہ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۸۴)

کہ امام احمد، ابن معین، دحیم اور امام بخاری اور ابن عدی نے اس کو اہل شام سے روایت لینے میں ثقہ کہا ہے اور غیر شامیوں سے روایت لینے میں ضعیف کہا ہے۔

اور یہ روایت بھی غیر شامیین سے ہے اس لئے یہ بھی نا قابلِ حجت ہے اور یہ خیال بھی چند محدثین سے مروی ہے کہ یہ صرف غیر شامیین سے روایت لینے میں ضعیف ہے جب کہ دوسرے محدثین نے مطلق اس کی تضعیف کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام نسائیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اسماعیل بن عیاش ضعیف (کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۸۲ مطبوعہ لاہور)

حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وھذا لا یحتج بہ لانہ من روایۃ اسماعیل بن عیاش عن غیر الشامیین

شرح معانی الآثار ص ۱۵۴/۱

اور اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت بھی غیر شامیوں سے ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صدوق فی روایتہ عن اھل بلدہ مخلط فی غیرھم

(تقریب التھذیب ص ۳۴)

صدوق ہے جب کہ یہ اپنے شہر (شام والوں) سے روایت کرے اور غیر شامیین سے اس کی روایت میں اختلاط پایا جاتا ہے۔

حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال النسائی اسماعیل ضعیف و قال ابن حبان کثیر الخطاء فی حدیثہ

امام نسائیؒ نے فرمایا ہے کہ اسماعیل ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی حدیث

فخرج عن حد الاحتجاج بہ وقال ابن خذیمۃ لا یحتج بہ۔	میں بہت غلطیاں ہوتی ہیں اور ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ یہ قابلِ احتجاج نہیں ہے۔

عینی شرح بخاری صـ ۲۷۳، ۲۷۲ ج ۵

اور حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اسماعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان وھم لا یجعلون اسماعیل فیما روی عن غیر الشامیین حجۃ فکیف یحتجون علی خصمھم بما لو احتج بمثلہ علیھم لم یسوغوہ ایاہ ای مع انہ روی عنہ بسند جید خلاف ما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	اسماعیل بن عیاش جب غیر شامیوں سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں جانتے تو ہمارے مخالف اس روایت سے کیسے ہم پر حجت پکڑ سکتے ہیں اور اگر اسی راوی سے ان پر حجت قائم کی جائے تو وہ قبول نہیں کرتے اور پھر اس جگہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سند کے خلاف بسندِ جید روایت مروی ہے۔

(التعلیق المجلی صـ ۳۱۶ مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور)

اب جب دلائل سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف اور ناقابلِ حجت ہے تو یہ اس کی روایت کردہ حدیث بھی ناقابلِ حجت ہوئی

(جواب ۲) غیر مقلدین اس روایت کو پورا نقل نہیں کرتے کیونکہ اس کے آخر میں حین یسجد کے الفاظ بھی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کیا کرتے تھے جب تکبیر تحریمہ کہتے جب رکوع کرتے اور جب سجدے کرتے۔ (ابن ماجہ ۶۲/۱) لیکن غیر مقلدین حضرات سجدوں میں رفع الیدین کے منکر ہیں۔ اور پھر ہم پہلے حصہ میں بتا چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود بھی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح کے قائل تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

اعتراض: کہ اگر ابن ماجہ کی روایت میں اسماعیل بن عیاش راوی ہے۔ اور وہ آپ کے نزدیک ضعیف ہے تو ابو داؤد کی روایت میں یہ راوی نہیں ہے اور اس کی سند اس طرح ہے حدثنا عبد الملک بن شعیب بن اللیث حدثنی ابی عن جدی عن یحیی بن ایوب عن عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج عن ابن شہاب عن ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ھشام عن ابی ھریرۃ الخ۔ اور پھر اس میں سجدوں والی رفع الیدین کا ذکر بھی نہیں ہے (ابوداؤد صـ ۱۰۸/۱)

جواب: میں کہتا ہوں کہ اس سند میں ایک نہیں بلکہ دو راوی متکلم فیہ ہیں ایک یحیی بن ایوب ہے اور اس کے بارے میں حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صدوق ربما اخطأ من السابعۃ	سچا ہے مگر اکثر اوقات غلطی کر جاتا ہے ساتویں طبقہ کا راوی ہے۔

تقریب التہذیب صـ ۳۷۳

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا حافظہ خراب تھا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی کچھ احادیث منکر ہیں (تذکرۃ الحفاظ صـ ۱۸۸ ج ۱)

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہی نقل فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا حافظہ خراب ہے اور وہ بہت غلطیاں کرتا ہے۔ امام اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قابلِ احتجاج نہیں ہے امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس کی بعض احادیث میں اضطراب ہے اور امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے (تہذیب التہذیب صـ ۱۸۶، ۱۸۷ ج ۱۱) اور اس سند میں دوسرا راوی جو کہ متکلم فیہ ہے وہ ابن جریج ہے۔ یہ راوی اگرچہ ثقہ ہے لیکن سخت قسم کا مدلس ہے حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثقة فقيها فاضل وكان يدلس و يرسل (تقریب التہذیب ص ۲۱۹)

ثقہ فقیہ اور فاضل ہے لیکن مدلس ہے اور ارسال کرتا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں ابنِ جریج پختہ کار عالم ہیں لیکن تدلیس کے عادی ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۴۹ ج ۱)

اور پھر مدلس کا عنعنہ باتفاق محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مردود ہے جیسا کہ حضرت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ رضویہ ص ۲۵۷ ج ۲ مطبوعہ فیصل آباد) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اور عنعنہ مدلس اصول محدثین پر نامقبول (ص ۲۷۱ ج ۲)

اور یہ روایت بھی عنعنہ ہے اس لئے ناقابلِ حجت ہے اور پھر ابن جریج کی یہ روایت بواسطہ امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہے اور بقول ابن جریج کے اس نے امام ابنِ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ بھی نہیں سُنا۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابنِ جریج کا اپنا بیان ہے کہ میں نے ابنِ شہاب زہری سے کچھ نہیں سُنا (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۴۹ ج ۱) تو اس طرح یہ حدیث بالکل ہی ناقابلِ احتجاج ٹھہرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت

عن ميمون المكى انه راى عبد الله بن زبير صلى بهم يشير بكفيه حين يقوم وحين يركع وحين يسجد و حين ينهض للقيام فيقوم فيشير بيديه فانطلقت الى ابن عباس فقلت انى رايت ابن الزبير صلى صلوة لم ار احد يصليها فوصفت له هذه الاشارة فقال ان احببت ان تنظر الى الصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقتد بصلوة عبد الله بن الزبير

ابوداؤد ص ۱۰۸ ج ۱

میمون مکی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے اور جب دوبارہ قیام کرتے تو میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو ایسے نماز پڑھتے دیکھا ہے جس طرح دوسرے کسی کو بھی نہیں دیکھا تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز دیکھنا چاہے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کر۔

جواب ۱:- یہ روایت بھی بالکل ضعیف اور باطل ہے کیونکہ اس کے ایک نہیں بلکہ دو راوی ضعیف اور مجہول ہیں۔ پہلا راوی عبداللہ بن لھیعہ ہے اور دوسرا میمون مکی۔ عبداللہ بن لھیعہ کے متعلق حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عبد الله بن لهيعة بن عقبة، ابو عبد الرحمن المصرى ضعيف (كتاب الضعفاء والمتروكين ص ۲۹۵)

مولوی محمد شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد اور مولوی محمد محی الدین الہ آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں۔

فى الخلاصة قال يحيى بن معين ليس بالقوى وقال مسلم تركه وكيع ويحيى القطان وابن مهدى (حاشیہ کتاب الضعفا الصغیر للامام بخاری ص ۲۶۶)

اور خلاصہ میں ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے (ضعیف ہے) اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے امام وکیع امام یحییٰ القطان اور امام مھدی رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو ترک کر دیا تھا (یعنی اس سے روایت نہیں لیتے)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صدوق من السابعۃ خلط بعد احتراق کتبہ (تقریب التہذیب ص۱۸۶)	سچا ہے ساتویں طبقہ سے تعلق رکھتا ہے مگر کتابیں جل جانے کے بعد اس پر احادیث خلط ملط ہو گئی تھیں۔

دوسرا راوی میمون مکی ہے اور یہ مجہول الحال ہے حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میمون المکی مجہول من الرابعۃ (تقریب التہذیب ص۳۵۷)	کہ یہ مجہول ہے اور چوتھے طبقہ سے ہے۔

اس طرح معلوم ہوا کہ یہ روایت نہایت ہی ضعیف اور مجہول ہے اس سے احتجاج کرنا جہالت ہے جو کہ صرف غیر مقلدین کو ہی زیب دیتی ہے کیونکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف شروع نماز میں رفع الیدین کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

جواب۲:۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جو روایت غیر مقلدین پیش کرتے ہیں۔ اس میں تو سجدوں میں بھی رفع الیدین کا ذکر ہے جبکہ غیر مقلدین اس کے منکر ہیں اور جب کبھی یہ روایت پیش کرتے ہیں۔ تو دوسری روایات کی طرح اسمیں سے بھی سجدوں کا ذکر نکال دیتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند کل تکبیرۃ (ابن ماجہ ص۶۲)	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

(جواب۱) اس میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کا ذکر ہے غیر مقلدین اس کے منکر ہیں ایک طرف تو اس کو ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں۔ اور خود اس پر عمل نہیں اور خواہ مخواہ خدا تعالیٰ کی اس وعید میں آتے ہیں۔ یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون ٭ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ٭ (الایۃ) اے ایمان والو تم لوگوں کو وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔ یہ اللہ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ چیز ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہیں کرتے۔

جواب۲:۔ یہ حدیث بھی ضعیف اور باطل ہے کیونکہ اس میں ایک راوی متکلم فیہ ہے جو کہ عمرو بن ریاح ہے یہ سخت قسم کا ضعیف راوی ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں۔

عمرو بن ریاح ابو حفص متروک الحدیث (کتاب الضعفاء والمتروکین ص۳۰)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

امام بخاری اپنے استاد عمرو بن علی الفلاس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ایک دجال ہے اور امام نسائی اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ متروک روایتیں نقل کرتا ہے اور کوئی راوی اس کی متابعت نہیں کرتا۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے موضوع روائتیں نقل کرتا ہے اس کی روائت لکھنی جائز نہیں مگر تعجب کے طور پر اور امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے امام ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ باطل اور منکر روائتیں نقل کرتا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۴۴۸ ج۷)

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

متروک وکذبہ بعضھم من الثامنۃ (تقریب التہذیب ص۲۵۳)	کہ یہ متروک الحدیث ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ کذاب ہے۔

تو ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے اور اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خود ترک رفع الیدین کی روایت حضرات عشرہ مبشرہ سے کرتے ہیں، اور خود بھی ترک رفع الیدین پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت پہلے حصہ میں دیکھئے بعض لوگ ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ تین نام کے عبداللہ ہیں اور تینوں ہی رفع الیدین کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی نے بیان کیا ہے۔

واخرج البیہقی عن الحسین قال سالت طاوسًا عن رفع الیدین فی الصلوٰۃ فقال رایت عبداللہ بن عباس وابن زبیر وابن عمر یرفعون ایدیہم اذا افتتحوا الصلوٰۃ و اذا رکعوا واذا سجدوا۔

امام بیہقی نے روایت کی ہے حسین سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت طاؤس سے سوال کیا نماز میں رفع الیدین کرنے کا انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ آپ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدے کرتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

(التعلیق الممجد علی موطا امام محمد صـــ۹۱)

(جواب) اس میں سجدوں میں بھی رفع الیدین کا ذکر ہے اور غیر مقلدین حضرات اس کے منکر ہیں جو جواب وہ سجدوں میں رفع الیدین کا دیں گے وہی ہمارا جواب عند الرکوع و بعد الرکوع کا سمجھ لیں، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن طاؤس کے طرق سے کتاب الکنیٰ والاسماء الامام دولابی صـــ۱۹۸ میں بھی ہے اور اس بھی یہ الفاظ ہیں۔ واذا سجد السجدۃ الاولیٰ فرفع راسہ منہا رفع یدیہ یعنی جب پہلے سجدہ سے اُٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ والی روایت

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبۃ کبر و رفع یدیہ حتی تکونا حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذلک واذا رفع راسہ من الرکوع فعل مثل ذلک واذا قام من السجدتین فعل مثل ذلک

صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے حتیٰ کہ ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح کرتے اور جب سجدوں سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح کرتے۔

(ابوداؤد و بلفظ ابن ماجہ صـــ۶۲)

جواب ۱:۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد واقع ہے جو کہ ضعیف ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عبدالرحمن بن ابی الزناد، ضعیف (کتاب الضعفاء والمتروکین صـــ۲۹۶)

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صدوق تغیر حفظہ لما قدم بغداد۔ (تقریب التہذیب صـــ۲۰۲)

سچا ہے مگر بغداد جانے کے بعد اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے ان کو ضعیف کہا ہے میں (ذہبی) کہتا ہوں ۱۷۴ھ میں بغداد میں فوت ہوئے لیکن ہشام بن عمروہ سے روایت کرنے میں حجت ہونے کے باوجود زیادہ قوی نہیں تھے۔ امام ابن مدینی کہتے ہیں کہ ان کی عراق میں بیان کردہ احادیث مضطرب ہیں، صالح جزرہ کہتے ہیں انہوں نے اپنے والد صاحب سے بہت سی احادیث ایسی روایت کی ہیں جو دوسرے روایت نہیں کرتے ان پر امام مالک نے اپنے والد سے "کتاب السبعہ الفقہا" روایت کرنے پر تنقید کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم کہاں تھے

کہ ہمیں اس کا پتہ نہ چلا (تذکرۃ الحفاظ ص۲۰۲ ج۱)

حضرت علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ابن ابی الزناد وھو عبدالرحمٰن قال ابن حنبل مضطرب الحدیث وقال ھو وابو حاتم لا یحتج به وقال عمرو بن علی ترکه ابن مھدی ثم فی ھذا الحدیث ایضاً زیادۃ وھی الرفع عند القیام من السجدتین فلیلزم ایضاً الخ (الجوہر النقی حاشی علی البیہقی ص۷۳ ج۲)

ابن ابی زناد اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی زناد ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مضطرب الحدیث ہے اور امام احمد بن حنبل اور امام ابو حاتم نے فرمایا کہ یہ قابل احتجاج نہیں (اس سے احتجاج نہ کیا جائے) اور عمرو بن علی نے کہا کہ امام عبدالرحمٰن بن مھدی نے اس کو ترک کر دیا تھا اور پھر اس حدیث میں سجدوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کی زیادت بھی ہے تو مخالفین پر لازم ہے کہ وہ بھی سجدوں میں رفع الیدین کیا کریں۔

اس راوی کے ضعف میں مزید اگر دیکھنا ہو تو تہذیب التھذیب ص۱۷۲، ۱۷۳ ج۶ میزان الاعتدال ص۱۱۱ ج۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(جواب ۲) ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے اور اس کی سند بھی صحیح ہے اس لئے یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اگر ثابت بھی ہو جائے تو منسوخ ہی ٹھہرے گی۔

حضرت عمیر لیثی رضی اللہ عنہ کی روایت۔

عن عمیر بن حبیب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیه مع کل تکبیرۃ فی الصلوۃ۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ ص۶۲)

(جواب ۱) یہ روایت تو بالکل ہی ضعیف اور باطل ہے کیونکہ اس میں بھی دو (۲) راوی متکلم فیہ ہیں ایک راوی تو رفدہ بن قضاعہ اور دوسرا عبداللہ۔ پہلے راوی رفدہ بن قضاعہ کے بارے میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ابن قضاعۃ الغسانی مولاھم الدمشقی ضعیف (تقریب التھذیب ص۱۰۴)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لیس بالقوی (کتاب الضعفاء والمتروکین ص۲۰۹)

اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عن الاوزاعی فی احادیثہ مناکیر (کتاب الضعفاء والصغیر ص۲۶)

اور یہ روایت بھی امام اوزاعی کے طرق سے ہے لہٰذا یہ بھی منکر ہوئی اور دوسرا راوی عبداللہ بن عبید بن عمیر ہے یہ راوی اگرچہ ثقہ ہے لیکن اس کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں ہے اور یہ حدیث اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے لہٰذا یہ روایت منقطع بھی ہے۔

(جواب ۲) اور پھر اس روایت میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کا ذکر ہے اور غیر مقلدین اس کے منکر ہیں۔ غیر مقلدین کو چاہیئے کہ یا تو ان احادیث کو اپنے دعویٰ میں پیش نہ کیا کریں اور یا پھر ان پر خود عمل کریں لیکن ہم وثوق سے کہے دیتے ہیں کہ غیر مقلدین ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کریں گے بس انہیں تو یہی فتوے دینا ہیں کہ بغیر رفع الیدین کے نماز ناقص ہے۔ اگرچہ اس پہ ایک بھی دلیل نہ ہو بس دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے شور مچانا ہے۔ خدا غیر مقلدین کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ والی روایت

عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب

واذا رکع واذا رفع راسہٗ من الرکوع فعل مثل ذلک ویقول رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل مثل ذلک ورفع ابراھیم بن طھمان یدیہ الی اذنیہ ابن ماجہ ص ۶۲	رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا اور ابراہیم بن طھمان راوی نے اپنے ہاتھوں کا نوں تک کرکے دکھائے

یہ روایت صحیح ہے جیسے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص الحبیر میں کہا ہے

جواب:- اس روایت میں دو راوی متکلم فیہ ہیں ابراہیم بن طھمان اور موسیٰ بن مسعود النھدی ابراہیم بن طھمان کو اگرچہ بعض محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے لیکن بعض دیگر محدثین نے آپ پر جرح بھی کی ہے اور خاص کر اس روایت کو محدثین نے ماننے سے انکار کیا ہے حضرت علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہٗ فرماتے لکھتے ہیں۔

وقال السلیمان انکروا علیہ حدیثہ عن ابی الزبیر عن جابر فی رفع الیدین۔ (تہذیب التہذیب ص ۱۳۰ ج ۱)	محدث سلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ محدثین نے اس حدیث کا انکار کیا ہے جس میں عن ابی زبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے رفع الیدین بیان کیا ہے۔

اور حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنا فیصلہ یوں دیتے ہیں۔

قلت الحق انہٗ ثقۃ صحیح الحدیث اذا روی عنہٗ ثقۃ ولم یثبت غلوہ فی الارجاء (تہذیب التہذیب ص ۱۳۱ ج ۱۰)	میں کہتا ہوں کہ صحیح بات یہ ہے کہ ابراہیم بن طھمان ثقہ اور صحیح الحدیث ہے جب کہ اس سے روایت کرنیوالا ثقہ ہو اور اس کا ارجاء میں غلو ثابت نہیں۔

اور تقریب میں فرماتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ ارجاء سے انہوں نے رجوع کر لیا تھا (ص ۲۰)

تو اس روایت میں ابراہیم بن طھمان سے روایت کرنے والا راوی موسیٰ بن مسعود النھدی ہے جو کہ ثقہ نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ صدوق سیّئ الحفظ (تقریب ص ۳۵۲)

امام ترمذی اس کے بارے میں فرماتے ہیں وموسیٰ بن مسعود ضعیف فی الحدیث (جامع ترمذی ص ۴) کہ یہ حدیث میں ضعیف ہے امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ اس سے احتجاج نہ کیا جائے امام ابواحمدؒ حاکم فرماتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے نزدیک قوی نہیں ہے۔ امام ابن قانع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں ضعف ہے۔ امام حاکمؒ محدث فرماتے ہیں کہ وہمی ہے اور اس کا حافظہ کمزور ہے امام ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محرف ہے۔ اور لین الحدیث ہے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے احتجاج کیا ہے۔ اور وہ کثیر الوہم ہے۔ محدثین کرامؒ نے اس میں کلام کیا ہے۔ امام احمدؒ امام ابوحاتمؒ اور امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ خطا کار ہے (تہذیب التہذیب ص ۳۷۰، ۳۷۱ ج ۱۰)

اب آپ ہی فرمائیں کہ جب روایت کے ایسے راوی ہوں وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا رجال ثقات کہنا کہاں تک درست ہے یہ آپ خود ہی اندازہ فرمائیں ہم نے تو حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ والی روایت:-

عن حمید عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوٰۃ واذا رکع (ابن ماجہ ص ۶۲)	حمیدؒ حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے۔

(جواب) اس روایت میں ایک راوی حمید الطویل ہے جو کہ سخت قسم کا مدلس ہے۔

اور یہ روایت اس نے عنعنہ سے بیان کی ہے اور پیچھے گزر چکا ہے مدلس کا عنعنہ قابلِ قبول نہیں ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ثقۃ مدلس (تقریب التہذیب صـ۸۴) اور مولوی عبد التواب ملتانی غیر مقلد لکھتا ہے (ثقۃ فیہ ضعف واختلط بالآخر (حاشیہ مصنف ابن ابی شیبہ صـ۱۵۹/۱)

(جواب ۲) یہ روایت مدلس ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اس کو مرفوع بیان کرنا خطا ہے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لم یرفعہ عن حمید مرفوعاً غیر عبد الوهاب، والصواب من فعل انس (سنن دارقطنی صـ۲۹/۱ مطبوعہ ملتان)	حمیدؒ سے سوائے عبد الوہاب کے کسی نے بھی اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ حق یہ ہے کہ یہ حضرت انس پر موقوف ہے (یعنی یہ حضرت انس کا فعل ہے)

امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

واما حدیث انس بن مالک فہم یزعمون انہ خطا وانہ لم یرفعہ احد الا عبد الوهاب الثقفی خاصۃ والحفاظ یوقفونہ علی انس۔ (شرح معانی الآثار صـ۱۱۱/۱-۲۰)	اور حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث محدثین کے خیال میں یہ روایت غلط ہے اور اس کو کسی نے بھی مرفوع بیان نہیں کیا مگر عبد الوہاب الثقفی نے اور دیگر حفاظ کرام اسے حضرت انس پر موقوف بیان کرتے ہیں۔

اور پھر ابن ماجہ کی اس روایت کے سوا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تمام مرفوع موقوف روایات میں رفع الیدین بین السجدتین کا بھی ذکر ہے سنن دارقطنی میں یہ حدیث اس طرح ہے۔

عن انس قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع واذا سجد (دارقطنی صـ۲۹/۱)	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے جب رکوع سے سر اقدس اٹھاتے اور پھر جب سجدہ کرتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح ہے۔

عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۱۵۹/۱)	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں رفع الیدین کرتے تھے۔

یہ تو تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کی بات (اگر اس کو مرفوع مان لیا جائے تو) اور اب سنیئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل۔

حدثنا ابو بکر قال حدثنا وکیع عن حماد بن سلمۃ عن یحیی بن ابی اسحاق عن انس انہ کان یرفع یدیہ بین السجدتین۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صـ۱۸۴/۱)	بسندِ مذکور، حضرت انس رضی اللہ عنہ دونوں سجدوں کے درمیان رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

بعض غیر مقلدین کہتے ہیں کہ رفع الیدین جیسی ثابتہ صحیحہ سنت کو کسی امام مجتہد کے پیچھے لگ کر چھوڑنا کہاں کی دانائی ہے ہم کہتے ہیں کہ ہم نے تو کسی غیر منسوخہ ثابتہ صحیحہ سنت کو نہیں چھوڑا لیکن آپ نے کس امام کے پیچھے لگ کر سجدوں میں رفع الیدین کی سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ یا تو سجدوں میں بھی رفع الیدین کیا کرو اور یا پھر عند الرکوع اور بعد الرکوع والے رفع الیدین کو بھی چھوڑ دو۔ تاکہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق نہ ٹھہرو۔ یہ عجیب منطق ہے کہ یہ احادیث کو پیش کر کے غیر مقلدین ہم کو تو دعوت دیتے ہیں عمل کرنے کی خود اس پر عمل

نہیں کرتے۔ مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ اور جو دے تم کو رسول پس پکڑ لو اس کو: حضورؐ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی حکم اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل کر کے نماز کی صورت اور ہئیت ہم کو دی اور فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ پڑھو نماز جس طرح میں نے پڑھی ہے اس کا مطلب ہے کہ شروع سے آخر تک یعنی تکبیر اولیٰ سے سلام پھیرنے تک پوری کی پوری نماز حضورؐ کی طرح پڑھنی چاہیئے ہر ہر حرکت پاک اپنانی اور عمل میں لانی چاہیئے امت میں سے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ رحمت عالمؐ کے صحیح سند سے ثابت شدہ طریقے میں سے کچھ لے اور کچھ دانستہ چھوڑ دے یا اُن پر قدغن لگا دے ایسا کرنے کے خیال سے بھی لرز جانا چاہیئے۔

حضرت رحمت عالمؐ اللہ کے رسول ہیں۔ وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ وہ اللہ کی مرضی سے بولتے ہیں۔ اپنی خواہش سے نہیں پھر آپ جو نسخہ اپنی مریض امت کے لئے تجویز کرتے ہیں وہ وحی سے ہی کرتے ہیں امت میں سے اگر کوئی شخص آپ کے مرکب نسخہ میں سے کچھ حصہ کاٹ دے اور باقی کا استعمال کرے تو وہ ایمان کی شفا کہاں تک پائے گا اور اس کی یہ جسارت کیا کہلائے گی؟ (صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹ از مولوی محمد صادق سیالکوٹی)

تو اب ہم کہتے ہیں کہ جب آپ کے نزدیک یہ احادیث صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں تو پھر آپ کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت شدہ طریقے سے کچھ لے لو اور کچھ دانستہ طور پر چھوڑ دو یا اس پر قدغن لگا دو کیا تم امت میں شامل نہیں ہو اگر ہو تو آپ کو یہ کس نے حق دیا ہے کہ رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع تو کرو اور اس کو سنت موکدہ (خود ساختہ)

بھی کہو اور سجدوں میں رفع الیدین کو ترک کر دو۔ تکبیر اولیٰ سے لے کر سلام پھیرنے تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کیوں نہیں نماز پڑھتے۔ ایسا کرنے سے آپ لرز کیوں نہیں جاتے اور اگر آپ امت میں شامل نہیں ہیں (اور ہے بھی شاید ایسا ہی) کیونکہ آپ کے کہنے کے بموجب امتی کو حق حاصل نہیں کہ وہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے اور آپ نے تو کچھ لے لیا (قبل الرکوع و بعد الرکوع) اور کچھ چھوڑ دیا (بین السجدتین) تو آپ خود ہی امت سے خارج ہو گئے) تو خواہ مخواہ کیوں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں افتراق و انتشار پھیلا رہے ہو خود ہی تو آپ مرکب نسخہ سے کچھ حصہ کاٹ رہے ہو اور باقی کا استعمال کر رہے ہو تو آپ ایمان کی شفا کہاں تک پاویں گے اور آپ کی یہ جسارت کیا کہلائے گی؟ جواب دو۔ جواب دو۔ جواب دو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت

عن ابی موسیٰ الاشعری قال ھل اریکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فکبر و رفع یدیہ ثم کبر و رفع یدیہ ثم قال سمع اللہ لمن حمدہ ثم رفع یدیہ ثم قال ھکذا فاصنعوا ولا یرفع بین السجدتین (دار قطنی صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کیا میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں تو آپ نے تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور رفع الیدین کیا اور کہا کہ اس طرح کیا کرو۔ راوی کہتا ہے کہ آپ نے سجدوں میں رفع الیدین نہیں کیا۔

جواب: اس حدیث کی سند میں ایک راوی حماد بن سلمہ ہے جو کہ متکلم فیہ ہے اس کو اگرچہ بعض علماء نے ثقہ کہا ہے لیکن اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وتضیر حفظہ باخرہ (تقریب التہذیب ص۸۲)	کہ آخری عمر میں اس کا حافظہ متغیر (خراب) ہو گیا تھا۔

اور اس حدیث میں رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع کا بیان کرنا ہی راوی کی غلطی ہے۔ کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے دوسری جو روایت ہے جس میں یہ راوی نہیں ہے اس میں رکوع کے وقت صرف تکبیر کا لفظ ہے۔ رفع الیدین کا نہیں ہے۔

(جواب ۲) اور پھر یہ روایت موقوف ہے اس کو مرفوع بیان کرنے میں بہت اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رفعہ ھذان عن حماد ووقفہ غیرھما عنہ (دارقطنی ص۲۹۲/۱)	یعنی اس کو حماد سے مرفوع صرف ان دونوں یعنی زید بن حباب اور نضر بن شمیل نے بیان کیا۔ ان کے علاوہ تمام محدثین اسکو موقوف بیان کرتے ہیں۔

اور امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو موقوف بیان کرتے ہیں۔

ورواہ ابن المبارک عن حماد بن سلمۃ فوقفہ	حضرت عبداللہ بن مبارک نے حماد بن سلمہ سے اس کو موقوف روایت کیا ہے۔

التعلیق المغنی علی دارقطنی ص۲۹۲ از مولوی شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد۔

تو اس سے ثابت ہو کہ یہ روایت مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے اور اس میں بھی حماد بن سلمہ متکلم فیہ راوی موجود ہے اس لئے یہ حدیث بھی ضعیف ہے اور ناقابلِ احتجاج ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت

قال ابوبکر صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع رواتہ ثقات (المختصر) سنن الکبری ص۷۳/۲)	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، آپ جب نماز شروع کرتے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(جواب ۱) اس حدیث کی سند میں کئی خرابیاں ہیں نمبر۱ اس کا ایک راوی محمد بن اسمٰعیل سلمی متکلم فیہ ہے نمبر۲ محمد بن فضل بھی متغیر الحافظ تھا۔ محمد بن اسماعیل سلمی کو حضرت ابن ابی حاتم ضعیف قرار دیتے ہیں ملاحظ فرمائیں (تذکرۃ الحفاظ ص۴۳۵/۲) اور امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ اس میں محدثین نے کلام کیا ہے (بحوالہ نور الفرقدین ص۵۸) اور محمد بن فضل السدوسی کو اگرچہ اکثر محدثین نے ثقہ کہا ہے۔ لیکن آخر عمر میں متغیر الحافظ ہو گیا تھا

حضرت علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

محمد بن الفضل السدوسی ابو الفضل البصری لقبہ عارم ثقۃ ثبت تضیر فی آخر عمرہ	ثقہ ہے۔ ثبت ہے۔ مگر آخر عمر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ تقریب التہذیب ص۳۱۵

ابو حاتم کہتے ہیں آخر عمر میں عارم کا حافظہ خراب ہو گیا اور ان کی عقل جاتی رہی تھی۔ (تذکرۃ الحفاظ ص۳۱۰/۱)

وقال ابن حبان تغیر حتی کان لایدری ما یحدث بہ فوقع فی	امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا حافظہ اتنا متغیر ہو گیا تھا کہ جو حدیث بیان

حدیثہا المناکیر فیجب التنکب عن حدیثہ فیما رواہ المتاخرین فاذا لم یعلم ھذا ترک الکل ولا یحتج بشئی منہا الخ

تہذیب التہذیب ص۲۰۴ ج۔۹

کرنا تو اس کو خود علم نہ ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس وجہ سے اس کی حدیث میں منکر باتیں آگئیں پس اس کی حدیث سے گریز کرنا ضروری ہے ایسی حدیث جو اس سے متاخرین نے روایت کی ہو اور جب اس چیز کا علم نہ ہو سکے تو اس کی تمام احادیث متروک قرار دی جائیں گی اور اس کی کسی ایک حدیث سے بھی احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

اور محمد بن اسماعیل سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن فضل سدوسی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاط کے بعد ہی سنا ہے اس لئے یہ روایت یقیناً متروک ٹھہرے گی۔ اور ہم پیچھے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما رفع الیدین صرف تکبیر افتتاح کے ساتھ کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے تھے اور آپ سے ترک رفع الیدین کے سوا کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی بعض حضرات نے رفع الیدین ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ آپ سے کسی صحیح سند کے ساتھ رفع الیدین کے ثبوت میں ایک لفظ بھی ثابت نہیں ہے اور صحیح سند کے ساتھ آپ کا ترکِ رفع الیدین ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

اعتراض: حضرت علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جزو میں لکھا ہے الذین نقل عنہم روایۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان و

علی وغیرھم۔ یہ ایک ایسی سنت ہے۔ جس کو خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم بھی کیا کرتے تھے۔ (جزو رفع الیدین ص۱۴۲ خالد گرجاکھی)

(جواب) ان چاروں حضرات سے کسی ایک سے بھی صحیح سند کے ساتھ رفع الیدین ثابت نہیں ہاں اس کے برعکس ان حضرات سے ترک رفع الیدین ضرور ثابت ہے اور وہ ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات تک رفع الیدین کرنا

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع وکان لا یفعل ذالک فی السجود فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے اور اللہ سے ملتے دم تک آپ کی نماز ایسی ہی رہی (یعنی وفات تک)

صلوٰۃ الرسول ص۲۳۲ جزو رفع الیدین ص۵ از خالد گرجاکھی

مولوی خالد گرجاکھی نے جو اس حدیث کی سند پیش کی ہے اس میں دو راوی متکلم فیہ ہیں بلکہ نہایت ہی ضعیف اور کذاب قسم کے راوی ہیں۔ پہلا راوی عبدالرحمٰن بن قریش بعض محدثین نے اس کو وضاع اور کذاب کہا ہے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔ اتھمہ السلیمانی بوضع الحدیث (میزان الاعتدال ص۱۱۶ ج۲)
یعنی حضرت محدث سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کو موضوع حدیث بنانے کے ساتھ متہم کیا ہے اور دوسرا راوی عصمۃ بن محمد انصاری ہے اس کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال ابوحاتم لیس بالقوی و	امام ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے
قال یحیی کذاب یضع الحدیث	اور امام یحیی فرماتے ہیں کہ کذاب ہے اور
وقال العقیلی یحدث بالبواطیل	حدیث کو وضع کرتا ہے۔ امام عقیلی فرماتے
عن الثقات وقال الدارقطنی	ہیں کہ یہ ثقہ راویوں سے باطل احادیث
وغیرہ۔ متروک	روایت کرتا ہے اور امام دارقطنی اور دوسرے
(میزان الاعتدال ص $\frac{196}{2}$)	محدثین نے کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہے۔

قارئین کرام یہ اور اس جیسی دیگر احادیث وہ لوگ پیش کرتے ہیں جو ہم سے صحیحین اور متصل السند احادیث کا مطالبہ کرتے تھکتے نہیں ہیں اور خود اس جیسی موضوع احادیث پیش کرنے سے بھی نہیں چوکتے

حضرات عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت

بعض ہٹ دھرم اور جاہل حضرات عشرہ مبشرہ سے بھی رفع الیدین کا اثبات کرتے ہیں حالانکہ یہ ان حضرات پر بہتانِ صریح ہے اور رفع الیدین کے اثبات میں ان سے ایک لفظ بھی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے اور ہم پچھلے صفحات پر یہ ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرات عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

فرشتے بھی رفع الیدین کرتے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سورہ کوثر نازل ہوئی تو آپ نے جبریل سے دریافت کیا کہ وانحر سے کیا مراد ہے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم

فرماتے ہیں کہ جب تو (تم) نماز شروع کرے (کرو) تو رفع الیدین کر (کرو) اور جب رکوع کرے تو بھی اور جب رکوع سے اٹھے تو بھی یہی ہماری نماز ہے اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی بھی یہی نماز ہے (جزء رفع الیدین خالد گرجاکھی ص $\frac{176}{}$)

جواب:- یہ حدیث بھی موضوع اور منگھڑت ہے افسوس ہے نام نہاد اہل حدیثوں پر کہ ایسی روایات سے جن کا کوئی سر اور پیر نہیں ہے قربانی جیسی عظیم سنت (بلکہ بعض واجب کہتے ہیں) کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ بہت ہی منکر روایت ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ قربانی کے علاوہ اس آیت کی تفسیر میں تمام اقوال غریب اور مردود ہیں (تفسیر ابن کثیر مترجم ص $\frac{112}{\text{ج ۵}}$)

لیکن کیا کہا جائے ان عقل کے اندھوں کو جو ایک ایسے مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے جس کے نہ کرنے سے دین میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ ایک ایسے مسئلہ کو مٹا رہے ہیں۔ جو کہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ اور مسئلہ ہے اور جو سنت ابراہیمی ہے ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں پر کچھ ترس کھاؤ اور قربانی جیسی عبادت کو اس طرح مسلمانوں کے دلوں سے نہ نکالو۔ اور مسلمانوں کو گمراہ نہ کرو ہم نے مختصر طور پر غیر مقلدین جن احادیث سے رفع الیدین پر استدلال کرتے ہیں ان کے جوابات دے دیئے ہیں ہمارے نزدیک جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے رفع الیدین منسوخ ہے کیونکہ خشوع و خضوع اور سکون فی الصلوۃ کے خلاف ہے حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الکبریٰ میں ایک باب باندھا ہے

باب الخشوع فی الصلوۃ

قال اللہ جل ثناوہ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون (پ ۱۸۔ س مومنون) یعنی دونوں جہانوں میں وہ مومنین فلاح پا گئے بامراد ہوئے وہ مومن جو اپنی نمازیں خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اور پھر اس باب کے نیچے یہ حدیث لائے ہیں۔

اخبرنا ابو القاسم بن ابی ھاشم العلوی و ابو بکر بن الحسن القاضی قالا ثنا ابو جعفر بن دحیم ثنا ابراھیم بن عبد اللہ انبا وکیع عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃ ح. واخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا احمد بن جعفر ثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا وکیع فذکرہ باسنادہ قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن رافعی ایدینا فی الصلوۃ۔ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ۔

(بسندِ مذکور) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) داخل ہوئے (یعنی ہماری طرف مسجد میں آئے) اور ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ اور نماز میں رفع الیدین کر رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ تعجب فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تجھے نماز میں اپنے ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں جیسے سرکش گھوڑے دُمیں اٹھاتے ہیں۔ نماز میں سکون سے رہو۔

(سنن الکبری ص ۲۸۰ ج ۲)

تو اس سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین بار بار کرنا سکون فی الصلوۃ کے خلاف ہے اور جس آیت کی تفسیر میں امام بیہقی نے یہ احادیث پیش کی ہیں۔ اس آیت کی تفسیر حبر الامت مفسرِ قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون (الذین ھم فی صلاتھم خاشعون) مخبتون متواضعون لا

یلتفتون یمینا ولا شمالا ولا یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ

عاجزی اور انکساری کرنے والے جو کہ دائیں بائیں نہیں دیکھتے اور نہ ہی نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں (یعنی وہ لوگ فلاح پا گئے بخشے گئے جو نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے)

تفسیر ابن عباس حاشیہ علی درمنثور ص ۳۲۲، ۳۲۳ ج ۳ مطبوعہ بیروت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بقول حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں رفع الیدین کو پسند نہیں کیا۔ اور اس کو سکون فی الصلوۃ کے منافی قرار دیا اور اسے گھوڑوں کی دُموں کے ساتھ تشبیہ دی۔

اور بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خداتعالیٰ نے نماز میں رفع الیدین کو خشوع و خضوع کے منافی قرار دیا اور نماز میں رفع الیدین نہ کرنے والوں کو بخشش کی خوشخبری دی اب جو چاہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کی نماز پڑھے اور جو چاہے رفع الیدین کر کے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات رد کر کے نماز میں رفع الیدین کرے اور نماز کے سکون اور خشوع و خضوع کو برباد کرے۔

الحاصل یہ کہ سوائے تکبیر تحریمہ کے باقی تمام مواضع پر رفع الیدین سنت نہیں ہے بلکہ منسوخ ہے اور نماز میں خشوع و خضوع کے خلاف ہے اور تقریباً تمام صحابہ کرام جو کہ پہلے پہل رفع الیدین کرتے تھے بعد میں تمام نے چھوڑ دیا تھا۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی نبی الامی وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

محمد عباس رضوی۔

ساکن کھوڑ ٹے ڈاکخانہ واہنڈو تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

یارسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام

یا رسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

والہانہ جو طواف روضہ اقدس کریں
مست و بیخود وجد میں آتی ہواؤں کو سلام

شہر بطحا کے در و دیوار پر لاکھوں درود
زیر سایہ رہنے والوں کی صداؤں کو سلام

جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
تا قیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام

مانگتے ہیں جو وہاں شاہ و گدا بے امتیاز
دل کی ہر دھڑکن میں شامل ان دعاؤں کو سلام

اے ظہوریؔ خوش نصیبی لے گئی جن کو حجاز
ان کے اشکوں اور ان کی التجاؤں کو سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

فرامین قرآن کریم ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اقوال بزرگان دین پر مشتمل ناقابل تردید دلائل کا بہترین مجموعہ

براہینِ صادق

علماء خطباء اور عاشقانِ رسول کے لئے ایمان افروز تحفہ

علمی و تحقیقی مسائل کا قیمتی خزانہ

از افادات مبارکہ:

پاسبانِ مسلکِ رضا خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالمِ اسلام نائب محدث اعظم پاکستان

عالم باعمل حضرت علامہ الحاج پیر مفتی **ابو داؤد محمد صادق** قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان گوجرانوالہ۔

صفحات: ۵۹۲ ہدیہ ۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ 0092-55 4217986

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

دین سے غافل اور بے عمل لوگوں کے لئے پیغامِ صادق

مُسمّیٰ بہ

دعوتِ عمل

اسلامی معلومات کا خزانہ، روزمرہ کے مسائل پر مشتمل

انسانی زندگی میں محمدی انقلاب برپا کرنے والی بہترین کتاب

از افادات مبارکہ:

پاسبانِ مسلکِ رضا خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالمِ اسلام نائب محدث اعظم پاکستان

عالم باعمل حضرت علامہ الحاج پیر مفتی **ابو داؤد محمد صادق** قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان گوجرانوالہ۔

صفحات: ۲۳۲ ہدیہ ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ 0092-55 4217986



قابلِ مطالعہ بہترین کتابیں آپ کے علمی ذوق کے عین مطابق
میلادِ محبوبِ کبریا
خلقتِ نورِ محمدی ﷺ، اولیتِ مصطفےٰ ﷺ، میثاقِ انبیاء، بشاراتِ آمدِ مصطفےٰ ﷺ، کتبِ سابقہ میں حضور کے اوصاف، نسبِ پاک سید لولاک،
حضور پاک کے اجداد کرام، حسنِ مصطفےٰ ﷺ، نورانیتِ مصطفےٰ ﷺ، بچپنِ مصطفےٰ ﷺ، میلاد النبی ائمہ ومحدثین کی نظر میں، اور دیگر مسائل پر مشتمل بہترین کتاب
ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟
اعمالِ حسنہ
عقائدِ اہلسنّت
قرآن وحدیث کی روشنی میں
روحانی حقائق
ذکرِ الٰہی، نعتِ مصطفےٰ، مسائلِ تصوف وشریعت،
شجرہ قادریہ رضویہ اور اوراد ووظائف پر مشتمل بہترین کتاب
دعوتِ عمل
براہینِ صادق
فیضان الحرمین
فضائلِ رمضان المبارک
قرآن وحدیث کی روشنی میں
روحانی خزانے
شجرہ قادریہ اور دیگر خیر وبرکت کے وظائف پر مشتمل کتاب
آدابِ مرشد
آدابِ طریقت اور مرید کی روحانی تربیت پر مشتمل بہترین کتاب
عظمت وشانِ اہلِ بیت
تحفۃ النساء
مقامِ والدین
قرآن وحدیث کی روشنی میں
اولاد کی بہترین تربیت کے لئے نایاب کتاب
تسکینِ دل وجان نعتِ خیر الانام
رضوی مجموعہ نعت
100 سے زائد
نمازِ نبوی
HASSANNIAZI2000
@YAHOO.COM
055 4217986
ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ